دیوان بیدار

مرتب

پروفیسر نسیم احمد

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی

دیوان بیدار

مرتب

پروفیسر نسیم احمد

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی

دیوان بیدار

مرتب

پروفیسر نسیم احمد

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔ 110025

پہلی اشاعت : 2014
تعداد : 550
قیمت : -/122 روپے
سلسلۂ مطبوعات : 1198

Deewan-e-Bedaar

By: Prof. Naseem Ahmed

ISBN :978-93-5160-048-0

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک۔8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066 فون نمبر: 26109746
فیکس: 26108159 ای۔میل: ncpulsaleunit@gmail.com
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: بھارت گرافکس، C-83، اوکھلا انڈسٹریل ایریا، فیز۔1، نئی دہلی 110020
اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انسان کا اجتماعی شعور صدیوں کو محیط ہے۔ اظہار کے سانچوں پر قابو پانے میں صدیاں لگی ہیں۔ اظہار کے لسانی سانچے پر عبور پانا معجزے سے کم نہیں۔ زبان کا سفر حقیقت سے مجاز تک کا نہایت بامعنی سفر ہے۔ مجاز کے توسط سے اشارے حقیقت کی ترسیل ہیں۔ مفروضے سے معروضے کی منزل مشاہدے سے تجربے کی منزل ہے جو پیچیدگی سے آسانی کی طرف لے جاتی ہے۔ فکر سے اظہار اور اظہار سے تحریر کے مراحل میں رد و قبول کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جذبے، احساسات اور اشیا کی شناخت کے لیے لفظیات کا انتخاب اور ان کی قبولیت کے لیے زمانہ درکار ہوتا ہے۔ زبان عمرانی، معاشرتی اور تہذیبی مظہر ہے۔ ایک دن میں زبان بنتی ہے نہ قواعد۔ نطق سے اظہار تک کا سفر صدیوں پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں پیچیدگی اور تنوع پایا جاتا ہے۔ زبان نامیاتی حقیقت ہے۔ اسی لیے نئے نئے سیاق میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہر لفظ معنوی امکانات میں ایک سے زائد سیاق رکھتا ہے۔ ہر لفظ اپنے ساتھ مختلف تصورات لے کر ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کی سادہ اور مجرد، دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ ہر لفظ اپنی تخلیق کے بعد جب کچھ زمانی عرصہ گزار لیتا ہے تو اس کے معنوی حدود متعین ہو جاتے ہیں اور اس کی سند لغت فراہم کر دیتا ہے۔ اردو نے اپنا

ادبی سفر شروع کیا تو تحریر بھی اسے محفوظ کرتی گئی اور آج اردو کتابوں کے عظیم ذخیرے پر ہم فخر کرتے ہیں۔

اردو میں مختلف علوم وفنون کی کتابوں کو منتقل کرنا اور معیاری تحریروں کو نئی روشنائی عطا کر کے اردو حلقوں تک پہنچانا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔ کونسل نے متنوع موضوعات پر کافی کتابیں شائع کی ہیں۔ صحت متن کے ساتھ قدیم متون کی اشاعت پر کونسل نے بطور خاص توجہ دی ہے۔ 'دیوان بیدار' اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ شیخ عمادالدین شاہ محمدی بیدآر کا شمار عہد میر وسودا کے معروف وممتاز شاعروں میں ہوتا ہے۔ ان کا شعری ذوق پختہ وبالیدہ تھا۔ فارسی گوئی میں بھی مہارت تھی۔ میر حسن، مصحفی اور قدرت اللہ قاسم نے ان سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کا شمار معنی یاب اور خوش گفتار شاعروں میں کیا ہے۔ میر نے بھی اپنے تذکرے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسے اہم شاعر کا دیوان شائع کرنا ہماری ادبی اور تاریخی ذمہ داری ہے۔ پروفیسر نسیم احمد کو تحقیق وتدوین سے خاص نسبت ہے۔ جدید اصول تحقیق کی روشنی میں انھوں نے یہ دیوان مرتب کیا ہے۔ اس دیوان کی ترتیب میں بارہ قلمی نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ انھوں نے معتبر نسخوں پر اعتماد کرتے ہوئے صحیح ترین متن کو اساسی اہمیت دی ہے اور حواشی میں بامعنی اختلافات کی نشاندہی بھی کردی ہے۔ ان کا مقدمہ مفصل اور مبسوط ہے۔ انھوں نے تدوین کے سلسلے میں اپنے طریق کار کی مفصل وضاحت بھی کردی ہے۔

امید ہے کونسل کی دیگر مطبوعات کی طرح اس کتاب کی بھی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔ ہمیں اہل ذوق کی آرا کا انتظار رہے گا۔

پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین
(ڈائرکٹر)

فہرست

مقدمہ .... صفحہ XXV

اشعار

(حصہ اوّل)

نمبر شمار	غزل نمبر	ردیف (الف)	تعداد اشعار	صفحہ
1	1	ہے نام ترا باعثِ ایجادِ رقم کا	19	1
2	2	دیتا نہیں دل لے کے وہ مغرور کسو کا	7	2
3	3	آنکھوں میں چھا رہا ہے از بس کہ نوُر تیرا	5	2
4	4	دل خدا جانے کہاں تیرے گلستاں میں رہا	9	3
5	5	چھوٗٹ کر چشم سے دل تیرے زنخداں میں گرا	5	3
6	6	تیرے دنداں سے فقط دُر ہی نہ عماں میں چھپا	7	4
7	7	ہم پہ سَو ظلم و ستم کیجیے گا	7	5
8	8	احوال سُن مری مژۂ اشک بار کا	10	5
9	9	جو وہ بہارِ ریاضِ خوبی، چمن میں آ تا خرام کرتا	5	6

10	10	تُو نے جو مدتوں میں ادھر کو گزر کیا	8	6
11	11	تھا جو کچھ ہونا سُو اَے دل! ہو گیا	7	7
12	12	کل تری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گُل گُوں تھا	5	7
13	13	پاس میرے وہ دل آرام گر آج آوے گا	5	7
14	14	مست ہم کو شراب میں رہنا	5	8
15	15	ہم نشیں، پُوچھ نہ باعث تو' مری زاری کا	11	8
16	16	بھرا نہ مثلِ نگیں زخم یہ مرے دل کا	5	9
17	17	آہ! کیا جانے کہاں وہ بتِ خودکام رہا	5	9
18	18	جس چشم کو نہ ہو ترا دیدار دیکھنا	8	9
19	19	تنہا نہ دل ہی لشکرِ غم دیکھ ٹل گیا	9	10
20	20	جانوں مَیں نہ جب کہ نام اُس کا	5	10
21	21	نپٹ دل ہے مشتاق اَے یار! تیرا	5	11
22	22	خط تیرے رُو پہ نمایاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا	7	11
23	23	گر کہیں اُس کو جلوہ گر دیکھا	9	12
24	24	جو کچھ کہ تھا وظائف داَور اد رہ گیا	7	12
25	25	طلب میں تیری، تنہا ہی نہ پائے جستجو ٹوٹا	5	12
26	26	اس ستم گر سے جو ملا ہوگا	9	13
27	27	غمِ جگر شکن و دردِ جاں ستاں دیکھا	13	13
28	28	ہم کلام اُس سے مَیں یک بار نہ ہونے پایا	7	15
29	29	دل سے پُوچھا تو کہاں ہے، تو کہا تجھ کو کیا	7	15
30	30	کل وہ جو پئے شکار نکلا	10	16
31	31	قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سَو جفا کرتا	5	17
32	32	مے کدے میں جو ترے حُسن کا مذکور ہُوا	7	17

33	33	سبزۂ خط ترے عارض پہ نمودار ہُوا	7	18
34	34	اُس نے کہاں تک کبھو گزر نہ کیا	10	18
35	35	رشک کھاتا ہے چمن دیکھ کے داماں میرا	5	19
36	36	جلوہ دکھا کے گزرا وہ نورِ دیدگاں کا	7	19
37	37	مے و ساقی ہیں سب یک جا ہاہاہاہاہاہا	5	19
38	38	بارہا یار سے چاہا کہ ہُوں اغیار جدا	7	20
39	39	صبح کو بے نُورِ تجھ بن ہر چراغِ لالہ تھا	5	20
40	40	عمر وعدوں ہی میں گنوایئے گا	9	21
41	41	جواَب کی چھوڑے مجھے غم تری جدائی کا	5	21
42	42	آپ میں دیکھ اُسے مَیں رہ نہ سکا	5	22
43	43	نہ جامِ جم کا طالب ہوُں نہ خسرَ دِ اختشامی کا	7	22
44	44	نہیں کچھ ابر ہی شاگرد مری اشک باری کا	7	23
45	45	بے مروت، بے وفا، نامہرباں، نا آشنا	9	23
46	46	آہ! وہ ماہ نُمایاں نہ ہُوا	5	24
47	47	گر چہ دلکش ہے دلبراں کی ادا	7	24
48	48	ہَوائے عشق سے سَرسبز باغ ہے دل کا	3	25
		ب		
49	1	اس مہ جبیں کے سامنے کیا آئے آفتاب	9	25
50	2	اُس شعلہ رُو کی بزم میں گر آئے آفتاب	8	26
51	3	لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب	7	27
52	4	ہے نُور یاب رخ سے ترے مہرِ آفتاب	7	27
		ت		
53	1	خط اُس عذار پہ دیکھا ہے ہم نے خواب میں رات	7	28

54	2	بیدار کروں کس سے مَیں اظہارِ محبت	5	28
55	3	اَے شمع دل افروزِ شبِ تارِ محبت!	5	29
56	4	دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت	9	29
57	5	دکھا دے دستِ نگار ہس سے توٗ اگر انگشت	2	30
58	6	کہو تو کس سے مَیں پوچھوں نشانِ خانۂ دوست	2	30
		ث		
59	1	کم نہ ہووے گا جنوں اس کی ہے تدبیر عبث	7	30
		ج		
60	1	نشۂ مَے سے ہوئی ہے سُرخیِ رُو یہاں تک آج	7	31
61	2	چشمِ ساقی نے چھکایا سب کو مَے خانے میں آج	5	32
		چ		
62	1	کھو دیا نورِ بصیرت توٗ نے مادمن کے بیچ	9	32
		ح		
63	1	گرچہ کہتے ہیں بُتاں اور بھی بیداد کی طرح	9	33
		خ		
64	1	ہوتی ہے فصلِ گُل میں جو مستِ بہار شاخ	7	34
		د		
65	1	نہ دیا اس کو یاد یا قاصد	9	35
66	2	نالہ گو ہے خدنگ کی مانند	7	35
67	3	نہ غمِ دل نہ فکرِ جاں ہے یاد	7	36
		ذ		
68	1	حالِ جاں سوز کا مَیں اُس کو لکھوں گر کاغذ	5	36

ر

69	1	جو وہ خورشید طلعت شام کو ہو بام پر ظاہر	9	36
70	2	تجھ بن سرشکِ خوں کا ہے آنکھوں سے طغیاں اس قدر	5	37
71	3	گیا ہے جب سے دکھا جلوہ وہ پری رخسار	12	38
72	4	اَے رشکِ گُل! کرے ہے عبث جُستجوے عطر	5	38
73	5	وجدِ اہلِ کمال ہے کچھ اور	9	39
74	6	حیف ہے ایسی زندگانی پر	5	39
75	7	کیا ہی اب کی دھوم سے اَے نے گشاں! آئی بہار	3	40
76	8	روزی رَساں خدا ہے، فکرِ معاش مت کر	3	40

ز

77	1	خاک دخوں میں ہے تپاں عاشقِ غم ناک ہنوز	9	40
78	2	ہے بعدِ مرگ گور میں شورِ جنوں ہنوز	5	41

س

79	1	اُس کو حنا کی دل میں نہ باقی رہے ہوَس	7	41

ش

80	1	دل آتش و آہ آتش و ہر داغِ غم آتش	9	42
81	2	سبھوں سے یوں تو ہے دل آپ کا خوش	9	43

ص

82	1	دیکھ اُسے شادی سے کرتا ہے دلِ دیوانہ رقص	5	44

ض

83	1	سبزۂ خط ہے ترا ابرِ بہارِ عارض	5	44
84	2	عبث کرتا ہے اُس سے اَے دل! اب عرض	5	44

		ط		
85	1	رکھتی ہے شانے سے وہ زلفِ معنبر اختلاط	7	45
		ظ		
86	1	جاتا ہے مرے گھر سے دل دار خدا حافظ	5	46
		ع		
87	1	حُسن تیرا سا کہاں بزم میں یعاں رکھتی ہے شمع	7	46
88	2	ہوئی تھی ایک شب اُس ماہ کے مقابل شمع	5	47
		غ		
89	1	رَوشن مثالِ شمع ہزاروں ہیں غم کے داغ	5	47
90	2	ہے غنیمت دیکھ لیجے کوئی دم دیدارِ باغ	5	47
		ف		
91	1	آتا ہے آج مجھ کو یہی بار بار حیف!	7	48
92	2	سُرمہ عزیز تجھ کو ہو، اَے چشمِ یار! حیف!	7	48
		ق		
93	1	گمانِ بے وفائی مجھ کو یہ تجھ سے نہ تھا مطلق	5	49
		ک		
94	1	کینہ جوئی کا اگر ہم سے ہے آہنگِ فلک	5	49
		گ		
95	1	کیوں نہ لے گلشن سے باج اُس ارغواں سیما کا رنگ	7	49
		ل		
96	1	آپ نے کہنا کیا سب کا قبول	5	50
97	2	تا فلک آہ گئی، تا بہ سمک زاریِ دل	10	50
98	3	بھڑکا ہے آہِ سرد سے جوں شعلہ داغِ دل	9	51

م

99 1 نے فقط تجھ حُسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم 7 51
100 2 کیا ہوئے گلشن میں آ کر اَے عزیزاں! شاد ہم 7 52
101 3 آ، تیری گلی میں مر گئے ہم 9 52
102 4 محوِ رخِ یار ہو گئے ہم 7 53
103 5 یہ بھی کوئی وضع آنے کی ہے جو آتے ہو تم 9 53

ن

104 1 خاک عاشق ہے جو ہُووے ہے نثارِ دامن 7 54
105 2 یارب جو خارِ غم ہیں جلادے انھوں کے تئیں 7 54
106 3 جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں 10 55
107 4 فقط قضیہ یہی ہے فنِ طبیعی اور الٰہی میں 5 56
108 5 جو کیفیت ہے مستی سے تری آنکھوں کی لالی میں 5 56
109 6 تلاشِ لفظ و معنی گو ہے اشعارِ خیالی میں 5 57
110 7 روز و شب رکھتا ہوں طفلِ اشک تاب آغوش میں 9 57
111 8 دل ہمارے کو پُر اتم نے لیا، کہتے ہیں 7 58
112 9 شتاب آ کہ مجھے تابِ انتظار نہیں 5 59
113 10 جُرعۂ رہنِ شراب کرتا ہوں 7 59
114 11 تجھ بن ہے بے قرار دل اَے ماہ! کیا کروں 5 59
115 12 تیرے ہم خاطرِ نازک سے خطر کرتے ہیں 9 60
116 13 سینۂ داغ دار رکھتا ہوں 7 61
117 14 تیرے کوچے سے نہ یہ شیفتگاں جاتے ہیں 9 61
118 15 تیرے حیرت زدگاں اور کہاں جاتے ہیں 9 62
119 16 دیدہ ہم اُس ستم ایجاد کا کر جاتے ہیں 7 63

120	17	ہم جو تجھ بزم سے اَے نورِ نظر! جاتے ہیں	7	63
121	18	جو کُحلِ چشم، بتاں تیری خاکِ راہ کریں	7	64
122	19	نہ ہووے یہ کہ کبھو آپ آ، نگاہ کریں	9	64
123	20	بھرے موتی ہیں گویا تجھ دہن میں	11	65
124	21	کہاں گنجائشِ حرف اُس دہن میں	11	65
125	22	یہ تو قدرت ہے کہاں پاس کہ اس کے جاؤں	7	66
126	23	جوں غنچہ اپنے جیب میں جو سَر فرو کریں	9	67
127	24	بہارِ گلشنِ ایام ہوں مَیں	10	67
128	25	آہ! اَے یار کیا کروں تجھ بن	5	68
129	26	چاہ کا تجھ کو مرے دل پہ گماں ہے کہ نہیں	9	68
130	27	انجمن سازِ عیش تو ہے کہاں	7	69
131	28	ماہ رخسار، ہلال ابرو و خورشید جبیں	16	69
132	29	پاوے کس طرح کوئی، کس کو ہے مقدور، ہمیں	7	70
133	30	نہیں، تیرا تو کچھ ہم، اَے بتِ خودکام! لیتے ہیں	2	71
134	31	نَے شکیبائی و نَے تاب و تَواں رکھتے ہیں	2	71
135	32	مجھ درد کی خبر تجھے اَے بے وفا! نہیں	2	71
135	33	صوُرت اُس کی سما گئی جی میں	2	71
136		و		
137	1	حصولِ فقر گر چاہے تو چھوڑ اسبابِ دنیا کو	5	72
138	2	ترا جمالِ دل افروز جس نے دیکھا ہو	6	72
139	3	کہاں ہے طالعِ بیدار یہ کہ ایسا ہو	7	73
140	4	تم کو کہتے ہیں کہ عاشق کا فغاں سنتے ہو	9	73
141	5	دل کو مَیں آج ناصحا! اُس کو دیا جو ہو سو ہو	5	74

75	9	نہیں آرام ایک جا دل کو	6	142
75	5	ایک تو مدتوں میں آئے ہو	7	143
75	5	داد دیتا نہیں فریادی کو	8	144
76	9	ایک دن وصل سے اپنے مجھے تم شاد کرو	9	145
76	7	آنے دو تم اپنے پاس مجھ کو	10	146
77	7	کوئی کس طرح تم سے سر بر ہو	11	147
77	7	یوں مجھ پہ جفا ہزار کیجو	12	148
78	5	جاتے ہو سیرِ باغ کو اغیار ساتھ ہو	13	149
78	5	دیکھ کر لالہ زار بُستاں کو	14	150
78	3	گزر ہماری طرف کر تو اے نگار! کبھی تو	15	151
78	3	چمن میں گر اُس گُل بدن کا گزر ہو	16	152
78	2	ہم سے کہتے ہو کہ آتا ہوں چلے جاتے ہو	17	153
		ۃ		
79	8	تیری محفل میں اگر ہو گزرِ پروانہ	1	154
79	5	دیکھ تجھ گیسوئے مشکیں کی ادائیں شانہ	2	155
79	7	عشق کا درد بے دوا ہے یہ	3	156
80	7	تو نے جو کچھ کہ کیا مرے دلِ زار کے ساتھ	4	157
80	9	یوں بہارِ خطِ سبز اُس کے ہے رخسار کے ساتھ	5	158
81	11	کیا ہے تجھ سے دوچار آئینہ	6	159
82	9	اس سے ہو گر دوچار آئینہ	7	160
		(ی / ے)		
82	7	کچھ نہ ادھر ہے نے اُدھر تو ہے	1	161
83	7	لب رنگیں ہیں ترے رشکِ عقیقِ یمنی	2	162

83	9	شتاب آ، کہ نہیں تابِ انتظار مجھے	3	163
84	9	تجھ بن تو ایک دم نہیں آرام جاں مجھے	4	164
85	5	کیا کہوں گزرے ہے ہر دم ہجر میں خواری مجھے	5	165
86	5	کیوں کے عاشق سے بھلا کوچۂ جاناں چھوٹے	6	166
86	5	مت پوچھ تو جانے دے، احوال کو، فرقت کے	7	167
87	9	تھم گیا اشک بھی شب ہجر میں رُوتے رُوتے	8	168
88	5	عاشقوں میں جو کوئی کشتۂ کاکل ہووے	9	169
88	7	میرِ مجلسِ رنداں آج وہ شرابی ہے	10	170
88	11	عاشق کا اگر دیدۂ خوں بار نہ ہووے	11	171
89	5	رات مت پوچھ کہ تجھ بن جو مصیبت گزری	12	172
89	7	حُسن ہر نو نہال رکھتا ہے	13	173
89	7	بزمِ بتاں میں ہر چند ہر ایک دل رُبا ہے	14	174
90	5	دل میں کتنی ہی رہی آہ! تمنا اُس سے	15	175
90	8	جو تو ہو پاس تو دیکھوں بہار آنکھوں سے	16	176
90	7	آہ! ملتے ہی پھر جدائی کی	17	177
91	8	مقدور کیا مجھے کہ کہوں وہاں کہ یہاں رہے	18	178
92	7	اب تک مرے احوال سے وہاں بے خبری ہے	19	179
92	5	زلف اس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جائے	20	180
93	23	ہم ہی تنہا نہ تری چشم کے بیمار ہوئے	21	181
95	5	سلام بھی ہے زمانے میں اور دعا بھی ہے	22	182
95	11	جب لگ کہ دل نہ لاگا ان بے مروّتوں سے	23	183
96	5	نہ وفا ہے نہ مہر و الفت ہے	24	184
96	8	جس دن تم آ کے ہم سے ہم آغوش ہو گئے	25	185

186	26	تیرے مژگاں ہی نہ پہلو مارتے ہیں تیر سے	5	97
187	27	گر ایک رات گزر یھاں وہ رشکِ ماہ کرے	7	97
188	28	جس وقت تو بے نقاب آوے	7	98
189	29	قاصد! اُس کا پیام کچھ بھی ہے	7	98
190	30	اَور کچھ دل میں نہیں اپنے تمنا باقی	5	98
191	31	مَے پے مست ہے، سَرشار کہاں جاتا ہے	5	99
192	32	تجھ عشق کا دعوا نہیں اَے یار! زبانی	5	99
193	33	مکتب میں تجھے دیکھ کے ہوشِ سبق ہے	9	99
194	34	گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یھاں جا دیجے	7	100
195	35	جو کچھ چاہیے آپ ہی فرمایئے	7	100
196	36	صفا، الماس و گوہر سے فزوں ہے تیرے دنداں کی	9	100
197	37	تجھ بن آرامِ جاں کہاں ہے مجھے	5	101
198	38	آیئے تا آرزو ہے جاں نثاری کیجیے	9	101
199	39	نشے میں جی چاہتا ہے بوسہ بازی کیجیے	5	102
200	40	دوُر سے بات خوش نہیں آتی	5	102
201	41	دوستو! جانے دو اب ہاتھ اٹھاؤ ہم سے	7	102
202	42	عیاں ہے شکل تری یوُں ہمارے سینے سے	7	103
203	43	اُٹھ کے لوگوں سے کنارے آیئے	5	103
204	44	زاہد! اس راہ نہ آ، مست ہیں مَے خوار کئی	7	103
205	45	اور کچھ بات یھاں بہت کم ہے	7	104
206	46	آنکھ، اس پری سے، کیجیے کیا، اب تو جا لگی	9	104
207	47	ٹک ایک سامنے آ تو بھی باغ میں گُل کے	7	104
208	48	رمز و ایما و اشارات چلی جاتی ہے	7	105

209	49	تیغِ حُسن آب دار رکھتا ہے	5	105
210	50	خورشید تیرے سامنے آ کر نہ جل سکے	8	106
211	51	کوُچے سے تیری زلف کے دل کیوں کے چل سکے	7	107
212	52	حُسنِ سرشار ترا دارُوے بے ہوشی ہے	7	107
213	53	خورشید شرم سے ترے آگے نہ آ سکے	5	108
		قطعات / اشعار متفرقات		
214	1	کوئی دم کھڑا جو تو لبِ دریا پہ رہ سکے	2	109
215	2	عاشق تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو سکے	2	109
216	3	صبا کوچے میں تیرے اس لیے ہر صبح آتی ہے	2	109
217	4	رشتۂ دوستی اَوروں سے جو چاہوُں توُٹے	2	109
218	5	کچھ بھی بھاں جس کے تئیں عاقبت اندیشی ہے	2	110
219	6	ترے ہی رُو سے یہ شمع نگہہ افروختہ ہے	2	110
		مسدس در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		
220	1	بھیجو اُس شاہ پر درُود و سلام	21 بند	111
221	2	ہادیِ گمرہانِ بدکردار		111
222	3	نہ ہُوا تھا وجودِ لوح و قلم		111
223	4	ہے جو ارض و سما و ما فیہا		112
224	5	اس سوا اَور کچھ نہ تھا مقصود		112
225	6	مظہرِ خاص ذاتِ پاک احد		112
226	7	قربِ معراج یوُں تو سب کو ہُوا		112
227	8	جن و انسان کیا ملائک و حوُر		113
228	9	مدح استادِ شاعرانِ جہاں		113
229	10	مَوردِ وحی و مصدرِ اعجاز		113

230	11	حُسنِ یوسف تو واقعی تھا خوب		113
231	12	خلق کے واسطے ہے تیری ذات		114
232	13	نفسِ شیطاں نے دی مجھے بالا		114
233	14	ہے یہ دنیا تمام آفت گاہ		114
234	15	مرتضٰی شیر بیشۂ قدرت		114
235	16	آل واولاد وسید الثقلین		115
236	17	زین عباد باقر و جعفر		115
237	18	موسیٰ کاظم و امام رضا		115
238	19	ذات پاک نقی ہے فخرِ زمن		115
239	20	نائب دین احمد مختار		116
240	21	اہل تحقیق جاںِ مقبول		116
		مخمس (اوّل) بر غزل حافظ	تعداد بند	
241	1	نہ پُوچھ مجھ سے کچھ اَے دل! تو ماجرائے فراق	8بند	117
242	2	ہمارے نام کو کیا پُوچھتے ہو اَے یاراں!		117
243	3	نہ جانتا تھا تجھے دل! مَیں اس قدر نامرد		117
244	4	تمام عیش کا اَسباب ہو گیا برہم		118
245	5	ترے فراق کے، اَے شوخ بے وفا! ہر دم		118
246	6	مرے ستانے سے اَے عشق! آ تو ہاتھ اٹھا		118
247	7	گیا ہے جب سے تو اَے رشکِ نَو بہارِ ارم!		118
248	8	نہ مَیں ہی ہجر میں روتا ہوں دلستاں! شب و روز		118
		مخمس (دوئم) بر غزل سودا		
249	1	جو باتیں اَور سے وہ ہم سے گفتگو معلوم!	8بند	119
250	2	کہاں ہے تجھ کو سرِ دوستی رکھے ہے پَر		119

251 3 مرض شناسی کا دعویٰ کرتو، چُپ کا رہ 119

252 4 گدا سے شاہ تلک ہیں مُطیع اور معتقاد 119

253 5 سَحر جو کھولے تو شانے سے مؤے عنبر بار 119

254 6 غبار ہو کے صبا ساتھ مَیں پھرا ہر سُو 120

255 7 اگر چہ ہے وہ جفا پیشہ و ستم ایجاد 120

256 8 نہیں ہے زُور مخمس کا یا نہیں کہتے 120

مخمس (سوئم)

257 1 خدا جانے کدھر تو اَے ماہ رُو! ہے 7بند 121

258 2 نہ دنیا کا طالب نہ مشتاقِ عُقبا 121

259 3 یہ وہ بزم ہے جس میں درویش و سُلطاں 121

260 4 جو یک دم نہیں وہ مرے پاس آتا 121

261 5 کوئی والیِ ملک و دولت ہے جگ میں 121

262 6 نہ ہو جو تو اَے دل! خریدارِ دنیا 122

263 7 کیا سَیرِ عالم کا مَیں نے سَراسَر 122

مخمس (چہارم) بر غزل قائم (۱)

264 1 مَے خانۂ عشق میں گزر کر 9بند 123

265 2 یھاں چھوڑ کے شاہی و وزیری 123

266 3 آئے تھے سمجھ کے باغ، اس جا 123

267 4 کہتے ہیں یہ مضارعانِ کامل 123

268 5 ناکام گئے ہزاروں عابد 123

269 6 صہبائے فنا جنھوں نے پی تھی 124

270 7 سینے سے نکل کے ہر سَحر گاہ 124

271 8 غافل ہے تو حال سے ہمارے 124

272 9 اگلے گئے چھوڑ کرنہ اَے دل! 124

مخمس (پنجم) بر غزل سودؔا (۱)

273 1 خجالت اُس کو عزیزو! نہ دو ہُوا سو ہُوا 5بند 125

274 2 کیا ہے میرے تئیں قتل تو نے بے تقصیر 125

275 3 رہو گی اشک فشاں یوُں ہی تم گر اَے آنکھو! 125

276 4 چھپا نہ مُنہ کو تو اَے مہ! اشبِ سیہ سے مری 125

277 5 نہ پُوچھ عشق میں بیدارؔ پر جو کچھ گزرا 125

مخمس (ششم) بر غزل خود (۱)

278 1 اَے مرے دل کے خریدار خدا کو سونپا 5بند 126

279 2 آئی پرواز کُناں گُل کی ہوس میں بُلبل 126

280 3 جب ہوئی گوش زدِ خَلق حکایت میری 126

281 4 ہر طرف کھینچ کے شمشیر تو چمکاتا ہے 126

282 5 مہِ تاباں نے مرے خواب سے اُٹھ وقتِ سَحر 126

مخمس (ہفتم) بر غزل امیر خسرؔو دہلوی (۱)

283 1 دل دادۂ جاں باختۂ عشاق و شیدا یک طرف 5بند 127

284 2 تیری سواری کی خبر سُنتے ہی اَے آرامِ جاں! 127

285 3 کر چاک دستِ عشق سے اپنا گریباں سَر بہ سَر 127

286 4 تو قتل کر ٹکڑے مرے چاہے کہ پھینکے جا بہ جا 127

287 5 ہے آج تو دربار میں کچھ اور اس کے، بند و بست 127

مخمس (ہشتم) بر غزل حافظؔ (۱)

288 1 پُوچھے ہے تو کیا مجھ سے حالِ دلِ شیدائی 5بند 128

289 2 ہوں تیرے غلاموں میں جانے ہے مجھے عالم 128

290 3 اے! ختم ترے او پر گلشن میں گل اندامی 128

291 4 اے مایۂ صدر احت! تجھ بن ہے نہایت درد 128

292 5 بیدآر نمط دائم کھینچے تھا الم بے حد 128

مخمس (نہم) برغزل خسرو (۱)

293 1 زپائی تا بہ سَر اے مہ! تو مایۂ نوری 4بند 129

294 2 چہ خانقاہ و چہ مسجد، چہ بت کدہ، چہ حرم 129

295 3 زبانِ صدق سے کھاتا ہوں جان! تیری قسم 129

296 4 ترے جو عشق میں بیدآر کا نہ تھا ثانی 129

مخمس (دہم) برغزل حافظ (۱)

297 1 فقط ہی جا کے نہ سَر رات کوہ سے مارا 9بند 130

298 2 کرم سے سَرو نے قُمری ہی کو نہ بَر میں لیا 130

299 3 کیا ہے حق نے تجھے اہلِ جاہ و صاحبِ تخت 130

300 4 قفس میں غم کے ہے بلبل کو تیری یاد اے گُل! 130

301 5 دکھائے لاکھ بنا کے تو زلف و خال اگر 130

302 6 اگر زمانے کو تجھ سے موافقت آئی 131

303 7 تو وہ ہے تازہ گلِ روضۂ شہادتِ غیب 131

304 8 حصولِ عشق بتاں جز غمِ جدائی نیست 131

305 9 زمینِ فکر ہے بیدآر رُفتۂ حافظ 131

رباعیات

306 1 خورشید سپہرِ دیں رسولِ الثقلین 15بند 133

307 2 کیا شرح کروں میں اُن کا وصفِ بے حد 133

308	3	بیدآر مَیں ہر چند کہ رکھتا ہوں گناہ	133
309	4	سلطانِ کریماں ہے علیِ اکرم	133
310	5	بیدآر جہاں میں ہے جوہر دو دنیا	133
311	6	نہ خوب نہ زشت کا پرکھا کیجئے	134
312	7	ہے دھوم کہ خوش جھبوں میں جس کے چھب کی	134
313	8	رہتا ہوں بہ رنگِ ابر اکثر روتا	134
314	9	گزری یک عمر مجھ کو رُوتے رُوتے	134
315	10	دیکھی ہیں تری جفائیں یہاں تک اَے یار!	134
316	11	شب سے تا روز بے قراری گزری	134
317	12	نے درد کی میرے کچھ خبر ہے تجھ کو	134
318	13	دیکھا ہے مَیں جب سے رُوئے تاباں تیرا	135
319	14	بیدآر مقیمِ کُوئے جاناں ہوں مَیں	135
320	15	بیدآر رواں ہے اشک دریا دریا	135
		(حصہ دوم)	
321	1	کہاں ہم رہے پھر کہاں دل رہے گا — 21 بند	135
322	2	گلچینِ ستائش ہوں چمنِ سازِ جہاں کا	136
323	3	دامن کو ناصحوں سے چھڑایا نہ جائے گا	136
324	4	اشک سے سوزِ غمِ عشق بجھایا نہ گیا	137
325	5	اس گُل کا چمن میں کل مذکور دہن آیا	138
326	6	اہلِ کمال سے جو ہُوا کام، رہ گیا	138
327	7	بھرا ہے وہ مری چشمِ پُر آب میں دریا	139
328	8	عاشق نہ اگر دفا کرے گا	140
329	9	کیوں نہ یہاں رنگ وصفا میں ہُوں علم آتش و آب	140

330 10 لبِ ئے گوں پہ ترے دیکھ بہم آتش و آب 141

331 11 طوٗبیٰ کی شاخ کاٹیے تو اَے قلم تراش! 142

332 12 شبنم تو باغ میں ہے نہ یُوں چشمِ تر کہ ہم 142

333 13 اَے ظہورِ مبدۂ ایجادِ قدرت! السلام 143

334 14 انھوں پہ بھیجیے صبح و مسا صلوٰۃ و سلام 143

335 15 کس پری رُو نے کیا میری، گزر، آنکھوں میں 144

336 16 دیکھے جو نظر بھر وہ دل آرام کسی کو 145

337 17 جو ہوئی سو ہوئی جانے دو ملو بسم اللہ 145

338 18 چمنِ لالہ یہ الفت تری دکھلاتی ہے 146

339 19 کون یھاں بازارِ خوبی میں ترا ہم سنگ ہے 147

340 20 دیکھ چشمِ مستِ سُرخ اس ساقیِ سرشار کی 148

341 21 مہرِ خوٗباں خانہ افروزِ دلِ افسردہ ہے 148

342 22 تو نے اَے جادو نظر! کیا کر دیا 149

مخمس بر غزل درد

343 1 سامنے وہ مہ لقا جب آ گیا 5 بند 151

344 2 بر آئی تجھ سے عاشق کی مراد 151

345 3 ماہ رُوئی دلبرِ کم اِلتفات 151

346 4 خوب رُو رکھتے ہیں سب ناز و ادا 152

347 5 مہرِ خوباں کب کی تھی دل سے پھری 152

مسدس

348 1 امیرِ عرب شاہِ یثرب مقام 8 بند 153

349 2 ملائک سپہ شاہِ گردوں مسیر 153

350	3	اگرچہ مقرب رُسُل ہیں سبھی	153
351	4	پیمبر کی مانند وہ پاک ذات	153
352	5	گنہ میرے گو ہیں عقوبت قریں	154
353	6	حُسن سرورِ لشکرِ اولیا	154
354	7	عمل نامہ میرا ہے گرچہ سیاہ	154
355	8	تو نے اُے جادو نظر! کیا کردیا	154

اختلاف نسخ .... 155 تا 246

فرہنگ ....2247 تا 252

حواشی مقدمہ ....253 تا 256

مقدمہ

شیخ عمادالدین شاہ محمدی بیدآر میر و میرزا کے عہد کے ان ممتاز و معروف شاعروں میں شامل ہیں جن کا ذکر بلا استثنا شعرائے اردو کے تمام تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ شاعر کے علاوہ ایک صاحب سلسلہ صوفی کی حیثیت سے بھی وہ اپنے دور کے مشاہیر میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کی ہے اور اپنے دور کے صاحب نظر سخن شناسوں سے اپنے کلام کے اعلیٰ فکری و معنوی معیار اور زبان کی شستگی و رفتگی پر خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ ان کا دیوان پہلی بار مولانا محمد حسین محوی صدیقی لکھنوی نے مقدمہ و حواشی کے ساتھ مرتب کر کے 1935 میں مدراس یونیورسٹی کی جانب سے شائع کیا۔ یہ اشاعت دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں اردو کلام اور دوسرے حصے میں فارسی کلام شامل کیا گیا ہے۔ دوسرا ایڈیشن اس کے صرف دو سال بعد یعنی 1937 میں ہندوستانی اکادمی الہ آباد کی جانب سے شائع ہوا، اسے جلیل احمد قدوائی نے مرتب کیا ہے اور یہ صرف اردو کلام پر مشتمل ہے۔ دیوان کی اس مکرر اشاعت کے باوجود بیدآر کی شخصیت اور سوانح کے بہت سے پہلو ہنوز محتاج تعارف اور تشنۂ تحقیق ہیں۔ ان کے بارے میں بہت سی غلط بیانیاں، جن کی ابتدا ان تذکرہ نگاروں سے ہوئی ہے جو اُن سے زمانی و مکانی قرب کے علاوہ ذاتی روابط بھی رکھتے تھے، رفتہ رفتہ مسلمات کا درجہ حاصل کر چکی ہیں۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مقدمۂ دیوان بیدآر میں تفصیلات ماخذ، تعارف نسخ اور تدوین متن

کے طریقِ کار وغیرہ کے ذکر سے پہلے ان کے سوانح کے ان پہلوؤں پر ایک مربوط گفتگو کر لی جائے جو ہنوز تشنۂ تحقیق ہیں۔

سب سے پہلا مسئلہ جس سے بیدآر کے حالاتِ زندگی سے دلچسپی رکھنے والے دو چار ہوتے ہیں، ان کے نام کا ہے، بیشتر تذکرہ نگاروں نے انھیں میر محمدی، میاں محمدی، شاہ محمدی یا محمدی شاہ کے نام سے یاد کیا ہے، ان بظاہر مختلف فیہ ناموں میں میر، میاں اور شاہ کی حیثیت محض اضافی ہے گویا وہ تمام تذکرہ نگار جنھوں نے بیدآر کو متذکرہ بالا ناموں سے یاد کیا ہے اس پر متفق ہیں کہ اُن کا اصل نام محمدی تھا، اس کے برخلاف میر حسن جو دہلی کے زمانۂ قیام میں ان سے ملاقات کے مدعی ہیں، اُن کا ذکر میر محمد علی کے نام سے کرتے ہیں[1] مصحفی اس سے کچھ اور آگے بڑھ کر یہ اطلاع دیتے ہیں کہ میر محمد علی نام دارد و بہ میر محمدی بیدآر مشہور است[2] میر حسن اور مصحفی کے علاوہ جن تذکرہ نگاروں نے اصل نام ''میر محمد علی اور عرف میر محمدی قرار دیا ہے ان میں خیراتی لعل بے جگر[3]، شاہ کمال[4] اور احد علی خاں یکتا[5] واضح طور پر مصحفی کی تقلید کے معترف ہیں یا ثانوی ذرائع سے اُن کا تذکرۂ مصحفی سے استفادہ کرنا ثابت ہے جبکہ مبتلا میرٹھی[6] نساخ[7] گوکل پرشاد[8] اور نواب علی حسن خاں سلیم[9] سیّد احمد دہلوی[10] کا ماخذ نامعلوم ہونے کے باوجود یہ کہا جاسکتا ہے کہ انھوں نے بھی براہ راست یا بالواسطہ میر حسن یا مصحفی ہی کی پیروی کی ہے۔ عشقی عظیم آبادی[11] کا معاملہ اس سلسلے میں دوسرے تمام تذکرہ نگاروں سے مختلف ہے۔ انھوں نے نام کی متذکرہ بالا مختلف فیہ شکلوں کی داخلی وحدت کو نظر انداز کر کے محمد علی بیدآر، میر محمدی بیدآر اور محمدی شاہ بیدآر کو تین علاحدہ علاحدہ شاعروں کی حیثیت سے روشناس کرایا ہے۔

عصرِ حاضر کے مصنفین میں سے جن حضرات نے اپنی تحریروں میں بیدآر کا بطورِ خاص ذکر کیا ہے انھوں نے بھی بالعموم مصحفی ہی کی پیروی کی ہے۔ ان لوگوں میں حکیم عبدالحی مؤلف ''گلِ رعنا'' سرفہرست ہیں۔ مولانا محمد حسین محوی صدیقی، اس سلسلے میں ان کے فیصلہ کن اقدام کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> ''بیدآر کے اصل نام میں تذکرہ نویسوں کا اختلاف ہے،
> بعض نے میر محمدی لکھا ہے اور بعض محمد علی بتاتے ہیں۔ اس

> گتھی کو مصحفی نے اپنے ''تذکرہ ہندی''میں، نساخ نے ''سخن شعرا'' میں اور پھر صاحب ''گل رعنا'' نے سلجھادیا ہے اور یوں فیصلہ کیا ہے اصل نام تو میر محمد علی ہی تھا لیکن میر محمدی بیدار کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ اسی مشہور نام کو اردو تذکرہ لکھنے والوں نے لے لیا اور اصل نام اختصار کے خیال سے نہیں لکھا''۔[12]

جلیل احمد قدوائی نے بھی ''گلِ رعنا'' ہی کے حوالے سے پورا نام ''میر محمد علی عرف میر محمدی المتخلص بہ بیدار'' لکھا ہے۔[13]

خلیل الرحمٰن داؤدی (مرتب دیوانِ درد) اور پروفیسر وحید اختر مصنف 'خواجہ میر درد تصوف اور شاعری' نے درد کے شاگردوں کے ذیل میں ضمناً ان کا ذکر کیا ہے۔ داؤدی صاحب کا ماخذ ''گلِ رعنا'' ہے چنانچہ وہ بھی میر محمد علی نام اور میر محمدی عرف لکھتے ہیں۔[14]

پروفیسر وحید اختر نے نام کے سلسلے میں شروع میں تذکرہ نگاروں کے مختلف فیہ بیانات کا ذکر کیا ہے۔ بعدِ ازاں قدوائی کے ''تحقیق سے جمع کیے ہوئے حالات'' کی بنیاد پر ان کے بیان کی تائید کی ہے۔ ثناء الحق (مصنف ''میر و سودا کا دور'' نے اس سلسلے میں کسی اختلاف کا حوالہ دیے بغیر صرف اتنا لکھا ہے کہ ''اُن کا اصل نام میر محمد علی تھا مگر میر محمدی کے نام سے مشہور تھے''[15] حیدر بخش حیدری تنہا تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے بیدار کا نام مہدی علی لکھا ہے[16] لیکن اس کی تصدیق کسی قدیم ماخذ سے نہیں ہوتی۔ معروف نام اور تخلص کے سلسلے میں متاخرین کے اس متفق علیہ موقف کے باوجود امر واقعہ یہ ہے کہ بیدار کا اصل نام محمدی نہیں بلکہ عرفیت تھی۔ محمد علی یا مہدی علی کے اصل نام ہونے کا کوئی معتبر ثبوت موجود نہیں۔ اس نام کا حوالہ نہ تو ان کے شجرہ نسب میں موجود ہے اور نہ دیوان کے اُن قلمی نسخوں کے ترقیموں میں جو شہر بدایوں میں اُن کی زندگی میں لکھے گئے تھے۔ اِن میں ایک خود اُن کے حسب خواہش 1192ھ میں تیار ہوا تھا اور دوسرا اُن کے انتقال سے چند ماہ قبل لکھا گیا تھا۔ اول الذکر اب انڈیا آفس میں اور ثانی الذکر مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے احسن کلکشن میں محفوظ ہے۔ دونوں کے ترقیمے بالترتیب درج ذیل ہیں:-

(۱) ''تمت تمام شد دیوانِ بیدار از طبع زاد شاہ صاحب
مشفق..... شاہ محمدی صاحب سلمہ اللہ المتخلص بہ شاہ بیدار
بحسب ایمائے شریف ایشاں بندہ اوحدالدین در بلدۂ
بدایوں بتاریخ ہشتم رجب المرجب یوم یکشنبہ بوقتِ
دوپہر (در) 1192 ھجریہ مقدسہ بدستخطِ خود باتمام
رسانیدہ امیدازخوا.......... بندگان، ایں کتاب است کہ
کاتب اوراق راازدعائے خیر۔الخ''

(۲) ''تمام شد دیوان میاں محمدی صاحب تخلص بیدار۔
ساکن آگرہ، سلمہ اللہ تعالیٰ بروز جمعہ بوقت عصر بتاریخ دہم شہر
ربیع الاول ۱۲۱۰ ھجری المقدس بہ خط رکیک فصیح الدین ولد
شیخ شمس الدین بن بدرالدین ساکن شیخو پورہ تابع قلع
بدایوں مضاف صوبہ؟ دارالخلافت شاہجہان آباد''

جلیل احمد قدوائی کو ''دیوانِ بیدار'' کا جو نسخہ بدایوں کے ایک سیلانی بزرگ اور کتابوں کے بیوپاری مولوی حضور احمد سے حاصل ہوا تھا، وہ اب مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے قدوائی کلکشن میں مخطوطہ نمبر ۴/۲۷ کے تحت محفوظ ہے، اس کے ترقیمے میں مصنف کا نام ''مولوی محمدی بیدار صاحب اکبرآبادی مرحوم ومغفور بتایا گیا ہے۔ لائبریری مذکور کے حبیب گنج کلکشن میں ہی مخطوطہ نمبر ۴/۵۴ اور ۵/۵۴ کے تحت دیوانِ بیدار کے دو اور قلمی نسخے محفوظ ہیں، ان کے ترقیموں میں بیدار کا نام ''شاہ محمدی'' لکھا ہوا ہے۔ اول الذکر میں انھیں ''متوطن بلدۂ بدایوں'' بتایا گیا ہے۔ مولوی عبدالحیٔ صفا بدایونی نے بھی حضرت شیخ عبداللہ شاہ فریدی فاروقی برادر زادۂ بیدار کے ذکر میں بیدار کا نام میاں محمدی شاہ لکھا ہے ۱۷ مولوی محمد یعقوب ضیا قادری بدایونی انھیں شاہ محمدی بیدار کے نام سے یاد کرتے ہیں ۱۸ احد یار خاں ۱۹ نے اپنے پیر ومرشد حضرت عبداللہ فاروقی متخلص بے تاب (متوفی ۲۲ رمحرم الحرام ۱۲۹۸ھ/ ۲۶ ردسمبر ۱۸۸۰ء) کے حالات میں جہاں ان کے والد اور دادا کا ذکر کیا ہے وہیں ان کے تایا شاہ محمدی بیدار کے حالات بھی قلم بند کیے ہیں۔ ان کا بیان ہے

کہ ''محمدی بیدار کے والد کا نام شیخ عین الدین تھا..........ان کے دو بیٹے تھے ایک شاہ محمدی بیدآر اور دوسرے شیخ امام الدین.........''[۹] بیدآر کے خاندانی حالات و واقعات سے قریبی واقفیت کے باوجود ''چمنستانِ رحمت الٰہی'' کے مصنف نے نام کی جگہ بیدار کی عرفیت شاہ محمدی درج کرنے پر ہی اکتفا کی ہے۔ عرفیت کو ایک خانوادۂ رشد و ہدایت سے تعلق کے پیش نظر ان کا نام شاہ کے اضافے کے ساتھ یعنی محمدی شاہ یا شاہ محمدی کی صورت میں قبول کر لینے میں بہ ظاہر کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔

لیکن لفظ ''محمدی'' میں نام سے زیادہ نسبت کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ جن تذکرہ نگاروں نے بیدار کا نام ''محمدی'' لکھا ہے ان پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح صدیقی، فاروقی، رضوی، علوی، نقوی یا جعفری کسی شخص کا اصل نام نہیں ہو سکتا اسی طرح ''محمدی'' کا بھی اصل نام ہونا قرینِ قیاس نہیں البتہ بیدار جس دور سے تعلق رکھتے ہیں اس میں اور اس کے بعد بھی بہت دنوں تک یہ نسبت عمومیت کے ساتھ اصل نام کے طور پر یا اس کے بجائے استعمال ہوتی رہی ہے، چنانچہ ضیا بدایونی کے 'تذکرۃ الصلحا' میں اس نام کے چار بزرگوں (۱) حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر چشتی نظامی (۲) ملا محمدی شاہ خلیفہ شاہ نظام الدین بریلوی (۳) حضرت شاہ محمدی عرف شاہ غلام خلیفہ شاہ افہام اللہ اور (۴) شاہ محمدی بلگرامی کا ذکر موجود ہے۔ الہ آباد دائرۂ شاہ محمدی بھی اسی نام کے ایک صاحب سلسلہ بزرگ کی طرف منسوب ہے۔ شاعروں میں اس نسبتی نام سے موسوم جن لوگوں کا ذکر تذکروں میں عام طور پر موجود ہے ان میں مندرجہ ذیل اشخاص قابلِ ذکر ہیں:-

(۱) میر محمدی سپہر (خلف میر مہدی لکھنوی) خوش معرکۂ زیبا، سخن شعرا (ارمغان گوکل پرشاد)
(۲) میر محمدی شرف، تذکرہ میر حسن، گلزار ابراہیم، ریاض الفصحا، خوش معرکۂ زیبا، گلستانِ بے خزاں۔
(۳) میر محمدی ظاہر (میر قطب الدین باطن کے والد)
(۴) محمدی شیدا مراد آبادی (طبقات الشعرا)
(۵) میر محمدی قربان شاگرد ثناء اللہ خاں فراق خلف میر کلو حقیر
(۶) میر محمدی مائل شاگرد قائم
(۷) مولوی محمدی صاحب متخلص بہ بسمل ملقب بہ میاں (مجموعۂ نغز)

جمیل جالبی نے بیدار کا نام شیخ عمادالدین شاہ محمدی لکھا ہے لیکن چمنستان رحمت الٰہی کا حوالہ دے کر خلط مبحث کا انداز پیدا کر دیا ہے کیونکہ رسالہ مذکور میں بیدار کو شاہ محمدی ہی لکھا گیا ہے۔ تذکرۃ الشعرا مصنفہ حسرت موہانی کو شفقت رضوی نے بڑے سلیقے اور عالمانہ حواشی کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ بیدار کے نام کے تعلق سے وہ حاشیے میں لکھتے ہیں۔ ''......ان کے دادا کا نام شیخ رکن الدین، والد کا نام شیخ عین الدین اور چھوٹے بھائی کا شیخ امام الدین تھا، اس مناسبت سے ان کا نام شیخ عمادالدین درست ہے......وہ شیخ فاروقی تھے......''۔ نام کے سلسلے میں قرائن اور قیاس کی بنیاد پر مستخرج یہ نتیجہ ہمارے خیال میں زیادہ قرین صحت اور قابل اعتبار ہے۔ میر حسن اور مصحفی یا حیدر بخش حیدری کی روایات کی تصدیق چونکہ دوسرے کسی معتبر ذریعے سے نہیں ہوتی، لہٰذا انھیں رد کر کے بیدار کا اصل نام عمادالدین اور عرفیت محمدی، شاہ محمدی یا محمدی شاہ قرار دینا ہی صحیح ہوگا۔

بیدار کے سوانح کے سلسلے کا دوسرا اہم مسئلہ ان کی سیادت ہے جس میں جمہور کی رائے سے اتفاق ممکن نہیں۔ اکثر تذکرہ نگاوروں نے یا تو واضح طور پر خاندانی اعتبار سے ان کا سید ہونا بیان کیا ہے یا ان کے نام کے ساتھ میر کا اضافہ کر کے اس نسبت کی نشان دہی کی ہے۔ صرف قائم چاند پوری، میر حسن اور قدرت اللہ شوق تین ایسے تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے اپنے یہاں ان کا نام اس قسم کی کسی وضاحت یا نسبت کے بغیر درج کیا ہے اور اعظم الدولہ سرور وہ واحد شخص ہیں جنھوں نے انھیں شیخ محمدی کے نام سے یاد کر کے عام طور پر مشہور نسبی نسبت کی تردید کی ہے۔ سرسری نوعیت کے ان بیانات سے قطع نظر کیفیت یہ ہے کہ جناب محوی صدیقی لکھنوی کے الفاظ میں ''ان کے خاندان اور والدین کا کچھ پتا نہیں چلتا (حتیٰ کہ) تذکروں میں (ان کے) باپ تک کا کوئی ذکر نہیں''۔[۱۲] (ص ۶) امر واقعہ یہ ہے کہ عام طور پر سید مشہور ہونے کے باوجود وہ نسباً شیخ فاروقی تھے جو شیخ فرید الدین گنج شکرؒ (متوفی ۵ محرم ۶۶۴ھ) کے سلسلۂ اعقاب سے تعلق رکھتے تھے۔ شیخ موصوف تک بیدار کا سلسلۂ نسب بہ تفصیلِ ذیل چودہ واسطوں سے منتہی ہوتا ہے۔

شاہ محمدی بیدار بن شیخ عین الدین بن شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالحمید بن شیخ عبدالکریم بن شیخ سعداللہ بن شیخ دولھا بن شیخ حسین بن شیخ محمد بن شیخ جہان شاہ بن شیخ زین العابدین بن خواجہ شیخ رفیع الدین بن شیخ داؤد بن شیخ محمود بن شیخ بدرالدین بن شیخ الاسلام بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ[۱۳]

بیدآر کی والدہ کا نسبی تعلق بھی شیوخ فریدی ہی کی ایک شاخ سے تھا۔ وہ مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ سلیم چشتی کی اولاد سے تھیں، جن کا سلسلۂ نسب آٹھ واسطوں سے حضرت بابا فرید تک پہنچتا ہے۔ بابا صاحب حضرت عمر فاروق کی بیسویں پشت میں تھے اور ہندوستان کی ان معروف شخصیتوں میں سے تھے جن کے روحانی فیض سے اس ملک کی فضا آج بھی روشن ہے۔

بیدار کی وطنی نسبت کے معاملے میں بھی تذکرہ نگار متفق الرائے نہیں۔ بعض لوگوں نے ان کا مسقط الراس شاہجہان آباد کی خاک پاک کو ٹھہرایا ہے تو بعض نے مستقر الخلافہ اکبر آباد کو ان کا وطن اور دہلی کو ان کا مسکن قرار دیا ہے۔ جناب ثناء الحق نے بیانات کے اس اختلاف کی اس طرح توجیہہ کی ہے۔

> ''بزرگوں کا وطن اکبر آباد تھا لیکن ان کا قیام شروع ہی سے
> شاہجہان آباد (دہلی) میں رہا۔ اس لیے عموماً شاہجہان آبادی
> مشہور ہیں''[۲۳]

بیدآر اسی خاک پاک کے رہنے والے ہیں جس کا نام شاہجہان آباد دہلی اور عرف عام میں دہلی ہے[۲۴]

کچھ آگے بڑھ کر زیادہ واضح لفظوں میں اطلاع دیتے ہیں کہ

> ''بیدآر دہلی میں پیدا ہوئے''[۲۵]

آخر میں مولانا فخر الدین دہلوی سے بیعت کے بعد کے زمانے کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ''خرقۂ خلافت پانے کے بعد اپنے وطن مالوف اکبر آباد (آگرہ)
> میں سکونت اختیار کی''[۲۶]

ان بیانات سے بھی یہی موقف سامنے آیا ہے کہ بیدار کا اصل وطن آگرہ تھا لیکن وہ خود دہلی میں پیدا ہوئے اور عمر کا بیشتر حصہ انھوں نے وہیں بسر کیا۔ اس عام خیال کے برخلاف قدرت اللہ شوق نے انھیں متوطنِ بدایوں قرار دیا ہے اور از روئے تحقیق یہی روایت صحیح بھی ہے۔ صاحب اکمل التاریخ کے مطابق بیدآر کے والد شیخ عین الدین فریدی فاروقی بدایوں کے ''نہایت مشاہیر رؤسا''

میں سے تھے چونکہ ان کا بدایوں سے باہر جانا ثابت نہیں اس لیے قرینِ قیاس یہ ہے کہ بیدار بدایوں ہی میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ دیوانِ بیدار کا جو نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے اور اس کی ایک نقل کتب خانہ اردو اکادمی لکھنؤ میں موجود ہے، اس کا ترقیمہ رجب ۱۱۹۲ھ میں بدایوں میں ان کی موجودگی کا پتا دیتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عمر کے آخر حصے میں بھی وطن سے ان کا تعلق منقطع نہیں ہوا تھا۔ خاندان کے دوسرے افراد میں سے بیدآر کے برادر خورد شیخ امام الدین فریدی فاروقی (متوفی ۱۲۲۶ھ) کے صاحب زادے میاں عبداللہ شاہ فاروقی متخلص بہ بیتاب (متوفی ۲۲ رمحرم ۱۲۹۸ھ) آستانۂ قادریہ بدایوں میں حضرت شاہ معین الحق کے مزار کے پہلو میں مدفون ہیں۔

بیدآر کے اساتذہ کے سلسلے میں مرزا مرتضیٰ قلی بیگ فراق، خواجہ میر دردؔ اور شاہ حاتمؔ کے نام لیے جاتے ہیں۔ قدیم تذکرہ نگاروں میں گردیزی، قائم چاند پوری، لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی، امر اللہ الہ آبادی، شورش عظیم آبادی اور تمنا اورنگ آبادی کے یہاں شاگردی سے متعلق کوئی حوالہ موجود نہیں۔ میرؔ نے انھیں ''از یارانِ مرتضیٰ قلی بیگ فراق'' لکھ کر بالواسطہ ان سے استفادے کی طرف اشارہ کیا ہے [۲۷] جبکہ میر حسن، قدرت اللہ شوق، مصحفی، نواب اعظم الدولہ سرور اور نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ واضح طور پر فراق سے اصلاحِ سخن کی نشان دہی کرتے ہیں۔ غلام محی الدین عشق و مبتلا میرٹھی نے فراق کا نام مرتضیٰ خاں قلی بیگ کی بجائے غنی بیگ لکھا ہے جو کسی غلط فہمی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے [۲۸] اسی طرح سعادت خاں ناصر نے بھی بیدآر کا ذکر غلطی سے ایک اور ہم تخلص شاعر ثناء اللہ خاں فراق کے تلامذہ کے زمرے میں کیا ہے۔ یہ غلطی بظاہر مرتضیٰ قلی بیگ اور ثناء اللہ خاں کے مابین اتحادِ تخلص اور ثانی الذکر کے ایک شاگرد میر محمدی قربآن سے بیدآر کے نام کی مماثلت کا نتیجہ ہے۔ علی ابراہیم خاں خلیل اور مردان علی خاں مبتلا نے کسی خاص شاعر سے مشورۂ سخن کا ذکر کرنے کی بجائے خواجہ میر درد سے دوستی اور معاصرت کے رشتے کے حوالے پر اکتفا کیا ہے۔ مرزا علی لطف نے خلیل کے بیان کے ترجمے کے پہلو بہ پہلو ان الفاظ میں ان کے مافی الضمیر کی وضاحت بھی کر دی ہے۔ دوستوں میں سے خواجہ میر دردؔ تخلص کے تھے.......... کہتے ہیں کہ کلام اپنا انھوں نے اصلاح کی تقریب سے خواجہ میر درد کو دکھایا ہے'' [۲۹] قدرت اللہ قاسم پہلے تذکرہ نگار ہیں

جنھوں نے مرتضیٰ قلی بیگ فراق اور خواجہ میر دردؔ کے علاوہ شاہ حاتم کو بھی بیدار کے اساتذہ میں شمار کیا ہے، ان کے بیان کے مطابق:-

''در فارسی نسبتِ تلمذ بہ........مرتضیٰ قلی خاں.........فراق دارد و اشعار ریختہ از نظر..........خواجہ میر دردؔ گزرانیدہ و بہ اصلاح.............شیخ ظہور الدین حاتمؔ ہم رسیدہ.......''

۳۰

قاسمؔ کے علاوہ خوب چند ذکا، مولوی کریم الدین اور لالہ سری رام بھی فراقؔ، دردؔ اور حاتمؔ تینوں سے مشورۂ سخن کے قائل ہیں۔ کریم الدین نے قاسم کی ان عبارتوں کو من و عن اردو میں منتقل کردیا ہے، اُن کے الفاظ یہ ہیں:-''فارسی میں نسبت تلمذ کی...........مرتضیٰ قلی خاں المتخلص بہ فراقؔ سے رکھتا ہے اور اشعار ریختہ میں جناب خواجہ میر دردؔ علیہ الرحمہ سے شاگردی اس کو حاصل ہے اور اصلاح اشعار کی شیخ ظہور الدین حاتم سے بھی لیتا تھا[۳۱] بعد کے مصنفین میں رام بابو سکسینہ نے بھی خواجہ میر دردؔ کی دوستی و شاگردی اور مرتضیٰ قلی خاں فراقؔ سے فارسی میں مشورۂ سخن کے ذکر کے ساتھ ساتھ شاہ حاتم سے اصلاح کلام کی روایت بھی نقل کردی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں:

خواجہ میر دردؔ کے دوست اور شاگرد بھی تھے۔ فارسی میں مرتضیٰ قلی خاں فراقؔ سے مشورۂ سخن کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ حاتم کو کلام دکھایا تھا۔[۳۲] اس کے برخلاف حسرتؔ موہانی دردؔ سے رشتۂ شاگردی کی روایت کو نظر انداز کر کے صرف فراقؔ اور حاتمؔ سے استفادے کا ذکر کرتے ہیں:

''فارسی میں مرتضیٰ قلی خاں فراقؔ کے شاگرد تھے اور اردو میں شاہ حاتم سے اصلاح لیتے تھے''[۳۳] حکیم عبدالحیٔ کا موقف یہ ہے کہ ''مرتضیٰ قلی بیگ فراقؔ سے فارسی میں اور حضرت خواجہ میر دردؔ سے اردو میں مشق سخن کی۔ جلیل احمد قدوائی دردؔ سے نسبت شاگردی کے معاملے میں پوری طرح مطمئن نہیں تاہم قوی روایات'' اور قیاسی شواہد، کے پیش نظر مولوی عبدالحیٔ کی بات کو مان لینا ہی مناسب خیال کرتے ہیں۔ خلیل الرحمٰن داؤدی اور ثناء الحق نے کسی بحث میں الجھے بغیر صاحب 'گل رعنا' کے موقف کو ''قرینِ صواب'' قرار دیا ہے۔ پروفیسر وحید اختر تک حاتمؔ کی شاگردی کی روایت صرف ''خم خانۂ جاوید'' کے واسطے سے پہنچی ہے اس لیے وہ اسے قابل اعتنا نہیں سمجھتے اور

مرتضیٰ قلی بیگ فراقؔ کی شاگردی کو اپنے بعض پیشرو مصنفین کی طرح صرف فارسی شاعری تک محدود تصور کرتے ہیں جبکہ اردو میں خواجہ میر دردؔ سے نسبتِ تلمذ کی تصدیق ان کے بقول تذکرہ نگاروں کے بیانات کے علاوہ "دوسرے ذرائع" سے بھی ہوتی ہے۔ ان دوسرے ذرائع میں بیدارؔ سے منسوب خواجہ میر دردؔ کی وفات کا ایک قطعۂ تاریخ، حکیم آغا جان عیش کا ایک قطعہ اور بیدار کے کلام کی داخلی کیفیت شامل ہے۔ محوی صدیقی اور جلیل احمد قدوائی نے بھی انہی تین شواہد کو اپنے استدلال کی بنیاد بنایا ہے درد کی تاریخ وفات قطعہ کے آخری دو شعر درج ذیل ہیں۔

بندۂ بیدار کا ں جست از غلا مانش یکے
جست از وقت وصال و روز و ماہش چوں خبر
پاس باقی ماندہ آں شب ہائے گریاں بہ گفت
ہائے بود آدینہ و بست و چہارم از صفر

حکیم آغا جان عیش کا مقطع یہ ہے

مجرم کا میں شاگرد وہ بیدارؔ کے شاگرد
ہے عیشؔ سلالہ مرا یوں درد و اثر تک

عیشؔ کا یہ مقطع بیدارؔ کے اساتذہ کی فہرست میں فراقؔ، دردؔ اور حاتمؔ کے ساتھ اثر کے نام کا اضافہ کرتا ہے۔ محوی مرحوم کے بقول "ان سب میں پہلے اور اکثر قوی روایتوں کے موافق صرف فراقؔ ہی ان کے استاد تھے"[۲۴] حاتمؔ اور آثرؔ کی شاگردی کی روایت ان کے نزدیک بھی معتبر نہیں جب کہ دردؔ سے رشتۂ تلمذ کو قدوائی صاحب کی طرح انھوں نے بھی کسی قدر پس و پیش کے ساتھ قبول کیا ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک بیدارؔ اگر دردؔ کے شاگرد ہوتے تو یہ بات بیدارؔ کے معاصرین خاص کر میر اور مصحفی سے چھپی نہ رہتی .... یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ درد کے شاگرد تھے تو اس کے دو سبب معلوم ہوتے ہیں (۱) یہ کہ حضرت دردؔ سے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے (۲) دہلی سے فراقؔ کے چلے جانے اور خواجہ میر دردؔ سے خصوصیت بڑھنے کے بعد انھیں بھی اپنا کلام بہ غرض اصلاح دکھانے لگے۔ تذکرہ گلزار ابراہیم اور گلشنِ ہند کے علاوہ عیشؔ دہلوی کے منقولہ بالا شعر سے بھی شاگرد دردؔ ہونے کی تائید ہوتی ہے۔ اس شعر سے درد کے علاوہ بیدار کا شاگرد اثرؔ ہونا

بھی پایا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ دردؔ کے بعد اثر کو بھی کچھ دنوں کلام دکھایا ہو مگر میرا خیال تو یہ ہے کہ اثر محض برائے قافیہ ہے"[۳۵]

شاگردی سے متعلق ان تمام بیانات میں محوی صاحب کا یہ قول کہ قوی روایتوں کے مطابق صرف فراقؔ ہی بیدارؔ کے استاد تھے تحقیقی طور پر زیادہ قرین صحت معلوم ہوتا ہے۔ دردؔ کی شاگردی کے معاملے میں، میرؔ، میر حسنؔ، قدرت اللہ شوقؔ مصحفیؔ، سرورؔ، آزردہؔ اور شیفتہؔ کی خاموشی بے حد معنی خیز ہے۔ اگر بیدارؔ نے فی الواقع دردؔ سے اصلاح لی ہوتی تو ان تذکرہ نگاروں میں سے کم از کم ایک دو اس سے ضرور واقف ہوتے۔ اس نسبتِ شاگردی کے اولین راوی مرزا علی لطف نے بھی "کہتے ہیں" سے اپنی بات شروع کر کے بالواسطہ اس روایت کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ قدوائی صاحب محویؔ صاحب اور پروفیسر وحید اختر نے دردؔ کی وفات کے جس قطعۂ تاریخ سے استدلال کی ہے اس سے اولاً تو قطعہ نگار کا مرحوم شاعر سے اصلاح لینا ثابت نہیں ہوتا، ثانیاً یہ قطعہ بیدارؔ کا طبع زاد نہیں، ان کے ہم تخلص شاعر رائے سناتھ سنگھ بیدارؔ کی تصنیف ہے۔ مؤخر الذکر بیدارؔ خواجہ میر دردؔ اور ان کے افراد خاندان کے ارادت مندوں میں سے تھے، چنانچہ انھوں نے اس خاندان کے کئی اشخاص کی زندگی کے اہم واقعات کی تاریخیں کہی ہیں[۳۶] یہ تاریخ بھی انھی میں سے ایک ہے لیکن اتحادِ تخلص کی بنا پر بالعموم شاہ محمدی بیدارؔ کے نام سے نقل کی جاتی رہی ہے۔ عیشؔ کے مقطع میں جس سلسلۂ شاگردی کی نشان دہی کی گئی ہے اس پر بھی اس قسم کے شبہات وارد ہو سکتے ہیں۔

بیدارؔ کی تاریخ وفات بھی ان کے سوانح نگاروں کے درمیان مابہ النزاع ہے۔ قدیم تذکرہ نویسوں میں عشقیؔ عظیم آبادی پہلے شخص ہیں جنھوں نے ان کے سال وفات کی نشان دہی کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ "محمدی شاہ بیدار از مریدانِ مولوی فخر الدین...... در سنہ یک ہزار و دو صد و دو از دہ ہجری ازیں سرائے فانی بہ ملک جاودانی رحلت نمود"[۳۷] اشپرنگر نے بھی اپنے تذکرہ شعرا میں اسی روایت کا اتباع کیا ہے۔[۳۸] گارسیں دتاسی کے بقول بیدارؔ ۱۷۹۳ء میں آگرے میں قیام پذیر تھے اس کے بعد وہ دہلی واپس آئے اور وہیں ۱۲۱۲ھ (۹۸-۱۷۹۷ء) میں ان کا انتقال ہوا"۔[۳۹] اس کے برخلاف مولوی عبد الحئی صاحب 'گل رعنا' کے نزدیک ان کا سال وفات ۱۲۰۹ھ ہے۔ لالہ

سری رام نے لکھا ہے "بمقام آگرہ ۱۷۹۴ میں انتقال فرمایا"[۳۹] اور رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں: "آخری عمر میں دلی سے آگرہ چلے گئے جہاں ۱۲۰۹ھ، بمطابق ۱۷۹۴ میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہیں"[۴۰] ڈاکٹر گراہم بیلی نے غالباً روایات کے اسی اختلاف کی بنا پر بہ نظرِ احتیاط ان کا زمانۂ وفات ۱۷۹۳ اور ۱۷۹۷ء کے مابین قرار دیا ہے۔[۴۱] جلیل احمد قدوائی اور محوؔی صدیقی عشقی کی روایت سے باخبر نہیں۔ "دیوانِ بیدار" کے ان دونوں مرتبین نے مولوی عبدالحیٔ کے اتباع میں ۱۲۰۹ھ کو بیدار کا سالِ وفات قرار دیا ہے۔

محوی صدیقی نے سنہ ہجری کے ساتھ سنہ عیسوی ۱۷۹۳ کی بھی نشان دہی کی ہے۔ خلیل الرحمٰن داؤدی بھی ۱۲۰۹ھ کی روایت سے متفق ہیں لیکن وہ اس کی مطابقت ۱۷۹۴ سے کرتے ہیں[۴۲]

مولانا امتیاز علی عرشی، جناب شاء الحق اور ڈاکٹر وحید اختر نے ذاتی طور پر کسی فیصلے تک پہنچنے کے بجائے تذکرہ نگاروں کے مختلف فیہ بیانات کے ذکر پر اکتفا کیا ہے چنانچہ عرشؔی صاحب کا ارشاد ہے "در گل (رعنا) وخم خانہ (جاوید) نوشتہ شدہ کہ در ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۴) رحلت کرد و اشپرنگر وفاتش را در ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷) معرفی کردہ"[۴۳] شاء الحق لکھتے ہیں: "عشقی کی روایت کے بموجب شاہ محمدی کا انتقال ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۸) میں ہوا لیکن صاحب 'گلِ رعنا' نے میر محمدی بیدارؔ کی تاریخ وفات ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۵) لکھی ہے"[۴۴] ڈاکٹر وحید اختر نے بھی ذاتی طور پر کوئی رائے قائم کرنے کی بجائے صرف دوسروں کی بیانات نقل کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ ان کا بیان ہے: "گلِ رعنا میں سنہ وفات ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۴) اور اشپرنگر کے بیان میں ۱۲۱۲ھ (۱۷۹۷) لکھا ہے"[۴۵]

پروفیسر مختار الدین احمد عشقی کی روایت سے باخبر نہیں، انھوں نے "گلشنِ ہند" مولفہ حیدر بخش حیدری اور تذکرہ آزردہ (مفتی صدر الدین آزردؔہ) دونوں کو مرتب کر کے شائع کیا ہے اور ان کے حواشی میں بیدار کا سالِ وفات حتمی طور پر ۱۲۰۹ھ قرار دیا ہے[۴۶]۔ لیکن تذکرہ آزردہ کے حاشیے میں اس کے ساتھ ہی انھوں نے صاحبِ 'اکمل التاریخ' کا بیان بھی نقل کر دیا ہے جس کے مطابق بیدارؔ کا انتقال بمقام آگرہ ۱۲۱۰ھ میں ہوا تھا[۴۷]۔

متذکرۂ بالا ماخذ کے حوالے سے بیدارؔ کے سالِ رحلت سے متعلق بنیادی طور پر تین مختلف فیہ بیانات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک کے مطابق وہ ۱۲۱۲ھ میں، دوسرے کے بموجب

۱۲۰۹ھ میں اور تیسرے کی رو سے ۲۷ر ذی الحجہ ۱۲۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ ۱۲۰۹ھ از روئے تقویم ۲۹ر جولائی ۱۷۹۴ کو شروع ہو کر ۱۷ر جولائی ۱۷۹۵ کو ختم ہوا جب کہ ۱۲۱۲ھ ۲۶ر جون ۱۷۹۷ الغایۃ ۱۲ر جون ۱۸۹۸ کے مطابق ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے سنہ ہجری کے بالمقابل صرف ایک سنہ عیسوی تحریر کیا ہے ان کے بیانات بہ اعتبار ظاہر تحقیق کے معیار پر پورے نہیں اترتے جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ بیدار کی صحیح تاریخ وفات وہ ہے جو تذکرہ آزردہ کے حاشیے میں "اکمل التاریخ" کے حوالے سے نقل ہوئی ہے اس کتاب مذکور میں اس واقعے کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے:-

بمقام آگرہ بماہ ذی الحجہ ۲۷ر تاریخ کو ۱۲۱۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف قریب اکبری مسجد زیارت گاہِ خلائق ہے۔ بالینِ مزار پر تاریخ کندہ ہے۔[۴۹]

بیدار کہ بود فخرِ اہل عرفاں   ہر کہ کہ ازیں سرائے فانی بگذشت
تاریخ برائے رحلتش ہاتف گفت   آں ہادیِ آفاق بحق واصل گشت

بیدار کے مزار کے سرہانے یہ کتبہ اب بھی موجود ہے۔ لیکن اس کے اندراجات کی تصدیق نہیں ہو سکی چنانچہ یہ کہنا دشوار ہے کہ مصرع تاریخ کے نیچے جو سنہ درج ہے وہ صاحب اکمل التاریخ کے بیان سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔ جناب معظم علی شاہ، صدر شعبہ نفسیات سینٹ جانس کالج، آگرہ تحریر فرماتے ہیں:

> "حضرت شاہ بیدار صاحبؒ کا مزار شریف فوارہ سبزی منڈی میں واقع ہے۔ لوحِ مزار پر جو قطعہ درج ہے وہ پڑھا نہیں جا سکتا کیونکہ اس پر متواتر سفیدی کی وجہ سے سب چھپ گیا ہے۔ اگر اس کو صاف کیا جائے گا تو اندیشہ ہے کہ حروف تلف ہو جائیں اور ٹوٹ جائیں اس لیے مطابقت ممکن نہیں"۔ مکتوب بنام پروفیسر حنیف نقوی صاحب[۵۰]۔

اس مادۂ تاریخ میں "آں" اور "آفاق" کے الف ممدودہ کا ایک ایک عدد لیا جائے تو اس سے ۱۲۱۰ھ برآمد ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر دو دو عدد محسوب کیے جائیں تو کل اعداد کا مجموعہ ۱۲۱۲ھ ہوگا۔ عشقی نے بظاہر اسی موخر الذکر حساب کی بنیاد پر بیدار کا سال وفات ۱۲۱۲ھ تحریر کیا ہے لیکن ان کے یہاں اس مصرع تاریخ کا کوئی حوالہ موجود نہیں جبکہ مولانا ضیاء

القادری بدایونی نے قطعہ تاریخ بھی نقل کیا ہے اور سال وفات کے ساتھ تاریخ وفات بھی درج کی ہے۔ اس اہتمام کے پیش نظر ان کے بیان کی صحت پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی، چنانچہ ان کی کتاب کے اس حوالے کی بنیاد پر اس سلسلے کے دوسرے تمام بیانات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بیدآر کی صحیح تاریخ وفات ۲۷/ذی الحجہ ۱۲۱۰ھ مطابق/۳/جولائی ۱۷۹۶ ہے۔

بیدآر ایک صاحب سلسلہ صوفی تھے۔ صوفیہ کی روایت کے مطابق ان کے مزار پر سالانہ عرس بھی ہوتا ہوگا نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے ایک شاگرد منشی فدا حسین فدا ساکن ڈبائی ضلع بلند شہر کی ایک غزل کے مقطع سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اسی عرس کے موقع پر ایک مشاعرہ بھی منعقد ہوتا تھا جس میں آگرے کے تمام شاعر شریک ہوتے تھے۔ یہ مقطع درج ذیل ہے۔

اے فدا چل کر مزار حضرت بیدآر پر　　　شاعرانِ آگرہ کو بھی غزل خواں دیکھیے

بیعت:۔

شاہ عبدالستار دہلوی کا شمار اپنے دور کے بزرگانِ دین میں ہوتا تھا، بیدار ابتداً انہی کے ارادت مندوں میں شامل تھے چنانچہ اُن کے انتقال پر انھوں نے اپنی ایک فارسی مثنوی ''شجرہ و مدح اولیائے عظام'' میں اُن سے اپنی عقیدت ومودت کا اظہار کیا ہے اور آخر میں دو شعری قطعۂ تاریخ موزوں کر کے اس کے چوتھے مصرع ''داد حق گلشنِ فردوس مقامِ اعلیٰ'' سے اُن کا سنہ وفات ۱۱۷۰ھ برآمد کیا ہے، قطعہ مذکور اور مثنوی کے وہ اشعار جن سے بیدآر کی شاہ موصوف سے ارادت و محبت ظاہر ہوتی ہے، سطور ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

رہرو دین و سر قافلہ عبدالستار
والی مملکتِ فرد ز دُنیا بیزار
مظہرِ کشف وکرامت بجہاں ذاتش بود
ذکر و تسبیح خدا درہمہ اوقاتش بود
پیرِ من، مرشدِ من، ہادیٔ من آں شاہ است
کہ زمہرش دلم انوار فشاں چوں ماہ است

حاصل آناں کہ ازو ذوقِ فقیری کردند
خاک برفرقِ امیری و وزیری کردند
زیں مکاں کرد چوآں عارفِ حق نقلِ مکاں
خواستم ایں کہ کنم قطعۂ تاریخ بیاں
ہم دریں فکر دلم بود زشب تابہ سحر
کہ کجا کرد نزولِ آں شہِ مقبولِ خدا
ہاتفِ غیب بمن گفت کہ او را بیدآر!
داد حق گلشنِ فردوس مقامِ اعلےٰ

۱۱۷۰ھ

مرشدِ اوّل شاہ عبدالستار کی وفات کے بعد بیدآر مولانا فخرالدین معروف بہ فخرالملت والدّین، جوایک جید عالم اور صاحب طریقت بزرگ تھے، کے مرید ہوئے، مولانائے موصوف سے انھیں بے حد عقیدت تھی۔ بقول مصحفیؔ "ہرگاہ کہ ازعرب سرائے درمدرسہ غازی الدین خاں برائے دیدنِ آں بزرگ می آمد"[۱۵]

مرشداوّل کی طرح بیدآر نے اپنے مرشد ثانی کی بھی تعریف وتوصیف میں اشعار کہے ہیں اور اُن کی وفات پر قطعۂ تاریخ نظم کر کے نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے، وہ توصیفی اشعار مع قطعۂ تاریخ وفات درج ذیل ہیں۔

بحقِ گوہرِ بحرِ کمال فخرالدین
فلک جناب و ملائک خصال فخرالدین
بحالِ ہر کہ دمہ چوں خداشفیق و رحیم
معینِ شرعِ نبیؐ متصف بخلقِ عمیم
کریم بندہ نوازا بحرمتِ ایشاں
مرا چو آئینہ برروے خویش کن حیراں
زبوے خویش دماغ دلم معطر کن

بنورِ جلوۂ تو باشد آشیانۂ من
زشرِّ دہر نگہہ دار دراماںِ خودم
مبر بخانہ کسے غیرِآشیانِ خودم
چو روزِ حشر بیک نیزہ آفتاب آری
مرا بزیرِ لوائے محمدیؐ داری
نیا مدارچہ زمن جز گناہِ طاعتِ تو
زلطفِ عام تو دارم امیدِ رحمتِ تو
زچشمِ خلق بپوش از کرم گناہِ مرا
بآبِ عفو بشو نامۂ سیاہ مرا
بیادِ خویش تنم دار روز و شب مشغول
گلِ دُعائے مرابخش رنگِ آبِ قبول
مکن زیادہ ازیں عرضِ حال بس بیدآر!
عنانِ رخشِ ادب رازدستِ خود مگذار

(شجرۂ مدحِ اولیاءِ سلسلۂ بیعتِ مُصنف)

بیدار تذکروں میں

نکات الشعرا — بیدار تخلص، جوانے است از یاران مرتضیٰ قلی بیگ فراق، مصرع ریختہ درست موزوں می کند، ومرزا مرتضیٰ قلی شاعر مربوط فارسی است ۔ اکثر در صحبتہا بافقیر بہ گرمی پیش می آید۔ از بیدار است۔ (ایک شعر) نکات الشعر (نسخہ انجمن) صفا الماس.....الخ

گردیزی — بیدار بر حالش آگہی دست نہ دارد۔ ایک شعر صفا الماس....الخ۔ (تذکرہ ریختہ گویاں از گردیزی ص ۲۵ طبع ۱۹۳۳)

گل عجائب — بیدار معنی یاب خوش گفتار ۔ بیدار ۔ احوالش تفصیلاً معلوم نشدہ ظاہراً از ہنداست از دست (گل عجائب، ص ۳۶-۲۴، ۱۵۱ شعر، ردیف وار ترتیب سے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن)

مخزن نکات — میاں محمدی بیدار از خوبان روزگار است۔ فہمی تیز وتمد دارد داز چندی تغیر لباس کردہ باستغنائی تمام بسر برد۔ بافقیر آشنا است:

صفا الماس وگوہر سے فزوں ہے تیرے دنداں کو
کیا تجھ لب نے ہم رنگ خجالت لعل ومرجاں کو

مخزن نکات: (۱) مجلس ترقی ادب لاہور (ص: ۱۶۷)، (۲) عکسی ایڈیشن اتر پردیش اردو اکادمی ص: ۱۷

چمنستان شعرا　شاعریست خوش گو بطرف ہندوستان ۔ میر تقی میر در ترجمہ اُو بتذکرہ نکات الشعرا این دو بیت (مصرع) بنام اوی نویسد۔

صفا الماس..........کو،

کیا.....................کو

(ص۵۰ طبع اول)

تذکرۂ میر حسن　میاں محمد علی المتخلص بہ بیدار - از شاگردان مرتضی قلی بیگ کہ شاعر فارسی گو بود وفراق تخلص می نمود، قریب چہاردہ سال شدہ باشد کہ فقیر اورا در لباس درویشی درشاہ جہان آباد دیدہ بود۔ طبع دردمند داشت باریک دمکی، بہ زیور حلم وحیا آراستہ، معلوم نیست کہ الحال کجاست۔

تذکرہ میر حسن......طبع ص

گلشن سخن　بیدار۔ از رؤسائے دہلی است۔ سخنور کامل شعور، ہم عصر خواجہ میر درد۔ دیوانش یک ہزار پانصد بہ نظر آمد۔ کلامش دلچسپ وانمش میر محمدی۔ این ابیات از منتخب دیوان اوست کہ تحریر می آید: (۱۰۴ شعر) گلشن سخن از مبتلا ص۷۵

تذکرہ آزردہ　بیدار تخلص میر محمدی سید صحیح النسب ۔ مولد ومنشاء وے اکبرآباد۔ درنہایت درویشی گوشہ گیری ودرستی اخلاق بود۔ در شعر شاگرد مرتضی قلی بیگ است گاہ گاہ، اشعار خوب ہم از روے سرزدہ اوست، (لہ شعر) ص۲۷

مجمع الانتخاب بیدار ..... میر محمد علی نام دارد و بہ میر محمدی بیدار مشہور ہست احوال بزرگوار از تذکرہ مصحفی صاحب معلوم شد کہ شاگرد مرتضی قلی بیگ فراق تخلص است و بہ اکبرآباد استقامت دارد۔

(مجمع الانتخاب ص۱۳۲) بہ حوالہ تین تذکرے ص۶۰

مسرت افزا بیدار ایں بیت آبدار از دست ماسوائے آں از ہیچ احوال واشعار وے طبع بیدار مطلع اخبار خبر دار نہ کردہ۔

شعر: صفا الماس — دنداں کو — مرجاں کو ص۲۲

تذکرہ سراپا سخن (الف) ''شاعر نامدار میر محمدی بیدار، باشندہ دہلی، صاحب دیوان شاگرد مرتضی قلی خاں فراق''۔ سراپا سخن ص۲۶۷

(ب) شاعر نامدار میر محمدی بیدار باشندہ دہلی صاحب دیوان شاگرد مرتضی قلی خاں فراق'' (سراپا سخن ص۲۶۹)

سخن شعرا بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خاں فراق و مرید حضرت مولانا فخر الدین، شعر گوئی میں اچھی مشق پیدا کی تھی۔ اکبرآباد میں جا کر راہی ملک بقا ہوئے۔ صاحب دیوان گزرے۔ سعادت خاں ناصر نے جوان کو میر محمدی متخلص بہ قربان کے دھوکے میں ثناء اللہ فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے۔

سخن شعرا — عبدالغفور نساخ ص۷۵-۷۴ ، ۷ اشعر

گلشن بے خار — مصطفیٰ خاں شیفتہ ص۳۷-۳۵، ۳۱ شعر

تذکرۂ ہندی

بیدار کہ میر محمد علی نام دارد و میر محمدی بیدار مشہور است۔ شاگرد مرتضی قلی بیگ فراق تخلص کہ شاعر فارسی گو گذشتہ جوانیست محمد شاہی قامت حال خود را بہ لباس درویشی آراستہ دارد یعنی چھینٹ گیروی بر سر تاج می بندد و دیگر لباس او بہ طور دنیاداران است در عرب سرائے اقامت دارد دیوانِ ریختہ اش مشہور است۔ زبانش بسیار شستہ و رفتہ۔ کم کم فکر شعر فارسی ہم می کند چنانچہ اشعار فارسی خود را نیز از قسم چند غزل و رباعی و دو سہ قصیدہ کہ در نعت منقبت وغیرہ گفتہ بر پشت سر ورق دیوان خود نوشتہ داخل ساختہ۔ چوں اعتقاد بجناب فخر الدین صاحب بسیار داشت ہر گاہ کہ از عرب سرائے در مدرسہ غازی الدین خاں برائے دیدنِ آں بزرگ می آمد۔ گاہ بہ فقیر ہم اتفاق ملاقات می افتاد و صحبت شعر بمیان می آمد۔ حالا گویند کہ از چندے در اکبر آباد رونق افزا است۔ دیوانش بہ نظر فقیر گذشت انتخاب اوست۔ ۴۷ شعر

تذکرہ ہندی از مصحفی (اتر پردیش اردو اکادمی طبع اول) ص:۳۹

تذکرہ گلزار ابراہیم

بیدار تخلص دہلوی موسوم بہ میر محمدی از دوستان خواجہ میر درد است باسخن سرایانِ دہلی ہم ہم نوا بود اشعار مدون است گویند اشعار خود را از نظر آں قرادۂ سخنوران گذرانیدہ دریں ولا دیوانش در نظر این خاکسار رسیدہ ایں اشعار چکیدہ قلم اوست۔ (۷۵ شعر) ص ۴۷ تا ۵۱۔

گلشن سخن

بیدار۔ از روسائے دہلی است۔ سخنور کامل شعور، ہم عصر خواجہ میر درد، دیوانش یک ہزار پانصد بنظر آمدہ کلامش دلچسپ واسمش میر محمدی، ایں ابیات از منتخب اوست کہ تحریر می آید۔ (گلشن سخن ۱۰۴ شعر مردان علی خاں مبتلا لکھنوی ص ۷۵ـ۸۱ سال تصنیف ۱۱۹۵ھ مطبوعہ ۱۹۶۵ انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ مسعود حسن رضوی ادیب۔)

گلشن بے خار — بیدار تخلص میر محمدی اصلش از دہلی زمان بسر برد ایں دیار در عرب سرائے کہ سر کردہ از جہان آباد جانب جنوب است، اقامت داشت۔ باز بہ اکبرآباد نقل کردہ، طرح سکون انداخت وہم درآں جا روح پاکش جسد عنصرے را خیر باد گفت۔ از شاگردانہ مرتضیٰ قلی بیگ فراق شمردہ می شود۔ کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین نمودہ، مہارتی شایان بدست آوردہ، صاحب دیوان است۔ ایں اشعار از آں التفات یافت۔

(۳۱ شعر)۔

گلشن بے خار ص: ۳۵ تا ۳۷

مولفہ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ شائع کردہ: اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ پیش لفظ از محمود الٰہی (چیرمین) بتاریخ ۷/اپریل ۱۹۸۲ (عکسی ایڈیشن)

تذکرہ خوش معرکہ زیبا — چشم مست کا بیمار میر محمدی، تخلص بیدار، شاگرد ثناء اللہ خاں فراق من کلامہٗ

(۱۱) شعر ص ۱۹۵ تا ۹۷

مجلس ترقی ادب لاہور طبع اول ۱۹۷۰

تذکرہ گلشن ہند مع گلزار ابراہیم مرزا علی لطف — بیدار تخلص میر محمدی نام، شاہجہان آبادی، دوستوں میں خواجہ میر دردؔ کے تھے۔ نزاکت سے معنی کے بخوبی آشنا اور زبان دانانِ دلی سے ہمیشہ ہم نوار ہے ہیں کہتے ہیں کہ کلام اپنا انھوں نے اصلاح کی تقریب سے خواجہ میر درد کو دکھایا ہے اور اس نقاد بازار معانی سے فائدہ بہت سا اٹھایا ہے۔ زبان ریختہ میں صاحب دیوان ہیں کچھ اشعار منتخب ان کے دیوان کے لکھے گئے یہاں ہیں۔

ص ۷۱ تا ۷۵، (۷۸ شعر)۔

عمدۂ منتخبہ

[بیدار تخلص] شیخ محمدی، اصلش از مستقر الخلافہ و مسکنش در عرب سرائے، کہ دو کروہ از دار الخلافہ طرف مشرق واقع ست، شاگرد مرتضیٰ قلی بیگ شاعر فارسی گو۔ شیخ موصوف از تعلقات دنیاوی وارستہ بود و بہ لباس درویشی آراستہ، من جملہ خلفاے جناب مخدومی حضرت مولوی محمد فخر الدین قدس سرہٗ است ۔ در شعر گوئی ... کلامش مطبوع۔ ازایں جا بہ وطن خود رفتہ مسکن اختیار کردہ بود، ہماں جا بہ رحمتِ حق پیوست ۔ از نتائج طبع اوست۔ (۳۳ شعر)

(اشاعت اول مارچ ۱۹۶۱ ص: ۳۱۷

عقدِ ثریا

بیدار میر محمدی بیدار از مشاہیر شعراے ریختہ گو است گاہ گاہے فکر شعر فارسی ہم کردہ وی کند۔

(دو شعر فارسی) عقدِ ثریا- پاکستانی ایڈیشن، طبع دوم ۱۹۷۸

تذکرہ روز روشن

بیدار: میرزا محمدی اکبرآبادی درویشی معتزل و قانع و متوکل از مریدان مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ بود۔ چند روز قبل از وفاتِ خود کتابی نوشت کہ فقیر فلان تاریخِ فلان ماہ و فلان روز و فلان وقت ازین عالم فانی نقل بہ وجہان جاویدانی خاھد نمود۔ دوستان از راہ مہربانی بہ نماز جنازہ ام نوازند دھچنان بہ وقوع آمد۔ (۷ شعر فارسی)

تذکرہ روز روشن مظفر حسین صبا، ص: ۱۳۱ تا ۱۳۲ انتشارات کتاب خانۂ رازی طہران ۱۳۴۳

بہارِ بے خزاں

بیدار تخلص، میر محمدی در اکبرآباد طرح اقامت می انداخت و در کسبِ باطن ہم اشتغال داشت، از خدمت مولانا فخر الدین خرقۂ خلافت در بر کردہ، نسبتش درست داشت، دیوان مشہور دارد (دو شعر)

مجموعہ نغز

بیدار۔شاہ محمد (ی) مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبر آباد بود
ا۔گر چہ بہر دو زبان سخن ی گفت آما بیشتر میل بریختہ گوئی (داشت) در فارسی
نسبت (تلمذ) بمردے [ایران] زاخوبی القیام مرتضیٰ قلی خاں نام المصحف
بخلت [ووفاق] بہ [فرا]ق دارد واشعار ریختہ از نظر تربیت اثر [مضمار سخن
سازی را] یکہ تاز مرد خواجہ میر درد گذرانیدہ و باصلاح استاد اکثرے از سخن پر
داز انِ عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ ونسبت ارادۃ بہ شاہ عبد الستار مرحوم
کہ یکے از برگزیدگان حضرت ستار العیوب، علام الغیوب بود جل جلالہ وعم نوالہ
داشت در آخر ہا اکتساب قواعد سعادت ونیکوئی واستحصال قوانین عبادۃ وخد
اجوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی ومولاء جمیع المومنین
مولانا محمد فخر الدین قدس سرہٗ (نمودہ) مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام
مردے بود ظاہرش بہ لباس فقرا ودرویشاں آراستہ وباطنش بہ صلاح وتقوی پیر
استہ، خوش گو شیریں گفتار پاکیزہ خو، فرشتہ کردار مدتے در سرائے عرباں رخت
اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ خلقے راہدایت راہ مولا فرمودہ از ہماں
جا برحمت حق در پیوست غفر اللہ لہ ولسائر المومنین شعرش بسیار با کیفیت وپختگی
وبہ نہایت حلاوت ودلبستگی است بندش الفاظ واستخوان بندی آں بدرجۂ اعلیٰ
دارد وبایں ہمہ نزاکت معانی بہ وجدان نازک خیالاں تخیلے ی سازد۔ برقاسم
ہیچ مدانِ سراپا نقصان لطف وعنایت از ہر چہ تمام تر مبذول ی فرمود از فرمود
ہائے آں عالی فطرت ہشتاد ودو بیت درایں جا ثبت افتاد منہ عفی عنہ
(۸۲ شعر) مجموعہ نغز جلد اول ص ۱۱۷ تا ۱۲۳

گلشن ہند حیدر بخش حیدری

بیدار تخلص نام میر مہدی (محمدی) ساکن شاہجہان آباد طبع عالی رکھتے تھے یہ اُن
سے ہے۔ (دو) شعر ص ۴۲-۴۳
مرتبہ مختار الدین احمد مطبوعہ ۱۹۶۶

تذکرۂ عشقی (الف) بیدار تخلص اسمش محمد علی از شاگردانِ مرتضی قلی فراق تخلص مردے وارستہ مزاج در عہد محمد شاہ فردوس آرام گاہ بود۔ در شاہجہان آباد بہ لباس فقر وشائستگی حال می گذرانید۔ از دست: (دو شعر) ص ۸۷

(ب) بیدار تخلص، اسمش میر محمدی، ساکن شاہجہان آباد وتربیت یافتگان خواجہ میر درد است، کلامش سلاست وروانی دارد، از وست

(۷ شعر) ص ۹۱

(ج) بیدار تخلص، اسمش محمدی شاہ از مریدانِ مولوی فخر الدین، مردے وارستہ مزاج الحال در اکبر آباد بہ عزت وفراغت اوقات خود بسری بُرد۔ در سنہ یکہزار ودوصد ودوازدہ ہجری ازیں سرائے فانی بہ ملک جاودانی رحلت نمود از وست۔

(۲) شعر، ص ۹۲

گلشن ہمیشہ بہار نصر اللہ خاں خویشگی بیدار تخلص، میر محمدی است رحمۃ اللہ علیہ اصل آنحضرت از دہلی چندے بہ اکبر آباد ہم گزاردہ آخر ہا ہمدراں جا ماندہ روح پر فتوحش قالب خاکی را بچار عناصر سپردہ مجردانہ قصد سیر باغ ارم کردہ۔ گویند در سخن تلمیذ مرتضیٰ قلی بیگ فراق بودہ زنگ آئینۂ ضمیر خود را بمصقلہ توجہ حضرت مولانا محمد فخر الدین دہلویؒ زدودہ۔ صاحب دیوان است۔ طرز عاشقانہ دارد واز نبیداردلان است میکش خم خانۂ توحید بود و سرخوش پیمانہ تفرید از اں شیریں کلام است۔

(۷) شعر، ص ۸۷

بیدؔار کا کلام سوؔدا کے نام

شیخ عماد الدین شاہ محمدی بیدؔار (متوفی ۲۷/ذالحجہ ۱۲۱۰ھ/۳/جولائی ۱۷۹۶) کا شمار اٹھارھویں صدی کے مشاہیر اور صاحب طرز شعراے ریختہ میں ہوتا ہے۔ وہ فارسی کے صاحب دیوان شاعر مرتضیٰ قلی بیگ فراؔق کے شاگرد تھے۔ ایک روایت کے مطابق انھیں خواجہ میر دردؔ سے بھی تلمذ حاصل تھا۔ چنان چہ بعض موخر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ اردو میں خواجہ میر دردؔ سے اور فارسی میں مرتضیٰ قلی بیگ فراؔق سے اصلاح لیتے تھے۔ اردو اور فارسی کے دو الگ الگ دیوان ان سے یادگار ہیں۔ دیوان اردو دو مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ اوّل محوی صدیقی کا مرتبہ دیوان بیدؔار مدراس یونیورسٹی نے ۱۹۳۵ میں شائع کیا۔ اس کے تقریباً دو برس بعد ۱۹۳۷ میں جلیل احمد قدوائی کا ترتیب دیا ہوا ''دیوان بیدؔار'' ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد سے چھپ کر شائع ہوا۔ متذکرہ بالا دونوں ایڈیشن کمیاب ہو گئے ہیں۔ اور بازار میں نہیں ملتے البتہ ملک کی چند لائبریریوں اور بعض اہل ذوق حضرات کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں ان کے نسخے محفوظ ہیں۔ اوّل الذکر دیوان کا ایک نسخہ سنٹرل لائبریری بنارس ہندو یونیورسٹی میں موجود ہے جو استاد محترم ڈاکٹر حنیف احمد نقوی، شعبہ اردو بنارس ہندو یونیورسٹی، کے مطالعے میں بھی رہا ہے۔ لیکن فی الوقت تلاش و تجسس کے باوجود، کتب خانے کی بدنظمی کے باعث یہ نسخہ مجھے دستیاب نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ محوی کے علاوہ نسخہ قدوائی بھی دیکھا ہے۔ ان کے بیان کے مطابق یہ دونوں ایڈیشن ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں۔ یہاں جملۂ معترضہ کے طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کلام بیدار کی ادبی و لسانی اہمیت، ان چھپے ہوئے ایڈیشنوں کی کمیابی نیز ان کے مندرجات کے باہمی فرق کے پیش نظر دیوان بیدؔار کے ایک مستند اور جامع ایڈیشن کی اشد ضرورت ہے۔ اس کی تیاری میں مطبوعہ نسخوں کے علاوہ قلمی نسخوں اور تذکروں سے بھی مدد لی جانی چاہیے۔

سردست دیوان بیدؔار مرتبہ جلیل احمد قدوائی ہمارے پیش نظر ہے۔ اس کے مطالعے کے دوران تیکیس ایسے اشعار حصۂ غزلیات میں نظر آئے جو سوؔدا کے بعض قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں بھی جزوی یا کلی طور پر موجود ہیں۔ یہاں ان اشعار کے متعلق تفصیلات پیش کرنے سے قبل سطور ذیل میں انھیں 'دیوان بیدؔار' مرتبہ جلیل احمد قدوائی کے مطابق مع اختلافات دیوان سوؔدا (کلیات

سودا جلد دوم مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی) دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق اور دیگر قلمی نسخوں کے مطابق نقل کیا جاتا ہے۔

دیوانِ بیدار	دیوانِ سودا
۱۔ ہم ہی تنہا نہ تری چشم کے بیمار ہوئے	۱۔ ہمیں تنہا..........................
اس مرض میں تو کئی ہم سے گرفتار ہوئے	
۲۔ سینۂ خستہ ہمارے سے ہے غربال کو رشک	۲۔..............................
ناوک غم جگر و دل سے زبس پار ہوئے	
۳۔ بکنے موتی لگے بازار میں کوڑی کوڑی	۳۔..............................
یاد میں تیری زبس چشم گہربار ہوئے	بسکہ تجھ بن مژۂ چشم..........ہوئے
۴۔ روزِ اول کہ تم آمصر محبت کے بیچ	۴..............................
یوسف عصر ہوئے رونق بازار ہوئے	------------------
۵۔ نقد جان و دل و دیں دے کے لیا ہم نے تمھیں	۵..............دے کے لیا سودا نے
سینکڑوں اہل ہوس گرچہ خریدار ہوئے	------------------
۶۔ گھر میں لے آئے تمھیں چاہ سے کرنے شادی	۶.....................کرتے شادی
کہ تم اس غم کدہ میں شمع شب تار ہوئے	------------------
۷۔ رخ تاباں سے تمھارے کہ ہے خورشید مثال	۷..............................
در و دیوار سبھی مطلع انوار ہوئے	------------------
۸۔ ڈھونڈنے تم کو پڑے پھرتے تھے ہم شہر بہ شہر	۸، ڈھونڈتے تم کو صنم پھرتے تھے...
خوار و رسوائے سر کوچہ و بازار ہوئے	------------------
۹۔ للہ الحمد کہ مدت میں تم آئے نور نگاہ	۹..............................
باعث روشنی دیدۂ خونبار ہوئے	------------------
۱۰۔ خانہ چشم میں رکھتے تھے شب و روز کہ تم	۱۰۔ خانۂ چشم میں رہتے تھے شب و روز کہ تم
قرۃ العین ہوئے راحت دیدار ہوئے	....

متن	اختلاف نسخ
۱۱۔ دیکھ کر مہر و وفا و کرم و لطف کو ہم	۱۱۔..............................
جانتے یوں تھے کہ تم یار وفادار ہوئے	..................یار و وفادار ہوئے
۱۲۔ جس میں تم ہوئے خوشی ہوی تو ہم کرتے تھے	۱۲۔..............................
پر نہیں جانتے کس واسطے، بیزار ہوئے	پھر نہیں جانتے..................
۱۳۔ اب ہمیں چھوڑ کے یوں زار و نزار و غمگیں	۱۳۔......................غم ناک
تم کہیں اور ہی جایاں بے نمودار ہوئے	...................جا یہاں سے
۱۴۔ یہ تو ہرگز ہی نہ تھی تم سے توقع ہم کو	۱۴۔ یہ تو ہرگز ہی توقع نہ تھی ملتے ہم کو.
کہ ستم گار دل آزار، جفا کار ہوئے	کہ ستم کار و جفا کار و دل آزار ہوئے..
۱۵۔ نہ وہ اخلاص و محبت ہے نہ وہ مہر و وفا	۱۵۔..............................
شیوۂ جور و جفا و ستم اظہار ہوئے	شیوۂ جور و جفا سیتی تم اظہار ہوئے....
۱۶۔ یا وہ الطاف و کرم تھا کہ سدا رہتے تھے	۱۶۔..............................
اے گل اندام ہمارے گلے کے ہار ہوئے	..............ہمارے تو گلے ہار ہوئے
۱۷۔ اس میں حیراں ہیں کہ کیا ایسی ہوئی ہے تقصیر	۱۷۔..............................
قتل کرنے کے تئیں پھرتے ہو تیار ہوئے	....
۱۸ تیغ خوں ریز بہ کف، خنجر براں بہ میاں	۱۸۔..............خنجر خونیں بہ میان
ہر گھڑی سامنے آجاتے ہو خونخوار ہوئے	............سامنے. ....
۱۹ ندارد	۱۹ گر ای میں ہے خوشی دل کی تمھارے تو خیر.
....	ہم بھی راضی ہیں کہ اس جینے سے بیزار ہوئے
۲۰ پھر تو کیا ہے سنتے ہو اٹھو بسم اللہ	پھر یہ کیا ڈھیل ہے سنتے ہو تو بسم اللہ.
کھینچ کر تیغ کو آؤ جو ستم گار ہوئے	------------------
۲۱ ورنہ دل کھول کے لگ جاؤ گلے سے پیارے	۲۱..............................
گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے	------------------
۲۲ اتنی ہی بات کے کہنے میں کہ اک بوسہ دو	۲۲ اتنی ہی بات کو کہتے ہیں کہ اک بوسہ دے

آہ اے شوخ جوایسے ہی گنہ گار ہوئے　　آہ صد آہ! جوایسے..................

۲۳　توبہ کرتے ہیں قسم کھاتے ہیں سنتے ہو تم　　۲۳۔..........................

پھر نہیں کہنے کے آگے کو خبر دار ہوئے　　پھر نہیں کہنے کو..................

۲۴　پوچھتا کیا ہے تو بیدار ہمارا احوال　　۲۴۔..........................

دام خوباں میں پھر اب کے گرفتار ہوئے　　ندارد..........................

سطور بالا میں مندرج اشعار، غزل مسلسل کے طور پر اگرچہ دیوان بیدآر مرتبہ جلیل احمد قدوائی میں تصنیف بیدآر کی حیثیت سے موجود ہیں لیکن یہ تمام اشعار بجز مقطع، کلام سودا کے بعض قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں بھی شامل ہیں۔ ذیل میں اس اشتباہ و التباس کی تفصیلات اور توضیحات سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

اس غزل کے ابتدائی پانچ شعر کلام سودا کے تین قلمی (۱) نسخوں میں اور شعر نمبر ۱، ۲، ۳، ۵ صرف ایک (۲) نسخے میں درج ہیں۔ ندوۃ العلماء کے کتب خانے میں محفوظ کلام سودا کے ایک اور قلمی (۳) نسخے میں بھی ایک شعر کے اضافے کے ساتھ یہ تمام اشعار بغیر مقطع کے موجود ہیں۔ ڈاکٹر ہاجرہ نے اسی نسخہ ندوہ اور مذکورہ بالا نسخوں میں سے صرف دو (۴) کی بنیاد پر ان اشعار کو اپنے مرتبہ ''دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا'' میں شامل کیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے لندن کے چار (۵) قلمی نسخوں کے حوالے سے انھیں اپنے مرتبہ ''کلیات سودا'' جلد دوم کے حصہ ۲ میں ''در شکوۂ معشوق'' کے عنوان سے قصیدے کی شکل میں پیش کیا ہے۔ ان کی اطلاع کے مطابق یہ تمام اشعار بجز مقطع صرف ایک (۶) نسخے میں ملتے ہیں جبکہ دو نسخوں (۷) میں ابتدائی چار شعر موجود نہیں اور ایک نسخے (۸) میں ابتدائی پانچ شعر غزل کے طور پر درج ہیں۔ پانچواں شعر مقطع کی شکل میں اس طرح منقول ہے۔

''نقد جان و دل و دیں دے کے لیا سودا نے　　سیکڑوں اہل ہوس گرچہ خریدار ہوئے''

علاوہ بریں اس غزل کا مطلع ایک معاصر تذکرے ''گلشن سخن'' از مبتلا لکھنوی (۱۱۹۴ھ) میں سودا کے نام سے اور دوسرے معاصر تذکرے ''گل عجائب'' از تمنا اورنگ آبادی (۹۴-۱۱۹۲ھ) میں بیدآر کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا دو معاصر تذکروں کے متضاد بیانات اور سوداؔ کے بعض مستند دواوین میں زیر بحث غزل کے کلی یا جزوی اندراج نے اس کے انتساب کے تعین کو غیر قطعی بنادیا ہے۔ تاہم: نہی بیانات کی روشنی میں چند قیاسی توجیہات پیش کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ سوداؔ اور بیدارؔ دونوں کے یہاں اس غزل کے بعض اشعار کا متن مختلف ہے۔ ان اختلافات میں سے اکثر مقامات پر دیوان سوداؔ کا متن زیادہ چست اور بامعنی ہے، جس پر تصحیح یا ترمیم کا گمان گزرتا ہے۔ حالانکہ بظاہر بیدارؔ کا سوداؔ سے اصلاح لینا کسی بھی ذریعے سے ثابت نہیں لیکن ان کے استاد مرتضیٰ قلی بیگ فراقؔ کے ساتھ سوداؔ کے دوستانہ اور ہم عصرانہ تعلقات کے پیش نظر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بالواسطہ ہی سہی بیدارؔ کی یہ غزل اصلاح سوداؔ کی مرہون منت رہی ہو۔

۲۔ اس غزل کے ابتدائی پانچ شعر کلام سوداؔ کے چند (۹) ایسے نسخوں میں بھی پائے جاتے ہیں جن میں الحاقی کلام سرے سے مفقود ہے یا کم ہے۔ کلام سوداؔ کے ایک (۱۰) نسخے میں پانچواں شعر مقطع کے طور پر درج ہے لہٰذا ان اشعار کو سوداؔ کی تصنیف خیال کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ سوداؔ نے پانچ شعر کی غزل کہی تھی تو اس امر کا بہرحال امکان ہے کہ بیدارؔ نے اسی زمین میں اٹھارہ اشعار کہہ کر تضمین کے طور پر سوداؔ کے پانچوں شعر اپنے اشعار میں شامل کر لیے ہوں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بیدارؔ نے جہاں دردؔ کی دو غزلوں پر بہ صورت مخمس تضمینیں کی ہیں وہیں سوداؔ کی بھی دو غزلیں تضمین کے طور پر اپنے مخمس میں استعمال کی ہیں۔

۴۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سوداؔ نے پانچ شعر کی غزل کہی ہو اور اسی زمین میں بیدارؔ نے قطعہ کہا ہو پھر غلطی کا شکار ہو کر پورے کلام کو سوداؔ کے کاتبوں نے 'دیوان سوداؔ' کا اور بیدارؔ کے کاتبوں نے 'دیوان بیدارؔ' کا حصہ قرار دے دیا ہو۔

راے سناتھ سنگھ بیدآر اور شاہ محمدی بیدار

آفتاب امت و دینِ محمدؐ خواجہ میر
مظہر علم علی وارثِ اثنا عشر
حضرت درد آں کہ از دردِ فراق عندلیب
نالۂ یا ناصرش می کرد از خود بے خبر
حیف از دنیا بہ عمر شصت سم سالگی (کذا)
جانبِ فردوسِ اعلیٰ علیین کردہ سفر
زیں الم از بسکہ یارانِ طریق از خاص و عام
در بکایِ ریختند از دیدہ ہا خون جگر
مرد و زن در سینہ کوبی ہا گریباں می درید
عالمی از بیقراری می زدے برسنگ سر
بندۂ بیدآر کاں ہست از غلامانش یکے
جست از وقت وصال و روز و ماہش چوں خبر
پاس باقی ماندہ آں شب ہائے گریاں بہ گفت
ہائے بود آدینہ و بست و چہارم از صفر

(کلیات تواریخ راے سناتھ سنگھ بیدار بحوالہ مقدمہ دیوان اثر مرتبہ ڈاکٹر فضل حق کامل قریشی مطبوعہ ۱۹۷۸ء ص ۱۶۱۔)

دیوان دردؔ کے محمدی ایڈیشن مطبوعہ ۱۲۷۱ھ کے اختتام پر خاتمۃ الطبع کی عبارتوں سے قبل ''احوال مصنف مغفور کا تذکرۂ میر محسن علی صاحب سے لکھا گیا'' کے تحت دردؔ کے حالات و کوائف اردو نثر میں قلم بند ہیں اور آخر میں حولہ بالا قطعۂ تاریخ شعر نمبر ۴ و ۵ کے حذف اور شعر نمبر ۲ و ۳ میں جزوی تصرف نیز آخر شعر کے مصرع اوّل کی مکمل تحریف کے ساتھ بیدآر کے نام سے نقل ہے۔ یہ قطعہ اور دردؔ سے متعلق میر محسن علی سے منسوب مذکورہ نثری عبارتیں محسن کے

تذکرے سراپا سخن (مطبوعہ ۱۸۷۵/۱۲۹۲ھ) میں موجود نہیں ہیں۔ کلام دردؔ کے نول کشوری ایڈیشنوں میں مذکورہ عنوان کے تحت شامل عبارتیں اور قطعۂ بیدارؔ دونوں محمدی ایڈیشن سے ہی ماخوذ معلوم ہوتے ہیں۔ سطور ذیل میں زیر بحث قطعۂ تاریخ کا متن دیوانِ دردؔ کے اول الذکر ایڈیشن سے نقل کیا جاتا ہے۔

آفتابِ آسمانِ دینِ محمدؐ خواجہ میر
مظہرِ علمِ علیؑ و وارثِ اثنا عشرؑ
حضرتِ دردؔ آں کہ از دردِ فراقِ عندلیب
نالۂ یا ناصرش می کرد بردلہا اثر
حیف کز دُنیا بعمرِ شصت و ششم سالگی
جانب اعلاء علیین او کردہ سفر
بندۂ بیدارؔ کاں ہست از غلامانش یکے
جُست از وقتِ وصالِ درد و ماہش چوں خبر
یک پہر شب ماندہ ہاتف کرد واویلا و گفت
ہائے بود آدینہ و بست و چہارم از صفر

محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی نے دیوانِ دردؔ، طبع ۱۹۲۳ نظامی پریس بدایوں کے اپنے مقدمے میں تاریخ وفاتِ دردؔ کے بیان میں قطعہ کا حوالہ بیدارؔ کے نام سے دیا ہے اور تیسرے شعر کے مصرع اوّل میں ''ششم'' کی جگہ ''ہشتم'' لکھا ہے۔ مقدمہ نگار نے اپنے ماخذ کی نشاندہی نہیں کی ہے۔

رائے سناتھ سنگھ اور شیخ عمادالدین معروف بہ شاہ محمدی دونوں کا تخلص بیدارؔ ہے۔ تخلص کے اسی التباس کے باعث جناب جلیل احمد قدوائی نے مقدمۂ شروانی کے حوالے سے یہ قطعہ اپنے ایک مضمون ''میر محمدی بیدار'' مشمولہ ہندستانی اکیڈمی، جنوری ۱۹۳۲ میں محمدی بیدار کے نام سے شامل کرلیا اور یہی مضمون ''نظر ثانی'' کے بعد ان کے مرتبہ دیوان بیدار طبع ۱۹۳۷ کا مقدمہ بنا۔ دیوان شاہ محمدی بیدارؔ کے دوسرے مرتب جناب محوی صدیقی مرحوم نے دیوانِ دردؔ (طبع پنجم ۱۹۰۱

مطبع نول کشور کان پور) کے حوالے سے قطعہ زیر بحث کو دیوان کے حصہ فارسی میں جگہ دے دی۔ لیکن دونوں مرتبین کو اسے محمدی بیدار کی تصنیف تسلیم کرنے میں تأمل ہے چنانچہ انھوں نے بالترتیب مقدمہ اور حاشیے میں اس امر کی نشان دہی کی ہے کہ کلام بیدآر کے نسخوں میں یہ قطعہ نہیں ملتا۔ (۱) مقدمہ دیوانِ بیدار از جلیل احمد قدوائی ص۶ (۲) حاشیہ دیوان بیدآر مرتبہ محوی صدیقی حصۂ فارسی (ص۱٦۱)

☆☆☆

تفصیلاتِ ماخذ

	نسخہ جات	علامات	مخزونہ
۱	دیوانِ بیدار	خط	انڈیا آفس لائبریری لندن
۲	دیوانِ بیدار	علی	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
۳	دیوانِ بیدار	حب	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
۴	دیوانِ بیدار	قد	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
۵	دیوانِ بیدار	ش	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
۶	دیوانِ بیدار	علی	مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ
۷	دیوانِ بیدار	ض	رضا لائبریری رام پور
۸	دیوانِ بیدار	(قلمی)	اسٹیٹ لائبریری حیدر آباد
۹	دیوانِ بیدار	(قلمی)	مزمل منزل علی گڑھ
۱۰	دیوانِ بیدار	(قلمی)	ملکیت مولوی عبدالحق مرحوم
۱۱	دیوانِ بیدار	(قلمی)	ملکیت منیر محوی صدیقی
۱۲	دیوانِ بیدار	(قلمی)	خدا بخش لائبریری پٹنہ

تذکرہ جات

۱	نکات الشعراء	میر تقی میر
۲	تذکرہ ریختہ گویان	سید میر فتح علی گردیزی
۳	مخزنِ نکات	محمد قیام الدین قائم
۴	تذکرہ شعرائے اردو	میر حسن
۵	چمنستان شعرا	لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی

۶	گلِ عجائب	تمنا اورنگ آبادی
۷	تذکرہ شورش	غلام حسین شورش
۸	مسرت افزا	امراللہ الہ آبادی
۹	گلزار ابراہیم مع گلشن ہند	ابراہیم خاں خلیل رمرزا علی لطف
۱۰	گلشن سخن	مردان علی خاں مبتلا
۱۱	تذکرۂ ہندی	غلام ہمدانی مصحفی
۱۲	مجموعۂ نغز	حکیم قدرت اللہ قاسم
۱۳	طبقات الشعرا	قدرت اللہ شوق
۱۴	دستور الفصاحت	حکیم سید علی یکتا
۱۵	خوش معرکۂ زیبا	سعادت علی خاں
۱۶	گلشن ہمیشہ بہار	نصر اللہ خاں خویشگی
۱۷	گلشنِ بے خار	مصطفیٰ خاں شیفتہ
۱۸	گلستانِ بے خزاں	قطب الدین باطن
۱۹	عمدۂ منتخبہ	نواب میر محمد خاں سرور
۲۰	بہارِ بے خزاں	احمد حسین سحر
۲۱	گلشن ہند	حیدر بخش حیدری

☆☆☆

تعارفِ نسخ

(1)

دیوانِ بیدار = علامت = مخ

دیوانِ بیدآر کا یہ قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن کے ذخیرۂ مخطوطات میں اندراج نمبر بی ۱۵۶ کے تحت محفوظ ہے۔ اس کی ایک نقل اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ راقم الحروف نے اسی نقل سے استفادہ کیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعداد اوراق ۸۷، مسطر ۱۳ سطری، خط نستعلیق، کہیں کہیں شکستہ بھی ہے۔ کتابت ۸/رجب المرجب بروز اتوار ۱۱۹۲ھ بمطابق ۲۶/جولائی ۱۷۷۸، نام کاتب اوحدالدین اور مقامِ کتابت شہر بدایوں۔

اصناف کی ترتیب: غزلیات اردو، رباعیات اردو، مخمسات، مسدسات، رباعیات اردو (بیچ میں تیئیس (۲۳) فارسی رباعیاں درج ہیں) مثنویات وغزلیات فارسی۔ آخر میں ذیل کا ترقیمہ بطورِ خاتمۂ دیوان درج ہے:

> ''تمت تمام شد دیوانِ بیدار از طبع از شاہ صاحب
> مشفق:... شاہ محمدی صاحب سلمہ اللہ المتخلص بہ شاہ
> بیدار حسب ایمائے شریف ایشاں بندہ

اوحدالدین در بلدۂ بدایوں بتاریخ ہشتم رجب
المرجب یوم یکشنبہ بوقت دوپہر ۱۱۹۲ ھجریہ
مقدسہ بدستخط خود باتمام رسانیدہ امیدوار۔
بندگانِ ایں کتاب است کہ کاتب اوراق را از
دعاے خیر......"

کیفیت: دیوانِ بیدار کا یہ قدیم ترین دستیاب قلمی نسخہ ہے اور مصنف کے ایما پر تیار کیا گیا ہے چنانچہ ترمیمات وتحریفات سے پاک ہے۔

املائی خصوصیات: املا میں قدیم انداز نگارش اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً:

(الف) تڑپھ = تڑپ، تروار = تلوار، کد = کب، طپش = تپش، پہونچے = پہنچے، جھوٹہ/جھوت = جھوٹ، آ ا = آ، سچہ = سچ، لیکن ٹھٹھ اور سامنے کو جدید املا میں نپٹ اور سامنے لکھا گیا ہے۔ اور "بھی" کو کثرت کے ساتھ پی لکھا گیا ہے۔

(ب) ک = ک، گ

(ج) یاے معروف اور یاے مجہول میں امتیاز نہیں برتا گیا ہے۔

(د) عدمِ اعلانِ نون کی صورت میں بھی نقطے لگائے گئے ہیں۔

(ہ) وھاں اور یھاں کی قدیم مکتوبی شکل وہاں اور یہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(و) ایسے الفاظ جن کے آخر میں ہٖ یا ئی ہوتی ہے جیسے مزا = مزہ لیکن پڑھے الف سے جاتے ہیں اُن کو الف سے بدل دیا گیا ہے ۔ جیسے: جاما = جامہ، قضیا = قضیہ، دعوا = دعویٰ وغیرہ

(ز) کبھی دو لفظوں کو ملا کر لکھا گیا ہے مثلاً: شیخصاحب = شیخ صاحب، شمعصفت = شمع صفت اور کبھی ایک لفظ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ مثلاً: بھٹ کتا = بھٹکتا، پی تے = پیتے وغیرہ۔ کاتب کا خط پختہ ہے اور تحریر املا کی عام غلطیوں سے پاک ہے۔ صرف ایک جگہ تڑق جانا یا تڑخ جانا کو طرق جانا لکھ دیا گیا ہے۔

(2)

دیوانِ بیدار = ع

دیوانِ بیدار کا یہ قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے احسن کلکشن میں اندراج نمبر ۸۹۱،۴۳۱/۵ کے تحت محفوظ ہے۔ اس کی فوٹو کاپی راقم الحروف کے پیشِ نظر ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

مخزونہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ۔ نمبر ۸۹۱،۴۳۱/۵، اوراق ۶۸، مسطر ۱۵ سطری، مقطع شنگرفی، سائز ۱۶×۲۰ سینٹی میٹر، خط نستعلیق اوسط۔ کاتب فصیح الدین، سال کتابت دہم شہر ربیع الاوّل ۱۳۱۰ ہجری المقدس۔

نام کاتب فصیح الدین۔ دیوان کا ورق الف سادہ ہے ورق ب پر ایک چوکور مہر محمد سلطان عالم کی ہے۔ ورق ۲/الف کے بالائی سرے پر یہ مہر ایک دوسری مہر کے ساتھ (جو ناخوانی ہے) موجود ہے، یہیں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سرخی کے ساتھ غزلیں شروع ہوتی ہیں اور ورق ۵۷/الف پر اختتام پذیر ہوتی ہیں۔ ورق الف کے آخر میں مخمس کا عنوان قائم ہے۔ اور مخمس کا آغاز ع نہ پوچھ مجھ سے کچھ اے ماجرائے فراق، ورق ۵۷ ب سے ہوتا ہے، کل دس مخمس ہیں جو ورق ۶۴/الف کے وسط میں ختم ہو جاتے ہیں اور یہیں سے رباعیاں بہ عنوان "رباعیات" شروع ہوتی ہیں، یہ کل ۲۴ رباعیاں ہیں جو ۶۷/الف پر مکمل ہو جاتی ہیں۔ اور ۶۷ ب پر ذیل کا مختصر مگر جامع ترقیمہ موجود ہے۔

تمام شد دیوان میاں محمدی صاحب تخلص بیدار، ساکن
آگرہ، سلمہ اللہ تعالیٰ بروز جمعہ بوقت عصر بتاریخ دہم شہر ربیع
الاول ۱۳۱۰ ہجری المقدس بہ خط رکیک فصیح الدین ولد شیخ
شمس الدین بن بدرالدین ساکن شیخوپور تابع قلعہ بدایوں
مضاف صوبہ؟ دارالخلافت شاجہان آباد۔

اس کے بعد اسی خط میں پانچ شعر بہ زبانِ فارسی درج ہیں مثلاً:

قاریا بر مَن مکن حدّ و عتاب   گر خطاے رفتہ باشد در کتاب

آخری شعر ہے

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　　ز آنکہ بندہ گنہ گارم

اور یہیں دیوانِ بیدار ختم ہو جاتا ہے۔ اور اگلے صفحہ ۶۸/الف سے ایضاً اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سرخی کے تحت بیدار کا ایک سلام ع ''بھیجوں اس شاہ پر درود و سلام'' کے گیارہ بند نقل ہیں۔ اس کا خط بدلا ہوا ہے اور بعد کا اضافہ معلوم ہوتا ہے۔ ورق ۶۹/الف پر یہ سلام اس بند پر ختم ہو جاتا ہے جس کا مصرع اوّل ہے ع ''حسنِ یوسف تو واقعی تھا خوب''۔ اصلاً یہ سلام ۲۱ بندوں پر مشتمل ہے۔

کیفیت: تقدمِ زمانی کے اعتبار سے دیوانِ بیدار کا یہ دوسرا قلمی نسخہ ہے۔ کتابت مکمل ہونے پر کاتب نے نظرِ ثانی کرتے وقت اغلاط کی تصحیح کی ہے، اس طرح یہ نسخہ املا کی غلطیوں سے بھی ایک حد تک پاک ہو گیا ہے اور میرے نزدیک دوسرا اہم نسخہ ہے جسے پیشِ نظر رکھے بغیر دیوان بیدار کی تدوین کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ جلیل احمد قدوائی مرحوم کا یہ کہنا کہ ''یہ نسخہ ناقص و نامکمل ہے ۔۔۔ اور کاتب بھی بہت بدخط ہے'' (مقدمہ دیوان بیدار ص ۳۶) درست نہیں۔

املائی خصوصیات: املا میں عام طور پر قدیم اندازِ نگارش اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً:

(الف)　ساہمنے = سامنے، تڑپھ = تڑپ، ہات/ہاتہہ = ہاتھ، سچہ = سچ، جھوٹھ = جھوٹ، طپش = تپش، طپاں = تپاں، پچتانا = پچھتانا، اُستے = اس سے، کستے = کس سے، اٹھااو = اٹھاؤ، اوس = اُس، اونے = ان نے، وو/وہ = وہ، تا کہ = تا کے، پانو/پانوں = پاؤں۔

(ب)　عدمِ اعلانِ نون کی صورت میں بھی نقطے لگائے گئے ہیں۔

(ج)　حروف پر نقطے کا باقاعدہ التزام نہیں کیا گیا ہے۔

(د)　معکوسی حرف (ٹ) پر چار نقطے لگائے گئے ہیں۔ بسا اوقات دو نقطوں سے بھی کام چلایا گیا ہے جیسے تٹیک = ٹک یک

(ہ)　حرف (ز) کو (ذ) سے ادا کیا گیا ہے، جیسے گذر، گذرا وغیرہ

(و)　گاف (گ) پر دو مرکز لگا کر (ک) سے ممیّز نہیں کیا گیا ہے۔

(ز)　یائے معروف اور یائے مجہول میں امتیاز قائم نہیں کیا گیا ہے۔

(ح) وھاں، یھاں کی مکتوبی شکل وہاں، یہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(ط) لفظ کے آخر میں آنے والی ۃ اور یٰ جن کی آوازیں الف سے ادا ہوتی ہیں انھیں الف سے ہی لکھا گیا ہے۔ مثلاً: مزا=مزہ، دعوا=دعویٰ، عقبا=عقبیٰ، جاما=جامہ وغیرہ

(ی) ایک لفظ یا حرف کی دوہری قرأت کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً: جلوہ پری= جلوہ دہ پری، یا ہرروز=ہرروز

(ک) دو لفظوں کو ملا کر لکھنے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ مثلاً: روشچراغ= روشن چراغ، تکلیک=تک یک وغیرہ۔ برعکس اس کے کبھی ایک ہی لفظ کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ مثلاً پی تے ہیں/ پے تے ہیں= پیتے ہیں، پای مال= پائمال وغیرہ

(ل) فنِ خطاطی میں کمال مہارت کا مظاہرہ بھی کاتب نے کیا ہے اور ایک حرف سے دو حرفوں کا کام لیا ہے۔ مثلاً: کہاشیخ=کہاں شیخ، جوشمع=جوں شمع وغیرہ

اغلاط کتابت: کاتب نے پوری کتاب میں ایک جگہ فصاد کو فساد اور ایک جگہ قایل کو قاعل لکھ دیا ہے۔

(3)

دیوانِ بیدار=حب

دیوانِ بیدار کا یہ قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے حبیب گنج کلکشن میں محفوظ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

مخطوطہ نمبر ۵/۵۴، تعداد صفحات ۱۲۳، سطر ۱۱، ۱۲، ۱۳ سطری، تخلص شگرفی، سائز ۱۲×۲۰ س.م، کاغذ قدیم، خستہ، کرم خوردہ، رنگ مٹیالا، خط نستعلیق اوسط، نام کاتب، سنہ کتابت اور مقام کتابت ندارد۔

کتاب کا آغاز جس کاتب نے کیا ہے وہ خوش خط ہے لیکن حد درجہ غلط نویس ہے، علم کو الم محتاج کو مہتاج لکھتا ہے۔ دوسرے صفحے سے خط بدلا ہوا ہے، یہ کاتب خوش قلم نہیں ہے لیکن اس کی یہ بات اچھی ہے کہ غلطیاں کم کرتا ہے، لفظ چھوٹ جاتے ہیں تو انھیں حاشیے پر

دوبارہ لکھ دیتا ہے۔

آغاز ع " ہے نام ترا باعثِ ایجادِ رقم کا" اور خاتمہ اس رباعی پر ہوتا ہے ع:
ہے "دھوم خوش چھبوں میں جس کے چھب کی"۔ آخر میں ذیل کا نامکمل ترقیمہ درج ہے۔

"تمت تمام شد دیوان من تصنیف حضرت صاحب و قبلہ رموز دان ماہیت سرمدی حضرت شاہ محمدی و تخلص گرامی بیدار گفتند" اور یہ عبارت بھی لکھی ہے۔ مالکِ ایں کتاب امام بخش ہر کہ دعوا کند باطل گردد۔ اسی صفحے پر مولانا آزاد لائبریری کی مہر کے علاوہ مالک نسخہ امام بخش کی دو چوکور مہریں بھی ثبت ہیں۔ مہروں پر سنہ کندہ ہے لیکن صحیح طور پر پڑھا نہیں جا سکا۔

کیفیت: دیوانِ بیدار کا یہ قلمی نسخہ کسی انفرادیت کا حامل تو نہیں تاہم چند مقامات پر متن کی قرأت میں معاون ضرور ہے۔

املائی خصوصیات: املا میں عام طور پر قدیم انداز نگارش اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً:

(الف) تڑپھ = تڑپ، جھوٹھ = جھوٹ، طپش = تپش، طپاں = تپاں، اُتے = اس سے، کتے = کس سے، پہونچے = پہنچے، اوداس = اُداس، اوس = اُس، مونہہ = مُنہ، دیکھا = دکھا وغیرہ۔ لیکن نپٹ اور سامنے کو اسی طرح آج کے املا میں لکھا گیا ہے، تڑپھ اور جھوٹھ کا کہیں کہیں جدید املا تڑپ اور جھوٹ بھی موجود ہے۔

(ب) ک = ک، گ لکھا گیا ہے۔

(ج) وھاں، یھاں کو حسبِ قاعدہ قدیم وہاں، یہاں لکھا گیا ہے۔

(د) لفظ کے آخر میں آنے والی ہائے مختفی کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ مثلاً: قضیا = قضیہ، جاما = جامہ، مزا = مزہ وغیرہ لیکن موہ کو موہ ہی لکھا گیا ہے۔

(ہ) امالے کی صورت میں الف/ ۃ کو یے سے بدل دیا گیا ہے۔ مثلاً: تماشے، کلیجے وغیرہ

(و) معکوسی حروف کے لیے پابندی کے ساتھ ط کی علامت استعمال کی گئی ہے۔

(ز) کاتب نے کہیں کہیں ایک لفظ کو دو ٹکڑوں میں بانٹ کر لکھا ہے۔ جان تے = جانتے، جست جو = جستجو وغیرہ

اغلاطِ کتابت: کتابت کی غلطیاں ہیں مگر کم۔ صفحہ اول پر علم کو الم اور محتاج کو مہتاج لکھے

جانے کے علاوہ قفس کو دوجگہ قفص لکھا گیا ہے اور ایک جگہ مکھڑا کو مہکڑا لکھا گیا ہے۔ کتابت میں الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں انھیں نظر ثانی کے وقت حاشیے پر لکھ دیا گیا ہے۔

(4)

دیوانِ بیدار=قد

دیوانِ بیدار کا یہ قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے قدوائی کلکشن میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ لٹن لائبریری سے یہاں منتقل ہوا ہے، اسی اصل نسخے سے راقم السطور نے استفادہ کیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

مخطوطہ نمبر۴/۲۷، صفحات ۱۵۰، مسطر۱۴،۱۵،۱۶ سطری، سائز ۱۴×۲۳×۱۹۱۴س،م، کاغذ دیسی، روشنائی معمولی، خط نستعلیق اوسط، قدرے مائل بہ شکستہ، کاتب نبی بخش، سنہ و مقام کتابت ندارد۔ ہر غزل کا عنوان ''غزل'' سرخ روشنائی سے قائم کیا گیا ہے۔

ترتیب اصناف: غزلیات، رباعیات، مسدسات، مخمسات۔ رباعیات کے آخر میں یہ مختصر عبارت درج ہے۔ ''تمت تمام شد دیوان من تصنیف مولوی محمدی بیدار صاحب اکبرآبادی مرحوم مغفور بخطِ نبی بخش۔'' کتاب کے آخر میں صرف ''تمام شد'' کے ساتھ دیوان ختم ہو جاتا ہے۔

کتاب کے خاتمہ یا شروع میں تاریخ کتابت کے طور پر کہیں سال وغیرہ نہیں درج ہے، لیکن جلد کھولتے ہی جو ورق ملتا ہے اس کے ایک کنارے پر کسی دوسرے خط میں بالکل غیر متعلق طریقہ پر یکم فروری ۱۸۳۲ء لکھا ہے۔ (بحوالہ مقدمہ دیوانِ بیدار، مطبوعہ ہندستانی اکیڈمی الہ آباد، یوپی-۱۹۳۷)

کیفیت: پیش نظر مخطوطے کی کتابت کے بعد کسی دوسرے نسخے سے سرسری طور پر مقابلہ کیا گیا ہے اور چند اختلافات اس کے حاشیے پر درج کر دیے گئے ہیں۔ بایں طور یہ دیوان دو نسخوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ متن کے تعین میں اس نسخے کے متن اور حاشیے کے اختلافات سے مدد لی گئی ہے۔ جلیل احمد قدوائی نے اسی کو اپنے مرتبہ دیوانِ بیدار میں بطور نسخۂ اساسی استعمال کیا ہے۔ اس نسخے میں ایسا کلام بھی ملتا ہے جو معتبر نسخوں میں نہیں ملتا۔

املائی خصوصیات: املا قدیم انداز تحریر کے مطابق ہے۔ بسا اوقات املا میں مقامی رنگ بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ مثلاً:

(الف) تڑپھ=تڑپ، پچتانا=پچھتانا، طپاں=تپاں، اُستے=اس سے، دیکھاتا=دکھاتا، اوٹھے=اٹھے، سادہ گی=سادگی، کوچہ=کوچہ، ٹھوکر=ٹھوکر، ڈھونڈ کو ہائے مخلوط کے ساتھ ڈھونڈھ بھی لکھا گیا ہے۔ جھوٹ اور نپٹ کا جدید املا ہی ہر جگہ ملتا ہے البتہ سامنے کو کہیں کہیں سامھنے لکھ دیا گیا ہے۔ بھی کو تواتر کے ساتھ بی/ بے لکھا گیا ہے۔

(ب) معکوسی حرف 'ڑ' پر تین نقطے لگائے گئے ہیں جیسے اوڑ=اُڑ اور 'ٹ' پر دو نقطے کے ساتھ 'ط' کی علامت بنائی گئی ہے جیسے آلوٹا اور ٹتی وغیرہ

(ج) یائے معروف اور یائے مجہول میں امتیاز قائم نہیں کیا گیا ہے۔

(د) ہائے مختفی کو الف سے بدل دیا گیا ہے جیسے آسیا=آسیہ، بوسا=بوسہ، بندا=بندہ وغیرہ لیکن جلوہ بھی لکھا ہوا مل جاتا ہے، اسی طرح الف کی آواز دینے والی ی کو بھی الف سے لکھا گیا ہے۔ مثلاً دعوا=دعویٰ

(ہ) عدمِ اعلانِ نون کی صورت میں بھی نقطے لگائے گئے ہیں۔

(و) گاف پر دو مرکز لگا کر کاف سے ممیز نہیں کیا گیا ہے۔

(ز) یھاں وھاں کی مکتوبی صورت یہاں وہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(ح) دو یا دو سے زائد لفظوں کو ملا کر لکھنے کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً: تیریداماں= تیرے داماں، جستے=جس سے، تیرچشمسے=تیری چشم سے وغیرہ

اغلاط کتابت: کتاب کی روایتی غلطیاں بھی نسخے میں موجود ہیں۔ مثلاً: جذ=جز، تعویز=تعویذ وغیرہ

(5)

دیوانِ بیدار=ش

دیوانِ بیدار کا یہ قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے حبیب گنج کلکشن میں محفوظ

ہے۔اس کی فوٹو کاپی راقم الحروف کے پیش نظر ہے، تفصیل حسب ذیل ہے:

مخطوطہ نمبر ۴/۵۴، صفحات ۴۸، مسطر ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ اسطری، سائز ۱۰،۴×۱۶،۸ س.م خط نستعلیق، اوراق سالم، کاغذ کا رنگ مٹیالا، نام کاتب عین الدین بیگ، سنہ کتابت ندارد، ابتدا اور خاتمہ کے صفحوں پر کتب خانہ حبیب گنج، علی گڑھ کی ایک مہر ہے، جس پر ۱۳۱۴ھ کندہ ہے۔

آغاز: ع ''ہے نام ترا باعثِ ایجاد رقم کا''۔

اختتام: ع ''بیدار رواں ہے اشک دریا دریا''

کلام بیدار کے بعد ''لا اعلم'' کے عنوانوں کے تحت دو رباعیاں ایک اردو دوسری فارسی میں درج ہے۔اور خاتمۂ کتاب پر ''تمت تمام شد۔کار من نظام شد'' کے علاوہ جو عبارت بہ طور ترقیمہ درج ہے اس سے سنہ کتابت اور مقام کتابت کا پتا نہیں چلتا۔البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان شیخ غلام حسین صاحب کے حسب ارشاد عین الدین بیگ نے بمددگاری محمد معظم مصفِ سابق فتح پور سیکری تیار کیا ہے۔ترقیمے کی مکمل عبارت سطور ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

بعونہٖ تعالیٰ شانہٗ در ساعتِ نیک نسخہ دیوانِ بیدار من تصنیف حضرت شاہ محمدی بیدار صاحب قدس سرہٗ العزیز متوطن بلدہ بدایوں خلیفہ کامیاب جناب مولانا و مرشدنا و ہادینا حضرت مولوی فخر الدین اورنگ آبادی ثم جہان آبادی بخط بے ربط عین الدین بیگ بمددگاری محمد معظم مصفِ سابق فتحپور سیکری و... خاں و امیر... خاں فیروز آبادی، صورت اختتام یافت'' حسب ارشاد جناب شیخ غلام حسین صاحب دام اشفاقہم متوطن قصبہ اترولی ضلع علی گڑھ وڈپٹی کلکٹر سابق متھرا۔

کیفیت: کتاب کے بعد نظر ثانی کے وقت حواشی میں اغلاط کی تصحیح کی کوشش اپنے طور پر کی گئی ہے اور حاشیوں پر بعض الفاظ کے معنی بھی درج ہیں۔مثلاً: ''قرعہ زن'' کے معنی لکھے ہیں ''مراد از نجوی و رمال بمعنی فال کشانیدہ'' بایں طور ''افعی'' ''غولت گزیدگاں''؛ ''تجالہ'' اور ''جوالہ'' کے معنی بہ زبانِ فارسی لکھے گئے ہیں۔حالاں کہ ایسے الفاظ معدودے چند ہی ہیں۔مندرجہ ذیل ایک پانچ شعری غزل ع: 'نپٹ دل ہے مشتاق تیرا' میں مطلع اور مقطع کے علاوہ بقیہ تینوں اشعار کاتب کے زائیدہ قلم معلوم ہوتے ہیں۔وہ اشعار درج ذیل ہیں۔

مسیحا بھی ہووے گر اس کا معالج نہ اچھا ہو آنکھوں کا بیمار تیرا

رہے پھر نہ یاقوت کے، رنگ، منہ پر　　　　اگر دیکھے لعل گہربار تیرا
خطا کی کہ عاشق ہوا تجھ پہ ظالم　　　　جو چاہے سو کر ہوں گنہ گار تیرا

املائی خصوصیات: املا قدیم ہے لیکن بعض مقامات پر جدید انداز تحریر کے ساتھ مقامی تلفظ کا اثر بھی نظر آتا ہے۔ مثلاً:

(الف) تڑپھا/تڑپ=تڑپ، طپش، طپاں=تپش، تپاں، طپیدگا=تپیدگاں، ساہنے=سامنے، کونچہ=کوچہ، جھونٹ=جھوٹ، پونچھا=پوچھا، چہڑہ=چڑھ، چہڑا=چڑھا، توڑاتا=تڑاتا، پچتاتا=پچھتاتا، پانو=پاؤں۔

(ب) قدیم انداز تحریر کے برخلاف "گ" پر اکثر دو مرکز لگا کر "ک" سے ممیّز کیا گیا ہے۔

(ج) یہاں، وھاں کا قدیم املا یہاں وہاں برقرار رکھا گیا ہے۔

(د) معکوسی حرف "ٹ" کی تین صورتیں ملتی ہیں۔ ٹ ت، ٹ

(ہ) عدمِ اعلانِ نون کی صورت میں بھی قدیم انداز تحریر کی پیروی میں نقطے لگائے گئے ہیں۔

(و) یائے مختفی کو اصل املا میں ة/یہ سے ادا کیا گیا ہے آئینہ، تفرقہ، جلوہ وغیرہ

(ز) دو یا دو سے زائد لفظوں کو ملا کر لکھنے کی مثالیں بھی نسخے میں موجود ہیں اور ایک حرف لکھ کر اس سے دو حرفوں کا کام بھی لیا گیا ہے۔ یہاں فن کتابت میں اپنی صناعانہ مہارت کا مظاہرہ مقصود ہے۔ مثالیں حسب ذیل ہیں:

ہیں طالع = ہیں طالع، ایگل باغ = اے گل باغ، اوس رخ = اوس رخ، مثل شمع = مثل شمع، ہی مانع = ہے مانع، ای شوخ = اے شوخ، حسن ملیح = حُسنِ ملیح، یوں کھنچ = یوں کھینچ، میری صبح = میری صبح، اھل فوج = اہل فوج، سیکرو داغ = سیکڑوں داغ۔

اغلاطِ کتابت: املا کی غلطیاں بھی موجود ہیں۔ مثلاً: حواس کی جگہ ہواس اور مرہم کو مرحم لکھ دیا گیا ہے۔

(6)

دیوانِ بیدار = علی

دیوانِ بیدار کا یہ قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ کے سلیمان کلکشن میں محفوظ

ہے۔اس کی فوٹو کاپی راقم الحروف کے پیش نظر ہے، تفصیل حسب ذیل ہے:

مخطوطہ نمبر ۱۰/۴۸، اوراق ۸۰ سالم، ورق ایک آخری ورق کا ورق ب سادہ ہے۔

سطر ۱۳ تا ۱۶ سطری، خط نستعلیق، سنہ کتابت ۱۲۲۴ھ

آغاز: ع" ہے نام ترا............

اختتام:..................زداغ مہجوری

ترتیب اصناف: غزلیات، رباعیات، مخمسات اور خاتمہ پر تمام شد لکھ کر مندرجہ ذیل کا ترقیمہ درج ہے۔

"حسب الفرمائش کپتان صاحب عالی شان رفیع المکان
معدنِ جود و احسان مجمع محاسن بے پایان سخن فہم سخندان،
قدر دانانِ شاعران مرزا فتح علی خان بہادر سلمہ اللہ الملک
المنان بروز دوشنبہ بست ونہم شہر جمادی الاولی ۱۲۲۴ھ نبوی
صلعم ست تحریر یافت اللھم اغفر بکاتبہ واحشرہ مع الائمہ
الطاہرین۔ سلام اللہ علیھم اجمعین الی یوم الدین۔"

کیفیت: مخطوطے کی کتابت صاف ستھری ہے، لیکن کاتب کم سواد ہے۔ متن میں غیر ضروری اور بے معنی ترمیمات کرتا جاتا ہے۔ مثلاً "تا ہو یہ بے غبار آئینہ" کو "تا کہ ہووے غبار آئینہ"، "سامنے تیرے کچھ نہیں ٹوٹے" کو "سامنے تیرے کچھ نہیں طوطی" اور اسی طرح "خمار" کو "نہار"، "سینہ سپر" کو "سینہ پر" کر دیا ہے۔

املا: کاتب نے املا میں قدیم انداز تحریر اختیار کیا ہے۔ مثلاً:

(الف) تڑپھ = تڑپ، استی/ اُستے = اس سے، مونہہ = منہ، ہات/ ہاتھ = ہاتھ

(ب) ک = ک، گ لکھا گیا ہے

(ج) یھاں، دھاں کی مکتوبی صورت یہاں وہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(د) عدم اعلانِ نون کی صورت میں بھی نقطے لگائے گئے ہیں۔

(ہ) یائے معروف اور مجہول میں امتیاز ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔

اغلاط کتابت: کتاب میں املا کی غلطیاں ہیں مگر کم مثلاً: دوسری جگہ حواس کو ہواس اور ایک جگہ قفس کو قفص لکھ دیا ہے۔ اور بس۔

(7)

دیوانِ بیدار = ض

دیوانِ غزلیات بیدار کا یہ قلمی نسخہ رضا لائبریری، رام پور کے ذخیرۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔ اس کی فوٹو کاپی راقم الحروف کے پیش نظر ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

خط نستعلیق معمولی، اوراق بیچ بیچ سے غائب ہیں، سنہ کتابت ۱۲۳۶ھ، نام کاتب سید عالم علی، کتاب کے آخر میں درج ذیل مختصر ترقیمہ موجود ہے۔ ''الحمدللہ کہ دیوان بیدار بتاریخ بست دہفتم شہر شوال ۱۲۳۶ھ از خط بد نمط سید عالم علی انجام رسید''۔

آغاز: ع ''ہے نام ترا باعث ایجاد رقم کا''۔

اختتام: ع ''مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے''۔

کیفیت: مخطوطہ اگرچہ پرانا ہے لیکن املا کی اغلاط، اصل لفظ اور ترکیب میں رد و بدل نیز چند الحاقی اشعار کی موجودگی نے اسے بے اعتبار بنا دیا ہے۔ ایک اور بڑی خامی اس نسخے کی یہ ہے کہ بیچ بیچ سے صفحات غائب ہیں۔ مثلاً: غزل ع ''خرقہ رہن شراب کرتا ہوں'' ص ۳۶ کے بعد سات غزلیں موجود نہیں ہیں اور آٹھویں غزل کا مقطع ع ''گھر کسی اور کے بیدارؔ نہیں جاتے ہیں۔ خوب رو جو کوئی ہو اس کے مگر جاتے ہیں'' اگلے صفحے کا پہلا شعر ہے۔ اور غزل ع ''کیا کہوں گزرے ہے ہر دم ہجر میں خواری مجھے (ص ۸۶) کے بعد کی سات غزلیں بھی موجود نہیں ہیں اور غزل ع ''عاشق کا اگر دیدۂ خونبار نہ ہووے'' کے مقطع کا مصرع ثانی ع ''ممکن ہے کہ معشوق دل آزار نہ ہووے'' سے اگلا صفحہ شروع ہوتا ہے۔

املائی خصوصیات: انداز نگارش قدیم ہے۔ املا میں انفرادی اور مقامی رنگ بھی نمایاں ہے۔ مثلاً:

(الف) تڑپھ = تڑپ۔ پستانا = پچھتانا، کونچہ = کوچہ، چھوڑانا = چھڑوانا، بھولانا = بھلانا،

جنوں نے = جنو نے ، دونو = دونوں، سامنے کا املا سامنے ہی ہے۔

(ب) یائے معروف اور مجہول میں امتیاز قائم نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) نون غنہ پر نقطے کا التزام کیا گیا ہے۔

(د) یھاں/ وھاں کی مکتوبی صورت یہاں وہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(ہ) ک = ک/گ

(و) حروف پر با قاعدگی کے ساتھ نقطہ لگانے کا التزام نہیں ہے۔

(8)
کلام بیدار (قلمی)

کلام بیدآر کا یہ قلمی نسخہ حیدر آباد اسٹیٹ لائبریری میں نمبر ۱۹۹۴۹/۸۰۳۳ اور دواوین نمبر ۱۰۹۶ کے اندراج کے ساتھ محفوظ ہے۔ یہ دراصل بیدآر کی غزلوں کا بہت معمولی انتخاب ہے۔

آغاز: ہو کچھ ہونا تھا۔ اختتام: ع

کیفیت: مخطوطہ کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ کتابت پرانے طرز کی ہے۔ اور املا پر دکنی اثرات غالب ہیں۔ مثلاً سے کے لیے سیں اور تو کے لیے توں تواتر کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس نسخے سے متن کی تیاری میں کسی طرح کی مدد نہیں ملی ہے۔

(9)
بیاضِ ذخیرۂ نواب صاحب (مزمّل منزل علی گڑھ)
مع دیوان بیدار

چند معروف اور غیر معروف شعرا کے اردو و فارسی کلام پر مشتمل اس بیاض میں بیدآر کے متفرق اشعار و غزلیات وغیرہ کے اندراج کے علاوہ اُن کا پورا دیوان بھی نقل ہوا ہے۔

کلامِ بیدآر کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

ورق ۱۷ تا ۲۳ الف پر ''غزل بیدآر قدس اللہ سرہٗ انور'' کا عنوان قائم کر کے بیدآر کی ردیف

(ے) کی غزل

ع ''کون یھاں بازار خوبی میں ترا ہم سنگ ہے''

نقل کرنے کے بعد ایک مختصر مگر مکمل ترقیمہ سپردِ قلم کیا گیا ہے۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے۔

''تمت تمام شد غزل شاہ محمدی بیدآر قدس اللہ سرہٗ انور بتاریخ دوازدیم (دوازدہم) ربیع الثانی (کذا) بخطِ ناکارہ محتاج الی اللہ محمد ذکر اللہ قادری ۱۲۴۸ھ تحریر (یافت)'' ورق ۷۳ ب سے ۷۴ الف پر کسی مولوی حاجی کی ایک فارسی غزل اور شاہ سیر علی خاں کی ایک اردو غزل نقل کی گئی ہے۔ ورق ۷۴ ب پر ''غزل شاہ محمدی بیدار قدس سرہٗ'' کی سرخی کے تحت بیدآر کی ایک فارسی غزل ع'' چاک زد عشق تو۔ چند'' اور ایک قدرے مشکوک اردو ترجیع بند ع ''امیر عرب شاہ یثرب مقام'' کے علاوہ اسی تسلسل میں بیدآر کا ایک فارسی قصیدہ ع ''بہ جرم عشق تو سازند گر مرا تشہیر'' اور ایک دوسرے فارسی قصیدے کے د شعر نقل کیے گئے ہیں اور ''تمت تمام شد'' لکھ دیا گیا ہے۔

ورق ۸۱ الف پر ''مخمس شاہ محمدی بیدآر قدس سرہٗ'' کا عنوان دے بیدآر کا ایک مخمس ع ''خجالت یہ اس کو عزیز و نہ دو ہوا سو ہوا'' اور بغیر کسی عنوان کے بیدآر کی ایک پانچ شعری غزل ع'' تیغ حُسن آبدار رکھتا ہے''، چار اردو رباعیوں کے علاوہ ردیف 'ز' کی ایک اور غزل ع خاک و خوں میں ہے طپاں عاشقِ غم ناک ہنوز'' نقل ہے۔ غزل کے اختتام پر ''تمام شد'' لکھ کر یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اور ایک نیا عنوان ''غزل شاہ محمدی بیدآر'' قائم کر کے بیدآر کا کم و بیش پورا اردو دیوان نقل کیا گیا ہے۔ دیوان کے آخر میں حسب ذیل مفصل ترقیمہ درج ہے۔

تمت تمام شد دیوان حضرت شاہ بیدآر قدس اللہ سرہٗ العزیز بتاریخ بست ہفتم شہر رجب المرجب روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۴۸ ہجری نبوی از دست خط بے ربط بندہ محمد سمیع الدین ابن مولوی حکیم قاضی محمد بدیع الدین ابن قاضی غلام غوث عثمانی برائے خاطر شریف جناب معلی محمد ذکر اللہ صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر یافت۔

کیفیت:- بیدآر کے انتقال (۱۲۱۰ھ) کے تقریباً ۳۸ برس بعد کا تحریر شدہ یہ مخطوطہ نسخۂ اول اور نسخۂ دوم سے بہ اعتبار متن قدرے مختلف ہے۔ بہ ظاہر بعد میں لکھے ہوئے کسی نسخے کی نقل

معلوم ہوتا ہے۔ اس میں غیر معتبر کلام کے علاوہ املا کی غلطیاں بھی ملتی ہیں، لہٰذا راقم الحروف کے نزدیک یہ نسخہ کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں، بنا بریں اس کے متن کا مقابلہ نہیں کیا گیا ہے۔

املائی خصوصیات:-

(الف) تڑپھ = تڑپ، چھوڑانا = چھڑانا، جھوٹھ = جھوٹھ/جھوٹ، طپاں = تپاں، مزہ = مژہ، ڈھونڈھ = ڈھونڈ۔

(ب) ک = ک، گ لکھا گیا ہے۔

(ج) یہاں وہاں بروزن آں، واں کی قدیم مکتوبی صورت یہاں وہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(د) یائے معروف اور یائے مجہول کی لکھاوٹ میں امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔

(ہ) عدم اعلان نون کی صورت میں بھی نقطے لگائے گئے ہیں۔

(10)
نسخۂ مولوی عبدالحق

دیوانِ بیدآر کی ترتیب میں جن دو نسخوں سے محوی صدیقی مرحوم نے استفادہ کیا ہے ان میں سے ایک مولوی عبدالحق مرحوم کی ملکیت تھا، اس کا تعارف صدیقی مرحوم کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق حسب ذیل ہے۔

''یہ دیوان شروع سے لے کر ردیف ن کی غزل کے دوسرے شعر تک نہایت ہی بد خط لکھا ہے۔ کئی جگہ کاتب نے الفاظ تک چھوڑ دیے ہیں، ہر صفحے پر تقریباً ۱۵ سطریں سائز ۱۵×۲۲ ہے۔ باقی دیوان عمدہ پختہ اور صاف خط میں ہے، اغلاط بھی کم ہیں۔ صفحات میں جہاں جہاں جگہ خالی رہ گئی ہے کوئی شاعر اسرار صاحب ہیں، ان کی غزلیں نہایت بُرے خط میں لکھی ہیں، کلام بھی مہمل سا ہے۔'' (مقدمہ دیوانِ بیدآر از محوی صدیقی)

چونکہ مخطوطہ ترقیمے سے خالی ہے لہٰذا کب لکھا گیا، اس کا کاتب کون ہے، کس کے لیے لکھا گیا یا مقام کتابت کیا ہے، کچھ پتا نہیں چلتا۔ البتہ مرتب دیوان کے بیانِ کے مطابق اس نسخے کے

صفحہ اوّل پر جو عبارت مرقوم ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوان بیدآر کا یہ نسخہ کسی دیوان انور خاں ولد دیوان نور بیگ خاں افغان چوگانی (چغانی) دبیر شہر بھوپال تال کے برادر میاں علی انور خاں کی ملکیت تھا۔ ذیل میں پوری عبارت نقل کی جاتی ہے۔

''ایں دیوان از کتاب خانہ میاں علی انور خاں ہست برادر دیوان انور خاں ولد دیوان نور بیگ خاں چوگانی دبیر بھوپال تال اگر کسے دادا (دعوی) کند خلاف (گردد)۔'''' اسی صفحے پر داہنے جانب ذرا نیچے ایک مہر ہے جس کا نقش ہے محمد سراج الدین ولد امیر الدین''

(مقدمہ دیوانِ بیدآر)

راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جو انجمن ترقی اردو کراچی (پاکستان) کی ملکیت ہے اور بہ طور امانت قومی عجائب گھر کراچی (پاکستان) میں محفوظ ہے۔

(11)
نسخۂ محوی خطی = مخطوطہ

یقیںؔ، تاباںؔ، خواجہ میر دردؔ، مرزا رفیع سوداؔ اور شاہ محمدی بیدآرؔ کے کلام پر مشتمل پانچ سو صفحوں کا یہ مجلد قلمی نسخہ مدراس (چینئی) کے ایک نامور رئیس اور علم دوست خان بہادر آنریبل عبدالقدوس بادشاہ کے کتب خانہ خاص کی ملکیت تھا، صاحب کتب خانہ کی ''بے پایاں عنایت'' سے محوی صدیقی مرحوم کو دستیاب ہوا اور ان کے بیٹے منیر محوی صدیقی کے یہاں سے حصۂ کلام بیدآر کا فوٹو اسٹیٹ تقریباً ۲۵ برس قبل ڈاکٹر یعقوب علی خاں راقم الحروف کو حاصل ہوا، جس کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے:

تعداد اوراق ۲۵، خط نستعلیق معمولی، مسطر ۱۷ سطری، خط نستعلیق مائل بہ شکستہ ترقیمہ ندارد، ترتیب..............

آغاز۔ اختتام

کیفیت:- بیدآر کے کلام کا یہ ایک معمولی اور کم اعتبار انتخاب ہے جسے کسی بے نام غیر محتاط اور کم سواد کاتب نے نقل کیا ہے۔ ناقل نے اپنے حسب منشا جس شعر کو جہاں چاہا بحال رکھا ہے اور جہاں چاہا اس کی صورت مسخ کر دی ہے، بسا اوقات خود شعر/مصرع موزوں کر کے شامل دیوان کر دیا ہے، مثال کے طور پر بیدار کے دوسرے تمام نسخوں میں پہلی غزل ع "ہے نام ترا باعثِ یجادر قم کا" ۱۱۹شعار پر مشتمل ہے لیکن پیش نظر دیوان میں اشعار کی تعداد اٹھارہ ہے اور ان میں آٹھ شعر مع مطلع متن میں ادنیٰ تصرف وہی ہیں جو دوسرے نسخوں میں ملتے ہیں لیکن بقیہ دس شعر یکسر مختلف ہیں مثلاً شعر نمبر۲ و ۳ دوسرے نسخوں میں اس طرح ملتے ہیں:

۲- مقدور بشر کب ہے تری حمد سرائی
کیا قطرۂ ناچیز سے اوصاف ہو یم کا

۳- کیا جانے کہاں جلوہ نما تو ہے کہ یہاں تو
ہے داغ تری یاس سے دل دیر و حرم کا

اور پیش نظر خطی نسخے میں ان کی صورت یہ ہے۔

۲- غیر از ترے حادث ہے جو کوئی اس کو فنا ہے ۔ تو ہیں ہے شہا تخت نشیں ملکِ قدم کا
۳- تج مطبخ فیاض کے عالم میں شب و روز ۔ بھیجے ہے کہ دمہ کے تئیں خوان نعم کا

زیر بحث غزل کے مقطع کا فرق ملاحظہ کیجیے۔

اصل مقطع دوسرے تمام نسخوں میں اس طرح ملتا ہے۔

اس ہستی موہوم پہ غفلت میں نہ کھو عمر
بیدآر ہو آگاہ بھروسا نہیں دم کا

اور نسخہ زیر بحث میں اس کی محرف نئی شکل دیکھیے۔

دل زلف و خط وخال نگاروں سے اٹھایا
تا کے رکھو بیدآر گرفتار ظلم کا

اسی غزل کے ایک اور شعر کے مصرع اول ع "وہ مظہر فیاض کہ انعام سے جس کے" کو بدل

کر ع'' وہ شاہ سخی پیشہ کہ امداد سے جس کے'' کر دیا گیا ہے۔ بیدار نے خلفاے راشدین کے اوصاف چار علاحدہ علاحدہ اشعار میں نظم کر کے بہ طور منقبت اس غزل میں شامل کیے ہیں لیکن کاتب مخطوطہ نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کی صفات ایک ہی شعر میں کھپا دی ہیں وہ محرف وضعی شعر ملاحظہ ہو۔

بوبکرؓ عمرؓ، اہلِ حیا حضرت عثمانؓ

عالم میں دیا زیب بہت عدل و کرم کا

غرض مخطوطہ اس طرح کی تبدیلیوں اور تحریفوں سے بھرا پڑا ہے اور یہی ساقط از اعتبار نسخہٗ دیوانِ بیدار محوی صدیقی مرحوم کے مرتبہ دیوان کا اساس کار ہے۔

املا:- اندازِ نگارش اگرچہ قدیم ہے لیکن کتابت میں جدید املا کا رجحان بھی ملتا ہے۔ مثلاً:

(الف) اونے = اُن نے، اوسے = اس سے، سنے = سُن نے، سوجتا = سوجھتا، تمہیں = تمھیں، وو = وہ، بات = ہاتھ، دیو = دو وغیرہ لیکن سامنے اور تڑپھنا کو جدید املا میں سامنے اور تڑپنا لکھا گیا ہے۔

(ب) ک اور گ دونوں کے لیے ک ہی لکھا گیا ہے۔

(ج) معکوی حروف پہ چار نقطے لگائے گئے ہیں۔ جیسے :ت = ٹ

(چ) یاے معروف اور یاے مجہول میں امتیاز نہیں کیا گیا ہے۔

(د) عدم اعلانِ نون کی صورت میں بھی نقطے لگائے گئے ہیں۔

(ہ) دھاں اور یھاں کی قدیم مکتوبی صورت وہاں اور یہاں برقرار رکھی گئی ہے۔

(و) لفظ کو توڑ کر الگ الگ لکھنے کی روش بھی اختیار کی گئی ہے جیسے دیکھ تے = دیکھتے، جست جو = جستجو، لوت تے = لوٹتے وغیرہ۔

(12)

نسخۂ خدابخش

(۱۲) دیوانِ بیدآر کا ایک قلمی نسخہ خدابخش لائبریری بانکی پور، پٹنہ کے شعبۂ مخطوطات میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ راقم الحروف کی نظر سے گزرا ہے لیکن بہ وجوہ متن کا لفظاً لفظاً مقابلہ نہیں کیا گیا ہے، البتہ بعض اشعار کے تعیّنِ متن میں اس سے مدد ضرور لی گئی ہے۔ اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

ملکیت:- خدابخش لائبریری پٹنہ، مخطوطہ نمبر ۳۱۲۶، اوراق ۶۸ سائز ۲ء۸-۱ء۱۷ مکتوبہ تیرھویں صدی ہجری (قیاساً) خط نستعلیق، کاتب معظم محمدی

آغاز:-

ہے نام ترا باعثِ ایجاد رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اختتام:-

بیدار رواں ہے اشک دریا دریا
بتلا تو کہ ہے یہ چشم تر یا دریا
رونے سے ترے تمام خانہ ہے پُرآب
حیران ہوں میں اس میں گھر ہے یا دریا

بیدار کے مطبوعہ نسخے

(1)

دیوانِ بیدآر مرتبہ محوی صدیقی

دیوانِ بیدآر پہلی بار شاہی پریس ٹرپلیکن، مدراس میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر ۱۹۳۵ میں شائع ہوا۔ اسے اردو یونیورسٹی آف مدراس کے ایک لائق فائق اور فاضل استاد محمد حسین محوی صدیقی مرحوم نے ترتیب دیا ہے۔ دیوان کے آغاز میں مرتب کا لکھا ہوا ایک مبسوط مقدمہ بھی شامل ہے۔ یہ دیوان دو قلمی نسخوں کی بنیاد پر مرتب ہوا ہے پہلا نسخہ خان بہادر آنریبل عبدالقدوس پادشاہ ساکن مدراس کی عنایت سے مرتب کو دستیاب ہوا تھا۔ اور دوسرا مولوی عبدالحق مرحوم نے انھیں بہم پہنچایا تھا۔ اول الذکر کے بارے میں مرتب کا بیان ہے کہ ''یہ پورا نسخہ (کلام) نہیں بلکہ محض دیوانِ بیدآر کا ایک مختصر انتخاب ہے'' اور ثانی الذکر اُن کے بیان کے مطابق مکمل دیوان ہے۔ ان کی تعارفی تحریر کے مطابق ...... ''پورا نسخہ یہ ہے جو حیدرآباد سے آیا ہے...... بیدار کے دو دیوان ہیں...... اب یہ دیوان نسخہ مدراس کے مقابلے میں تگنا، چوگنا ہوگیا ہے۔'' مرتب نے نسخۂ مولوی عبدالحق کے آغاز میں بطور تعارف جو عبارت درج ہے اسے بھی نقل کی ہے۔ پوری عبارت یہ ہے ''ایں دیوان از کتاب خانۂ میاں علی انور خان ہست، برادر دیوان انور خان ولد دیوان نور بیگ خاں افغاں چوگانی دبیر شہر بھوپال تال اگر کسے داوا (دعوا) کند خلاف (گردد)'' ناقل کا (دعویٰ) کو داوا، لکھنا اس کی کم سوادی کی دلیل ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس نسخے میں الحاقی کلام

کثرت سے ہے۔ جسے مرتب نے من وعن اپنے مرتبہ دیوان میں شامل کرلیا ہے۔ دراصل یہ مطبوعہ ایڈیشن دو کم اعتبار نسخوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور یہی اس کی بے اعتباری کا بڑا سبب ہے۔

(2)
دیوانِ بیدآر (مطبوعہ) مرتبہ جلیل احمد قدوائی

دیوانِ بیدآر کا یہ ایڈیشن سٹی پریس، الہ آباد میں چھپ کر ہندستانی اکیڈمی الہ آباد، یو پی، سے ۱۹۳۷ میں شائع ہوا۔ اس کے مرتب جلیل احمد قدوائی مرحوم ہیں۔ کتاب کے آغاز میں اکاڈمی کی جانب سے کوئی رسمی تعارفی تحریر موجود نہیں ہے البتہ مرتب کا بتیس (۳۲) صفحات پر مشتمل ایک وقیع و بسیط مقدمہ ضرور شامل ہے۔ مقدمے کے آخر میں سنہ ۱۹۳۵ درج ہے۔ مقدمے کے مشمولات کی ورق گردانی سے یہ پتا چلتا ہے کہ کتاب کی ترتیب میں مرتب کے پیشِ نظر دو قلمی نسخے تھے، ایک نسخہ وہ جسے انھوں نے بدایوں کے رہنے والے ایک ''سیلانی بزرگ'' اور پرانی کتابوں اور بدایوں کے پیڑوں کے بیوپاری مولوی حضور احمد سے خریدا تھا۔ دوسرا نسخہ انھیں مولوی احسن مارہروی سے دستیاب ہوا تھا۔ یہ دونوں نسخے اب مولانا آزاد لائبریری کے شعبۂ مخطوطات میں بالترتیب قدوائی کلکشن اور احسن کلکشن میں محفوظ ہے۔ پیش نظر ایڈیشن کے مرتب نے اول الذکر کو جسے انھوں نے خریدا تھا بنیادی نسخے کے طور پر استعمال کیا ہے اور ثانی الذکر (نسخۂ احسن) کے محض چند اختلافات پاورق میں درج کردیے ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں نسخوں کے مطالعے کے بعد راقم الحروف اس نتیجے پر پہنچا ہے نسخۂ اساسی میں املا و کتابت کی غلطیوں کے علاوہ متن میں دانستہ تبدیلی کی مثالیں ملتی ہیں اور یہ کہ اس میں الحاقی اور مشکوک کلام بھی موجود ہے۔ برخلاف اس کے نسخۂ احسن میں املا و کتابت کی غلطیاں کم ہیں اور مشکوک کلام اور تصحیف و تحریف سے یہ نسخہ پوری طرح پاک ہے۔ اس کے بارے میں جلیل احمد قدوائی مرحوم مرتب دیوان بیدار کا یہ بیان کہ ''احسن صاحب کا نسخہ ناقص و نامکمل ہے ....اس کا کاتب بھی بہت بدخط ہے ......'' سرسری مطالعہ کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

اصلاً نسخۂ احسن کلام بیدار کا مکمل دیوان ہے، خاتمے پر ایک مکمل اور واضح ترقیمہ موجود

ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس کی کتابت مصنف کے انتقال کی تاریخ ۲۷رذی الحجہ ۱۲۱۰/۴ جولائی ۱۷۹۶ سے چند ماہ پیشتر ۱۰ شہر ربیع الاوّل ۱۲۱۰ کو ہوئی ہے۔ اصولی طور پر اسی نسخے کو اساس کار کا درجہ دیا جانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا ہے نتیجتاً اس چھپے ہوئے نسخے میں جملہ اقسام کی غلطیاں راہ پا گئی ہیں۔ دعوے کے ثبوت میں چند مثالیں نمونہ از خروارے کے مصداق ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

متنِ مطبوعہ	اصلاح شدہ
۱- نامہ کا تو کیا جگہ کہ قاصد (ص ۱۲)	---------گلہ کہ قاصد
لایا بھی نہ یاں سلام اُس کا	لایا ہی نہ یہاں------ اس کا
۲- لعل پر منصوب جیسے ہو گھر اُس لطف سے ص ۲۲	-----گہر-----
اس لب رنگیں پہ جوشِ حُسن سے بت خانہ تھا	------------تبخالہ تھا
۳- میری آنکھوں کا بالا خانہ گے حاضر ہے آبیٹھے ص ۲۳	------کہ خالی ہے آبیٹھے
اگر بیدار اُس کو شوق ہے عالی مقامی کا	---------------
۴- نہ اب آرام ہے دل کو نہ خواب آنکھوں میں آتا ہے	---------آتی ہے
ثمر بیدار مجھ کو یہ ملا اُس گل کی یاری کا	--------------
۵- دکھاؤں گر ترے کوچہ میں اشک اپنے کی گلریزی ص ۲۴	-------------
طرق جاوے کلیجہ اشک سے ابرِ بہاری کا رشک سے	
۶- جگا کر خواب آسایش سے بیدار آہ ہستی میں ص ۵۸	-------ہستی نے (نیں)
عدم آسودگاں کو لا کے ڈالا ہے تباہی میں	-------ڈالا یہاں تباہی میں
۷- دل کو رہتا ہے زبس محوِ تماشائے خیال ص ۵۹	دن کو-----------خیال
رات کو دیکھے ہے دل تیرا ہی خواب آغوش میں	--------تیری ہی----
۸- وہ کون جا ہے کہ اُس کا وہاں گذار نہیں ص ۶۱	-------جہاں------
ٹک آ کے دیکھ تو بیدار کے جگر کا داغ	---------جگر کے داغ
۹- ہم تری خاطرِ نازک سے حذر کرتے ہیں ص ۶۲	تری ہم-----خطر کرتے ہیں

ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں	
۱۰- یہ وہی فتنۂ آشوب جہاں ہے بیدار ص۶۲	----------------
دیکھ کر پیروں جواں جس کو حذر کرتے ہیں	دیکھ کر پیر و جواں --------
۱۱- نہیں ہم کہ تیرے جور سے اٹھ جاتے ہیں ص۶۴	----------اٹھ جاویں گے
جی ہے جب لگ نہیں اے جان جہاں جاتے ہیں--------	
۱۲- تجھ کو فہمید کہاں شیخ کہ سمجھے یہ رمز ص۶۴	----------------
واں نہیں یار فلک یار جہاں جاتے ہیں	وھاں نہیں بارِ ملک-------
۱۳- مجھ کو اُس لطف پری رو نے کیا دیوانہ ص۶۴	----طفل پری رو-------
ہوش سے دیکھ جسے پیر و جواں جاتے ہیں	-----------------
۱۴- روز روشن کو کیا اس نے شب تار مرے ص۶۴	روز روشن کو شب تار کیا اس نے مرے
جیسے لینے کو ضیا شمس و قمر جاتے ہیں	جس سے لینے---------
۱۵- اے نکہتِ گل پڑی ہی رہ تو ۷۷	------پرے ہی رہ تو
بھاتی ہے اُسی کی باس مجھ کو	-----------------
۱۶- اب تو آیا ہے ہاتھ میں کھینچ کر ص۹۷	------------پکھ کر
نہیں چھوڑوں گا تیرے داماں کو	-----------------
۱۷- دل بیدار کو تو لوٹ لیا ص۸۱	---------کو لپیٹ لیا
زلف ہے یا کوئی بلا ہے یہ	-----------------
۱۸- کیا مہ و مہر کیا گل و لالہ ص۸۴	-----------------
جب میں دیکھا تو جلوہ گر تو ہے	سب میں دیکھا تو جلوہ گر تو ہے
۱۹- کیا کیا میں کروں اُس کی جفا تجھ سے بیاں میں ص۹۲ ....کروں تجھ سے بیاں اُس کی جفائیں	
ویسا کوئی عالم مین ستم گار نہ ہووے	-----------------
۲۰- چمن میں کل کوئی تجھ سا پری نظر نہ پڑا ص۹۴	چمن میں گل----مری نظر نہ پڑا
اگر چہ دیکھے ہیں جا کر ہزار آنکھوں سے	----میں جا کر---------

۲۱- جی میں بیدار کھپ گئی میرے ص۹۴ ------کھُپ-------

خندق اس پنجۂ حنائی کی فندق--------------

۲۲- وہ بہارِ حُسن جو آجاوے یہاں ص۹۶ ------آج آوے یہاں

رشکِ بستانِ ارم کلبۂ احزاں ہوجاے -----------------

۲۳ میں تو کیا چیز ہوں بیدار کہ ہوں اُس پہ فدا ص۹۶ -----------------

گر پری دیکھے ٹک اس رخ کو پریشاں ہوجاے ---اس کو تو قرباں ہوجاے

۲۴-آتی ہے ہر نفس سے بوے کباب بریاں ص۸۹ -----------------

یاں تک جگر جلا ہے غم کی جراحتوں سے یہاں-------حرارتوں سے

۲۵- سوز دل کیونکر کروں اس شوخ کے آگے بیاں ص۱۰۰-----اس شعلہ خو آگے بیاں

شمع کی مانند جلتی ہے زباں تقریر سے -----------------

☆☆☆

طریقۂ کار

دیوانِ بیدآر کی تدوین میں جو اصول و ضوابط بطورِ خاص پیش نظر رہے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱- متن کی تصحیح و ترتیب میں کلام بیدآر کے ۱۲ قلمی نسخوں کے علاوہ دونوں مطبوعہ ایڈیشن بھی پیش نظر رہے ہیں۔ مقدمے کی تیاری میں اور کہیں کہیں اشعار کے متن کی تعیین میں معاصر تذکرے بھی ممد و معاون ہوئے ہیں۔

۳- دیوان کے ہر شعر کی تصحیح و تحقیق کے لیے تمام نسخوں پر غور کیا گیا ہے اور کسی شعر یا مصرعے کی کوئی خاص صورت معتبر نسخوں کی تصدیق کے بعد ہی قبول کی گئی ہے تاہم چوں کہ دستیاب شدہ کلام بیدآر کے قلمی نسخوں میں نسخۂ اول مرقومہ ۱۱۹۲ھ اور نسخۂ دوم مرقومہ ۱۲۱۰ھ کو زمانی تقدم کے علاوہ بہ لحاظ صحت متن بھی سند اعتبار حاصل ہے نیز چند کتابتی اسقام سے قطع نظر یہ نسخے ترمیمات و تحریفات سے قطعی پاک ہیں لہٰذا انھیں اساسِ کار کی حیثیت حاصل ہے۔

۴- کلام بیدآر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں وہ کلام شامل ہے جو بالیقین بیدآر کا ہے اور حصہ دوم میں اس کلام کو جگہ دی گئی ہے جو نسبتاً کم معتبر نسخوں میں پایا جاتا ہے لیکن ان پر الحاقی کلام ہونے کا شبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی اور شاعر کی طرف اس کے انتساب کا کوئی قطعی ثبوت موجود ہے۔

۵- ایسے الفاظ جو عہد بیدآر میں بہ طور مونث مستعمل تھے لیکن اب مذکر بولے اور لکھے جاتے ہیں یا مذکر الفاظ جو آج مؤنث لکھے پڑھے جاتے ہیں۔ اُن کی قدیم صورت برقرار رکھی گئی ہے۔

۶- قدیم تحریروں میں یائے معروف اور یائے مجہول میں عدم تفریق کی بنا پر بسا اوقات مذکر

ومؤنث کی تمیز دشوار ہو جاتی ہے اس سلسلے میں جدید املا کی پیروی کی گئی ہے اور پیشِ نظر متن میں حتیٰ الوسع اس قسم کے احتمالات ختم کر دیے گئے ہیں۔

۷- تڑپھ: تڑپ کا قدیم املا تڑپھ ہے۔ عہدِ غالب بلکہ اس کے کچھ بعد تک یہ لفظ اسی طرح لکھا، پڑھا اور بولا جاتا تھا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ''تڑپھنا'' ترجمہ ہے ''تپیدن'' کا، املا یوں ہے، نہ تڑپنا۔ ہائے فارسی اور نون کے درمیان ہائے مخلوط التلفظ ضرور ہے۔ ''دیوانِ بیدارؔ'' کے تمام قلمی نسخوں میں بھی یہ اسی طرح ملتا ہے۔ چونکہ یہ لفظ ایک خاص عہد کی نمائندگی کرتا ہے لہٰذا اصولِ تدوین کے بموجب اس کا قدیم املا برقرار رکھا گیا ہے۔

۸- ڈھونڈھ، ہونٹھ، جھوٹھ۔ بھوکھ اور پیٹھ وغیرہ سے جدید املا میں آخری حرف ہائے دوچشمی کو حذف کر دیا گیا ہے۔ قدما کی تحریروں میں یہ تمام ہندی الاصل الفاظ اپنی اصل صورت یعنی آخر میں دوچشمی ھ کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں، لہٰذا اس عہد کے املا اور تلفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے دیوان بیدارؔ میں اُن کی قدیم صورت علی حالہ برقرار رکھی گئی۔

۹- الفاظ کی ایسی قرأتیں جو عہد بیدارؔ کے تلفظ کی نمائندگی کرتی ہیں، بدستور باقی رکھی گئی ہیں مثلاً: سامنے اور کھیسا وغیرہ۔

۱۰- ک/گ- قدیم تحریروں میں ان دونوں حروف کے لیے ایک ہی مرکز رائج تھا، چنانچہ ذرا سی بے توجہی کے باعث کل کا گل، گام کا کام یا اس کے برعکس پڑھ لیا جانا معمولات قرأت میں شامل تھا مثلاً بیدارؔ کا ایک مصرع ہے ''چمن میں گل کوئی تجھ سا مری نظر نہ پڑا'' قدوائی مرحوم نے اسے اس طرح پڑھا ہے ''چمن میں کل کوئی تجھ سا پری نظر نہ پڑا'' پیش نظر دیوان میں ایسے کسی التباس کی گنجائش حتیٰ الوسع نہیں چھوڑی گئی ہے۔

۱۱- اعراب بالحروف- قدیم طرزِ تحریر میں زیر اور پیش کی حرکات کو ظاہر کرنے کے لیے بعض لفظوں میں علامتوں کی بجائے حروف علت 'ی' اور 'و' کا استعمال کیا جاتا تھا۔ زیرِ ترتیب دیوانِ بیدارؔ میں جہاں جہاں یہ صورت پیش آئی ہے وہاں وزن شعر میں فرق واقع نہ ہونے کی شرط کے ساتھ ان حروف زائد کو نکال دیا گیا ہے۔ مثلاً:

اِدھر آنکھیں پڑی روتی ہیں اودھر دلِ نالاں
ہوں تحیّر میں کہ کس کس کے تئیں سمجھاؤں

۱۲- کیوں کے/کیوں کہ- یہ مرکبات اصلاً دو لفظ ہیں جو اِملا کے جزوی اختلاف سے 'قطع نظر معنیً ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ قدما کے یہاں اور خاص طور پر شاعری میں 'کیوں کر' کے معنی میں 'کیوں کے' استعمال ہوا ہے اور اسی طرح لکھا ہوا ملتا بھی ہے۔ لیکن بعد کی مطبوعہ کتابوں میں اسے 'کیوں کہ' بنا دیا گیا ہے۔ اس میں تحقیقی اور عام ایڈیشنوں کی تخصیص نہیں۔ پیشِ نظر ایڈیشن میں اس لفظ کو منشاے مصنف کے مطابق 'کیوں کے' بنا دیا گیا ہے۔

۱۳- ذ/ز- اردو کی قدیم کتابت میں ان دو مستقل حروف کے درمیان تفریق کا کوئی متعین قاعدہ موجود نہیں تھا چنانچہ پرانی تحریروں میں 'ذ' کی جگہ زا اور اس کے برعکس لکھا جانا معمولات قرأت میں داخل تھا۔ اردو کے خالص مصدر گزرنا اور گزارنا کو ان کے مشتقات کے ساتھ ذ سے لکھ دیا جاتا تھا۔
زیر ترتیب متن میں ان لفظوں اور ان کے مشتقات کو پابندی کے ساتھ 'ز' سے لکھا گیا ہے۔

۱۴- تپش/طپش- فارسی مصدر تپیدن کے مشتقات تپش، تپاں، تپیدہ اور تپیدگاں وغیرہ کو اردو کی قدیم کتابت میں طوطا، طشت اور طوطیا وغیرہ کی طرح تاے غیر منقوط (ط) سے لکھ دیا جاتا تھا، بنا بریں لغات میں یہ دونوں طرح مندرج ہیں لیکن زور اور تاکید تاے فوقانی (ت) پر ہے اور بعض میں تو یہ صراحت ہے کہ 'تپش' ہی صحیح اور مرجح ہے۔ زیر ترتیب دیوان میں اس لفظ کے تمام مشتقات کو 'ت' ہی سے لکھا گیا ہے۔

۱۵- آپھی/آپ ہی:- دو لفظوں کے اس مرکب کو 'خود' کے معنی میں قدما نے موزونیِ شعر کے لحاظ سے دو طرح سے برتا ہے کہیں آپ ہی اور کہیں آپھی۔ لیکن اس کی مکتوبی صورت آپ ہی/آپہی ملتی ہے۔ زیر ترتیب دیوانِ بیدار میں جہاں الگ الگ لکھنے سے شعر موزوں ہوتا ہے وہاں "آپ ہی" رکھا گیا ہے اور جہاں ہاے مخلوط کے ساتھ شعر موزوں ہوتا ہے وہاں کبھی، ابھی، تجھی، تبھی کی طرح اسے "آپھی" لکھا گیا ہے۔

۱۶- یہاں، وہاں/یھاں، وھاں:- یہاں، وہاں کا قدیم تلفظ یھاں، وھاں بروزن 'تاں' ہے۔ عہد غالب بلکہ اس کے بعد حالی وغیرہ تک یہی املا صحیح و فصیح سمجھا جاتا تھا۔ بعد میں مرتبین نے اپنے مرتبہ کتابوں میں اور اہل مطابع نے اپنے تجارتی ایڈیشنوں میں دانستہ یا نادانستہ طور پر انھیں یاں اور واں میں تبدیل کر دیا ہے۔ زیر ترتیب متن میں منشاے مصنف کے بموجب اِن کی قدیم

صورت یعنی یہاں، وہاں کردی گئی ہے۔

۱۷- لفظوں کے حروف پر علامات کا التزام بہ قدرِ ضرورت کیا گیا ہے مثلاً واو معروف پر الٹا پیش (ٗ) لگایا گیا ہے جیسے تو، ہوں ہوں، ٹوٹا، لوٹا وغیرہ لیکن یاے معروف اور واو مجہول کی قرأت کو اکثر قاری کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے، یوں بھی متن کو اعراب و علامات اور دوسرے رموز اوقاف سے گراں بار کر کے قرأت کی پیچیدگیوں میں اضافہ کرنا تدوینِ متن کا مقصود نہیں ہوتا۔ بایں طور لفظوں میں حروف پر زیر، زبر، پیش جزم اور تشدید حسب ضرورت ہی لگائے گئے ہیں۔ البتہ اضافت کی زیر کی پابندی ہر جگہ کی گئی ہے۔

۱۸- مانند، نمط، طرح، شکل-: طرح اور شکل، معنًی اور شکلاً مختلف ہوتے بھی اکثر مانند اور نمط کے معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ دیوانِ بیدآر مرتبہ جلیل احمد قدوائی میں یاے معروف اور یاے مجہول میں امتیاز قائم کر کے تذکیر و تانیث کا تعین کیا گیا ہے۔ لفظ 'مانند' کے استعمال میں دو عملی برتی گئی ہے، کہیں مذکر بنا دیا گیا ہے کہیں مؤنث مثلاً ص ۴۳ سطر ۳ پر پروانے کی مانند اور ص ۴۴ سطر ۹ پر گل کے مانند ص ۶۴ سطر ۱۹ پر دل کی مانند ص ۱۰۰ سطر ۲ پر شمع کی مانند۔ بیدآر کی ایک سات شعری غزل کی ردیف "کی مانند" اور قافیے سنگ، رنگ، جنگ وغیرہ ہیں مرتب نے یہاں مانند کو مذکر خیال کر کے ہر جگہ "کے مانند" کر دیا ہے۔ صاحب فرہنگ آصفیہ اور ڈبلو ایس، فیلن نے اپنے لغات میں مانند کے ذیل میں تذکیر و تانیث کی نشاندہی نہیں کی ہے، صاحب نور اللغات نے صرف مذکر لکھا ہے اور بہ طورِ مثال یہ فقرہ نقل کیا ہے 'اس کا مانند پیدا نہیں ہوا' جب کہ جان شیکسپیئر اور ڈنکن فاربس نے اسے مذکر اور مؤنث دونوں بتایا ہے اور جان پلیٹس نے یہ صراحت کردی ہے کہ اگر مانند حرفِ جار لاحق (Postposition) کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو مؤنث اور گر حرف جار سابق (Preposition) کی جگہ لیتا ہے تو مذکر۔ جیسے دریا کی مانند اور مانند دریا کے، پیش نظر ایڈیشن میں اسی اصول کی پابندی کی گئی ہے۔

۱۹- دیوان کے آخر میں حواشیِ متن (اختلافات نسخ) اور حواشی مقدمہ کے علاوہ ایک مختصر فرہنگ بھی شامل ہے۔

☆☆☆

ردیف (الف)

(۱)

ہے نام ترا باعثِ ایجاد رقم کا — محتاج نہیں وصف ترا لوح و قلم کا i

مقدور بشر کب ہے تری حمد سرائی — کیا قطرۂ ناچیز سے اَوصاف ہو یم کا ii

کیا جانے کہاں جلوہ نما تو ہے کہ یہاں تو — ہے داغ تری یاس سے دل دَیر و حرم کا iii

گر دست گشاں جذبۂ توفیق ہو تیرا — تو پہنچوں دگر نہ نہیں مقدور قدم کا iv

تجھ گنجِ محبت کا طلب گار پھروں ہوں — نے طالب دینار نہ مشتاق درم کا v

تا، پاک ہو ہر بندۂ آلودۂ عصیاں — ہے بحرِ تموج میں ترے لطف و کرم کا vi

پہنچائیو وہاں میرے تئیں حشر میں یارب! — سایہ ہو جہاں احمدِ مُرسَل کے علم کا vii

شاہِ دو جہاں، فخرِ زماں، سَرورِ پاکاں — ہے کحلِ بصر، ذرۂ خاک اس کے قدم کا viii

وہ مظہرِ فیاض کہ انعام سے جس کے — کیسا ہو جواہر سے تہی معدن دیم کا ix

ہر ذرہ ہے خورشیدِ شفاعت کا طلب گار — اس سے کہ وہ بخشندہ ہے عصیانِ امم کا x

تشریفِ شرفِ صدق نے صدیق سے پایا — مشہورِ جہاں اس سے ہُوا نام کرم کا xi

لے ہاتھ میں شمشیر عدالت کی عمر نے — قبضہ میں کیا ملک عرب اور عجم کا xii

عثمان کہ ثنا اس کی ہے تقریر سے افزوں — تحریر کرے کیا، نہیں مقدور قلم کا xiii

سلطانِ ولایت اسد اللہ کہ جس کی　　ہیبت سے جگر آب ہو شیرانِ رجم کا xiv

ظالم کُشی و عدل سے اس سَروریں کی　　حک، صفحۂ عالم سے ہوا نام ستم کا xv

دل صاف کر آلائشِ دنیا سے کہ یہ دل　　آئینہ ہے اسکندری و جام ہے جم کا xvi

ٹک دیدۂ دل کھول کے تو دیکھ کہ رَخشاں　　ہر ذرۂ حادث میں ہے خورشید قِدم کا xvii

ہو جلوہ گر آئینہ تشبیہ میں تنزیہہ　　گر تفرقہ اٹھ جائے وجود اور عدم کا xviii

اس ہستی موہوم پہ غفلت میں نہ کھو عمر xix
بیدار ہو آگاہ، بھروسا نہیں دم کا

(۲)

دیتا نہیں دل لے کے وہ مغرور کسو کا　　سچ ہے کہ نہ ظالم سے چلے، زور کسو کا i

آرائشِ حُسن، آئینہ رکھ، کرتے ہو ہر دم　　لینا ہے مگر دل تمھیں مستور کسو کا ii

وہ شوخ، پری رشک، بہ کف تیغ، سیہ مست　　آتا ہے کیے شیشۂ دل چور کسو کا iii

بے وجہ نہیں پاسِ دل اربابِ صَفا کو　　ہے جلوہ گر اس آئینہ میں نور کسو کا iv

آتا ہے نظر یہاں جو ہر ایوان شکستہ　　یک وقت میں تھا خانۂ معمور کسو کا v

کیا تاب! مرے سامھنے بولے کوئی تجھ سے　　اتنا تو مَیں دیکھوں نہیں مقدور کسو کا vi

بیدار مجھے یاد اسی کی ہے شب و روز vii
نَے بات کسو کی ہے نہ مذکور کسو کا

(۳)

آنکھوں میں چھا رہا ہے از بس کہ نُور تیرا　　ہر گُل میں دیکھتا ہوں رنگِ ظہور تیرا i

گھیرا تو ہے سَرِ رہ ہو منتظر و لیکن　　کیا جانیے کدھر سے ہوگا عبور تیرا ii

عجز و نیاز میرا حد سے زیادہ گزرا　　ویسا ہی اب تلک ہے ناز و غرور تیرا iii

یوں ہی ہے عزم اپنا اس میں جو کچھ ہو سو ہو　　جی جائے یا رہے، اب ملنا ضرور تیرا iv

بیدار وہ تو ہر دم سَو سَو کرے ہے جلوے v
اس پر بھی گر نہ دیکھے، تو ہے قصور تیرا

(۴)

دل خدا جانے کہاں تیرے گلستاں میں رہا i
سنبلِ زلف میں یا نرگسِ فتّاں میں رہا

حیف اَے نور نظر! تجھ کو نہ آئی غیرت ii
اشک آ تیری جگہ دیدۂ گریاں میں رہا

جاؤ اے ہم سفراں! ہاتھ اٹھاؤ مجھ سے iii
مَیں تو جوں نقشِ قدم کوچۂ خوباں میں رہا

کارواں منزلِ مقصود کو پہنچا کب کا iv
اب تک اَے وائے! مَیں یہاں کوچ کے ساماں میں رہا

یہاں تلک رُوئے ترے غم میں کہ اب آنسو کا v
ایک قطرہ بھی نہ اس دیدۂ گریاں میں رہا

ناصحا! فکرِ رفو' تجھ کو ہے اب تک اَے وائے! vi
یہاں تو اک تار بھی ثابت نہ گریباں میں رہا

تو اُدھر عیش و تنعّم میں رہا اپنے خوش vii
مَیں اِدھر غم میں ترے نالہ و افغاں میں رہا

کب دماغ اس کو کہ نظّارۂ فردوس کرے viii
جو کوئی غنچہ صفت سیرِ گریباں میں رہا

شورِ سَودائے جنوں سے مرے اب کی بیدار ix
جز معلّم نہ کوئی طفل، دبستاں میں رہا

(۵)

چھوٹ کر چشم سے دل تیرے زنخداں میں گرا i
مست میخانہ سے جا چشمۂ حیواں میں گرا

ii آب میں آتی ہے یہاں بوئے کباب ۔ ماہی
اشک ِ گرم آہ! یہ کس چشم سے عماں میں گرا
iii سرو و گل تیرے قد و عارضِ رنگیں کے حضور
نظرِ قمری و بلبل سے گلستاں میں گرا
iv پہنچے منزل کو رفیق، ایک مگر مَیں تنہا
ضعف سے دو ہی قدم چل کے بیاباں میں گرا
v جوُں ہی یاد اس نگہِ تیز کی آئی بیدآر
ؤوں ہی لختِ جگر آ چشم سے داماں میں گرا

(۶)

i تیرے دنداں سے فقط دُر ہی نہ عماں میں چھپا
لعل بھی لب سے ترے کانِ بدخشاں میں چھپا
ii کر دیا عشق کو ظاہر مرے، توُ نے اَے اشک !
ورنہ یہ راز مَیں رکھتا تھا دل و جاں میں چھپا
iii عبث اَے ابر! نہ کر دعوٰے ہم چشمی توُ
آب صد بحر ہے اس دیدہ ٔ گر یاں میں چھپا
iv ناتوانی سے مری، دیکھیو اَے دستِ جنوں !
رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریباں میں چھپا
v ہے یہ ممکن کہ چھپے پردۂ فانوس میں شمع؟
چاند سے منہ کو عبث لیتے ہو داماں میں چھپا
vi گلشنِ عشق میں جوں غنچۂ لالہ اَے دل !
رکھیو اس داغ کو توُ سینۂ سوزاں میں چھپا
vii دلِ غم دیدۂ بیدآر کئی دن سے ہے گُم
کہہ توُ ہے زلف میں یا تیرے زنخداں میں چھپا

(۷)

ہم پہ سَو ظلم و ستم کیجیے گا   ایک ملنے کو نہ کم کیجیے گا   i
بھاگنا خَلق سے کچھ کام نہیں   قصد ہے آپ سے رم کیجیے گا   ii
گر یہی زلف دیہی مکھڑا ہے   غارتِ دَیر و حرم کیجیے گا   iii
گر رہی یُوں ہی گُل افشانیِ اشک   جا بہ جا رشکِ ارم کیجیے گا   iv

ق

جی میں ہے آج بہ جائے مکتوب   یہی بَیت اس کو رقم کیجیے گا   v
مہربانی سے پھراَ ے بندہ نواز!   کہیے کس روز کرم کیجیے گا   vi
نیند آوے گی نہ تنہا بیدار   vii
تا نہ خواب اس سے بہم کیجیے گا

(۸)

احوال سُن مری مژۂ اشک بار کا   پانی ہو بہہ گیا جگر ابرِ بہار کا   i
جوشِ بہار دیکھ کے اُس گُل عذار کا   ہے داغ داغ رشک سے دل لالہ زار کا   ii
مشاطہ! دیکھ، شانہ سے، تیرا کٹے گا ہاتھ   ٹوٹا گر ایک بال کبھو زلفِ یار کا   iii
ٹھہرے نہ ایک حرف بھی کاغذ پہ جُوں شرر   لکھیے گر اس کو حال دلِ بے قرار کا   iv
نرگس کی طرح باغ میں اب چشم وا کیے   حیرت فریب کس کے ہوں مَیں انتظار کا   v
کرتا تو' آہ سے مری اَے سنگ دل! حذر   ٹکڑے اس آگ سے ہے جگر کوہسار کا   vi
لاگا نہ ہاتھ دل کہیں، جھاڑا بھی لے چکے   جوں شانہ اس کی زلف سے ہم تار تار کا   vii
بے اختیاری آگئی دیکھ اس کو ناصحا   مقدور اب رہا ہی نہیں اختیار کا   viii
مخمور ہم کو اس نگہِ مست نے کیا   ہے سَر کے ساتھ دردِ سَر اب اس خمار کا   ix
کرتا ہے معصیت میں تُو ایامِ عمر صَرف   x
بیدار کچھ بھی فکر ہے روزِ شمار کا

(۹)

جو وہ بہارِ ریاضِ خوبی، چمن میں آتا خرام کرتا i
صنوبر و سرو ہر اک آکر ادب سے اس کو سلام کرتا

فگارِ تیغِ تبسم اب تک کرے ہیں نالہ بہ رنگِ بلبل ii
قیامت اَے گل! عجب ہی ہوتی تُو گر کسی سے کلام کرتا

جو پاتا لذت بسانِ مستاں مےِ محبت سے تیری، زاہد iii
نکل حرم سے وہ مے کدہ میں مقام اپنا مدام کرتا

جو وہ پری رُو تجھے دکھاتا جمال اپنا تو ڈوں ہی ناصح iv
ہماری مانند چھوڑ گھر کو گلی میں اس کی، مقام کرتا

خیال اس کے سے اتنی فرصت کہاں کہ فکرِ سخن کروں مَیں v
وگرنہ بیدآر اس غزل کو قصیدہ ہی کہہ تمام کرتا

(۱۰)

تُو نے جو مدتوں میں ادھر کو گزر کیا — نالہ نے کچھ تو آج ہمارے اثر کیا i

اِس کھیل سے، کہہ اپنی مژہ کو کہ باز آئے — عالم کو نیزہ بازی سے زیر و زبر کیا ii

دیوانے کو پری سے پھر اب کر دیا دو چار — اَے انکھیوں! کیا کیا مرے دل کا ضرر کیا iii

غیرت نہ آئی تجھ کو ستم گر، ہزار حیف! — جس دل میں تو مقیم تھا وہاں غم نے گھر کیا iv

ہم غافلوں کی، آہ! نہ اُودھر نظر گئی — اُن نے ہزار اپنے تئیں جلوہ گر کیا v

کیدھر ہے تو کہاں ہے اجابت کہ بارہا — میں نے بلند دستِ دعا ہر سحر کیا vi

پھر ہم بھی کچھ کہیں گے نہ کھلوایئے زباں — بس چپ رہو کہ ہم نے بہت درگزر کیا vii

بیدآر ایسے رُونے سے آمان، باز آ viii
دامان و آستیں کو تو لوہو سے تر کیا

(۱۱)

تھا جو کچھ ہو نا سُو اَے دل! ہو گیا　　پر ،بھلا کہہ کس پہ مائل ہو گیا i
شمع سے رَوشن ہُوا یہ نکتہ، رات　　سَر سے جو گُورا سو کامل ہو گیا ii
مجھ میں اور اس میں نہ تھا ہرگز حجاب　　پردۂ ہستی ہی حائل ہو گیا iii
گر چہ ہوُں بے قدر مَیں پر خونِ دل　　جوہرِ شمشیرِ قاتل ہوگیا iv
اس بتِ خنجر نگہ کو دیکھ کر　　ایک عالم نیم بسمل ہو گیا v
اشک کی مانند راہِ عشق میں　　رکھتے ہی پا قطعِ منزل ہو گیا vi

کیا کیا بیدار توُ نے، ہے غضب!　　vii
ایسے ظالم کے مقابل ہوگیا

(۱۲)

کل تری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گُل گوُں تھا　　ہر مژہ پر مری، لختِ جگر پُر خوُں تھا i
مصرعۂ قد کا ترے مصرعۂ ثانی نہ ہوُا　　سَرو ہر چند کہ برجستہ وخوش موزُوں تھا ii
سُرمۂ سحر عبث نرگسِ جادُو میں دیا　　دیکھنا اک ہی نظر بھر کے ترا افسوُں تھا iii
پاسِ ناموس حیا تھا کہ نہ رُوئے اے ابر!　　ورنہ آنکھوں میں ہماری بھی بھرا جیحوں تھا iv

کچھ تجھے بھی ہے خبر حال سے اُس کے ظالم!　　v
رات بیدارؔ ترے غم میں نپٹ محزوُں تھا

(۱۳)

پاس میرے وہ دل آرام گر آج آوے گا　　تو قرار اس دلِ بے تاب کو آ جاوے گا i
نہیں مقدور کہ مَیں دل کو چھڑاؤں اُس سے　　چپ بھی رہ، کب تئیں ناصح! مجھے سمجھاوے گا ii
بھول جاوے گی تجھے کوہ کَنی اَے فرہاد!　　جاں کَنی اپنی اگر دل مرا دکھلا وے گا iii
اَے ہلالِ ابرُو و مہِ پیکر و خورشید جبیں!　　پاس آ، کب تئیں یوُں دُور سے ترساوے گا iv

کہہ دیا مَیں تجھے بیدارؔ اب آگے توجان　　v
دل کسو سے جو لگا وے گا تو پچھتا وے گا

(۱۴)

مست ہم کو شراب میں رہنا   کچھ ہوُ اس سیر آب میں رہنا i
بے حجابا نہ ملیے غیروں سے   واہ! ہم سے حجاب میں رہنا ii
یہی تو کچھ نہیں کہ ہر لحظہ   یوُں ہی یوُں ہی عتاب میں رہنا iii
دل کو سَود اے زلفِ جاناں میں   بھاگیا پیچ تاب میں رہنا iv
شکوہ کیا کیجیے اپنی غفلت کا v
نام بیدارؔ خواب میں رہنا

(۱۵)

ہم نشیں، پوُچھ نہ باعث توُ مری زاری کا   یہ ثمر مجھ کو ملا دل کی گرفتاری کا i
شکوہ کرنا ہے غلط، اس کی جفا کاری کا   ہے غرض جرم یہ اپنی ہی وفا داری کا ii
گر قدم رنجہ کرے بہرِ عیادت توُ اِدھر   شکر سَو جی سے بجالائے بیماری کا iii
سرو مَوزُوں تو ہے پر یہ قد و قامت معلوم!   قطع تجھ پر ہی ہُوا جامہ طرح داری کا iv
چاہتا ہوں مَیں تمھیں، اس پہ جو چاہو سو کہو   ہوں مُقرِ آپ مَیں اس اپنی گنہگاری کا v
جو کوئی یھاں ہے سو تیری ہی کہے ہے ظالم!   کون کہتا ہے سخن میری طرف داری کا؟ vi
ایک عالِم کا ہے دل ہاتھ سے تیرے نالاں   چھوڑ اَے شوخ! توُ یہ طور دل آزاری کا vii
خواب میں دیکھے اگر تجھ کو زُلیخا اک بار   نام پھر لیوے نہ یوسف کی خریداری کا viii
یوُں ہی بہتر ہے کہ اس جنس کو دیجے آتش   شوق گر تجھ کو نہ ہو دل کی طلب گاری کا ix
اٹھ کھڑے ہوتے ہو ہر بات میں لے تیغ و سپر   ان دنوں عزم ہے کچھ تم کو نمو داری کا x
خوابِ غفلت سے جگا دل کو تو اپنے بیدارؔ xi
کچھ بھی حاصل ہے بھلا چشم کی بیداری کا

(۱۶)

بھرا نہ مثلِ نگیں زخم یہ مرے دل کا　　کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا　i

دلِ فگار مرا خاک وخوں میں تڑپھے ہے　　ٹک آ کے دیکھ تماشا تو اپنے بسمل کا　ii

بیدہ ہے دُے درخشاں کہ جس کے سامنے رات　　پتنگ ہو کے جلا نورِ شمعِ محفل کا　iii

ترے جمال کو حیراں ہوں کس سے دوں تشبیہ　　کہ دوسرا نہیں کوئی ترے مقابل کا　iv

جو راہِ عشق میں کھودے تو' آپ کو بیدار　v

تو آدے دید میں تیرے نشان منزل کا

(۱۷)

آہ ! کیا جانے کہاں وہ بتِ خود کام رہا　i

کہ مجھے رات تو یک دم بھی نہ آرام رہا

ہو گئے دَور میں اس چشم کے ، میخانے خراب　ii

نہ کہیں شیشۂ صَہبا نہ کہیں جام رہا

کر دیا تجھ نگہ مست نے بے خود سب کو　iii

شوقِ مَے کس کو اب اَے ساقیِ گل فام! رہا

آج ہنس ہنس کے وہ کرتا ہے سخن، حیراں ہوں　iv

جس سے یک عمر ہی مَیں طالبِ دشنام رہا

سمجھے اس رمز کو اربابِ معانی بیدارؔ!　v

صنعتِ حق سے جو یہ خَلق میں ایہام رہا

(۱۸)

جس چشم کو نہ ہو ترا دیدار دیکھنا　　پھر اس کو کیا جہاں میں ہے اَے یار! دیکھنا　i

جیوے گا یا مَرے گا اس آزارِ عشق سے　　اَے قُرعہ زن! بھلا دلِ بیمار دیکھنا　ii

دیدارِ یار تو نہ ہُوا یھاں نصیب چشم　　قسمت میں تھا یہ گریۂ خوں بار دیکھنا　iii

اے شمع ! غیرِ یار، کسو انجمن میں تو　　کچھ نہ سوزِ دل مرا اظہار دیکھنا　iv

کہنے لگا وہ سُن کے مر اشورشِ فغاں — ہے کون نعرہ زن؟ پسِ دیوار دیکھنا v

اے شبانہ! کھولیو گرۂ زلف سوچ کر — دل سیکڑوں ہیں اس میں گرفتار دیکھنا vi

کیفیتِ بہار ہے تجھ سے جو تو' نہ ہو — بھاتا ہے پھر کسے گلِ گلزار دیکھنا vii

افتادہ خارِ غم ہیں رہِ عشق میں تمام viii
رکھنا قدم سنبھال کے بیدآر! دیکھنا

(۱۹)

تنہا نہ دل ہی لشکرِ غم دیکھ ٹل گیا — اس معرکے میں پائے تحمل بھی چل گیا i

اس شمع رُو سے قصد نہ ملنے کا تھا ہمیں — پر دیکھتے ہی موم صفت دل پگھل گیا ii

ہیں گرمِ گفتگو گل و بلبل چمن کے بیچ — ہوگا خلل صبا! جو کوئی بات ٹل گیا iii

منعم تو یہاں خیالِ عمارت میں کھو نہ عمر — لے کون اپنے ساتھ یہ قصر و محل گیا iv

لاگی نہ غیرِ یاس حنائے امید ہاتھ — دنیا سے جو گیا کفِ افسوس مل گیا v

اس راہ رَو نے دم میں کیا طے رہِ عدم — ہستی کے سنگ سے جو شرر سا اچھل گیا vi

دیکھا ہر ایک ذرّے میں اس آفتاب کو — جس چشم سے کہ کج نظری کا خلل گیا vii

گزری شبِ شباب، ہُوا روزِ شیب اخیر — کچھ بھی خبر ہے؟ قافلہ آگے نکل گیا viii

قابل مقام کے نہیں بیدآر یہ سَرائے — منزل ہے دُور خواب سے اٹھ دن تو ڈھل گیا ix

(۲۰)

جانوں مَیں نہ جب کہ نام اُس کا — پوچھوں کیا، کہہ مقام اُس کا i

ہے دل کو تپش کچھ اور ہی آج — لاتا ہے کوئی پیام اُس کا ii

نامے کا تو کیا گلہ کہ قاصد — لایا ہی نہ یہاں سلام اُس کا iii

مت لیجیو دل! تو چاہ کا نام — قتلِ عاشق ہے کام اُس کا iv

ہو جائے گا پائمال بیدآر — دیکھے گا اگر خرام اُس کا v

(۲۱)

نپٹ دل ہے مشتاق اَے یار! تیرا   کہ دیکھے نظر بھر کے دیدار تیرا i
تو مختار ہے کر جفا یا وفا اب   غرض ہوچکا مَیں گرفتار تیرا ii
تری چشم کا سخت بیمار ہوں مَیں   اگر چہ ہے ہر ایک بیمار تیرا iii
خجالت سے ہو رنگِ گُل زعفرانی   چمن میں اگر دیکھے رخسار تیرا iv
کسی پر تو ہے ان دنوں میں تو عاشق   جو ایسا ہے احوال بیدارؔ تیرا v

(۲۲)

خط تیرے رُو پہ نمایاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا i
شب میں خورشید درخشاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

اَے گُل اندام! تو مہماں نہ ہُوا تھا سو ہُوا ii
گھر مرا رشکِ گلستاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

ایک بھی تار نہیں تا سَرِ داماں ثابت iii
یُوں کبھی چاک گریباں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

سَیل اشکوں نے دیا خانۂ مردُم کو بہا iv
چشمِ خوں بار سے طوفاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

اس کے مکتب میں جو آتا ہے سو ہوتا ہے مست v
رشکِ مَے خانہ دبستاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

نظر آتی نہیں ہے صورتِ جاناں دل میں vi
عکس آئینہ میں پنہاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

فیض سے دیدۂ گریاں کے، حنائی بیدارؔ vii
اب تلک پنجۂ مژگاں نہ ہُوا تھا سو ہُوا

(۲۳)

گر کہیں اُس کو جلوہ گر دیکھا نہ گیا ہم سے آنکھ بھر دیکھا i
نالہ ہر چند ہم نے کر دیکھا آہ، اب تک نہ کچھ اثر دیکھا ii
آج کیا جی میں آگیا تیرے متبسم ہو جو ادھر دیکھا iii
آئینے کو تو منہ دکھاتے ہو کیا ہُوا ہم نے بھی اگر دیکھا iv
دل رُبا اور بھی ہیں پر ظالم! کوئی تجھ سا نہ مفت بَر دیکھا v
اَور بھی سنگ دل ہُوا وہ شوخ تیرا اَے آہ! بس اثر دیکھا vi
بِنت و عاجزی و زاری آہ! تیرے آگے ہزار کر دیکھا vii
تُو بھی تو نے نہ اَے مہِ بے مہر! نظرِ رحم سے اِدھر دیکھا viii
سچ ہے بیدآر ہے وہ آفتِ جاں ہم نے بھی قصہ مختصر دیکھا ix

(۲۴)

جو کچھ کہ تھا وظائف و اَوراد رہ گیا تیرا ہی ایک نام مجھے یاد رہ گیا i
ظالم تری نگہ نے کیے گھر کئی خراب ہوگا کوئی مکان کہ وہ آباد رہ گیا ii
جاتے ہیں ہم صفیر چمن کو، پر اب کے، مَیں یھاں کشتۂ تغافلِ صیاد رہ گیا iii
جوُں ہی دو چار آکے ہُوا وہ نظر فریب لے کر قلم کو ہاتھ میں بہزاد رہ گیا iv
اُس سرو گل عذار کا طرزِ خرام دیکھ خجلت سے گڑ زمین میں شمشاد رہ گیا v
کِس کِس کا دل نہ شاد کیا تو نے اَے فلک! اِک مَیں ہی غم زدہ ہوں کہ ناشاد رہ گیا vi
بیدآر راہِ عشق کسو سے نہ طے ہوئی صَحرا میں قیس کوہ میں فرہاد رہ گیا vii

(۲۵)

طلب میں تیری، تنہا ہی نہ پائے جستجو ٹوٹا i
کہ نایابی سے تیری تار تار آرزو ٹوٹا
کیا ہنگامۂ گُل نے مرا جوشِ جنوں تازہ ii
اُدھر آئی بہار اِدھر گریباں کا رفو ٹوٹا

سمجھ کر کھول زلفِ یار کے عُقدوں کو اَے شانہ! iii
تجھے چیروں گا آرے سے جو اُس کا ایک مُو ٹوٹا
مجھے تجھ حُسنِ عالَم سوز کی کس طرح تاب آوے iv
کہ آئینہ مقابل ہو ترے اَے شمع رؤ! ٹوٹا
بہے بیدار کی آنکھوں سے ساقی! اشک لال ایسے v
مئے گلگوں کا کوچے میں ترے، گویا سبو ٹوٹا

(۲۶)

اس ستم گر سے جو ملا ہوگا　　جان سے ہاتھ دھو چکا ہوگا i
عشق میں تیرے ہم جو کچھ دیکھا　　نہ کسی نے کبھی سنا ہوگا ii
آہ! قاصد تو اب تلک نہ پھرا　　دل دھڑکتا ہے کیا ہُوا ہوگا iii
تو ہی آنکھوں میں تو ہی ہے دل میں　　کون یہاں اور تجھ سوا ہوگا iv
اَے صبا! گل تو کِھل چکے پہ کبھو　　غنچۂ دل مرا بھی وا ہوگا v
دیکھ تو فال ہیں! کہ وہ مجھ سے　　نہ ملے گا، ملے گا، کیا ہوگا؟ vi
ہے یقیں مجھ کو تجھ ستم گر سے　　دل کسی کا اگر لگا ہوگا vii
نالہ و آہ کرتے ہی کرتے　　ایک دن یوُں ہی مر گیا ہوگا viii
کوئی ہوگا کہ دیکھ اُسے بیدار　　دل و دیں لے کے بچ رہا ہوگا ix

(۲۷)

ظلمِ جگر شکن و دردِ جاں ستاں دیکھا i
تمھارے عشق میں کیا کیا نہ مہرباں دیکھا
ہر ایک مجلسِ خوباں میں دل ستاں دیکھا ii
نہ کوئی تجھ سا پر اَے آفتِ جاں! دیکھا
مَیں وہ اسیر ہوں جس نے کہ داغِ یاس سوا iii
نہ سَیرِ لالہ ستاں کی، نہ گل ستاں دیکھا

جس آنکھ میں نہ سماتی تھی بوند آنسو کی iv
اب اس سے غم میں ترے سیلِ خوں رواں دیکھا
نہ کوہ کن نے وہ دیکھا کبھی نہ مجنوں نے v
تمھارے عشق میں جو ہم نے اَے بتاں! دیکھا
ہزار گرچہ ہیں بیمار تیری آنکھوں کے vi
پر اُن میں کوئی بھلا مجھ سا ناتواں دیکھا
مَیں وہ مریض ہوں پیارے کہ جس نے مدت تک vii
سوائے درد نہ آرام یک زماں دیکھا

ق

کیا سوال مَیں بیدآر سے کہ اَے مجبور! viii
کبھی بھی تو نے بھلا وصلِ دل ستاں دیکھا؟
مفارقت ہی میں یا عمر کھوئی میری طرح؟ ix
کہ عشق میں دل غم گیں نہ شادماں دیکھا!
یہ سُن کے رُونے لگا اور بعد رُونے کے x
کہا نہ پوُچھو جو کچھ مَیں نے اَے میاں! دیکھا
فراقِ یار و جفائے شماتتِ اعدا xi
غمِ دل و ستمِ پندِ ناصحاں دیکھا
نہ پائی ذرّہ بھی اس اشک گرم میں تاثیر xii
نہ ایک دم اثرِ نالہ و فغاں دیکھا
جہاں میں وصل ہے سنتا ہوں مدتوں سے لیک xiii
سِوائے نام نہ اس کا کہیں نشاں دیکھا

(۲۸)

i ہم کلام اُس سے مَیں یک بار نہ ہونے پایا
تھا مرے جی میں سو اظہار نہ ہونے پایا

ii پھنس گیا پہلے ہی دل زلف میں تیری، ظالم!
زخمیِ غمزۂ خونخوار نہ ہونے پایا

iii ہجر میں چشم نے رُو رُو کے بصارت کھوئی
آہ! دیدارِ رخِ یار نہ ہونے پایا

iv تو نے اَے شرم! کیا پردہ نشیں طِفلی سے
گرم اس شوخ کا بازار نہ ہونے پایا

v حیف! پژ مُردہ ہُوا غنچۂ دل کھلتے ہی
زیبِ یک گوشۂ دستار نہ ہونے پایا

vi سیکڑوں قتل کیے ایک نگہ نے تیری
کوئی تجھ چشم کا بیمار نہ ہونے پایا

vii آشنا ہجر میں یک دم بھی ترے اَے مہجور!
خواب میں دیدۂ بیدار نہ ہونے پایا

(۲۹)

i دل سے پوچھا تو کہاں ہے، تو کہا تجھ کو کیا
کس کی زلفوں میں نہاں ہے تو کہا تجھ کو کیا

ii کہنے لاگا: دلِ گم گشتہ ہے تیرا مجھ پاس
جب کہا مَیں کہ کہاں ہے تو کہا تجھ کو کیا

iii جب کہا مَیں نے کہ اَے سَروِ ریاضِ خوبی!
کس کا تو آفتِ جاں ہے تو کہا تجھ کو کیا

جب کہا مَیں کہ نہیں بُولتے دِن گالی تم iv
جان! یہ کون زباں ہے تو کہا تجھ کو کیا

چشم گریاں سے شب وصل میں پوچھا مَیں نے v
اب تؤ کیوں اشک فشاں ہے تو کہا تجھ کو کیا

جب کہا مَیں نے کہ اَے شوخ! تری صورت کا vi
شیفتہ پیر و جواں ہے تو کہا تجھ کو کیا

دل سے بیدآر نے پؤچھا کہ ترے سینے پر vii
کس کے ناؤک کا نشاں ہے؟ تو کہا تجھ کو کیا

(۳۰)

کل وہ جو پئے شکار نکلا   ہر دل ہو امیدوار نکلا i

ہم خاک بھی ہو گئے پر اب تک   جی سے نہ ترے غبار نکلا ii

غم خوار ہو کون اب ہمارا   جب تؤ ہی نہ غم گسار نکلا iii

تھے جس کی تلاش میں ہَم اب تک   پاس اپنے ہی وہ نگار نکلا iv

بچنے کی نہیں امید ہم کو   تیر اُس کا جگر کے پار نکلا v

ہر چند مَیں کی سَرشک باری   پر دل سے نہ یہ بخار نکلا vi

ق

جو بام پہ بے نقاب ہوکر   وہ ماہ رُخ ایک بار نکلا vii

اُس روز مقابل اس کے، خورشید   نکلا بھی تو شرم سار نکلا viii

بیدآر ہے خیر تو کہ شب کو   جوں شمع تؤ اشک بار نکلا ix

گزرا ہے خیال کس کا جی میں؟   ایسا جو تؤ بے قرار نکلا x

(۳۱)

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سَو جفا کرتا   پر ایک یہ کہ نہ تجھ سے مجھے جدا کرتا i

کروں ہوں شاد دل اپنا ترے تصوّر سے   اگر یہ شغل نہ ہوتا تو کیا کیا کرتا ii

سفید صفحۂ کاغذ کہیں نہ پھر رہتا   اگر مَیں جور و جفا کو ترے لکھا کرتا iii

حِنا کی طرح اگر دسترس مجھے ہوتی   تو کس خوشی سے ترے پأنو کو لگا کرتا iv

غمِ فراق گر ایسا مَیں جانتا بیدآر   تو اپنے دل کو کسو سے نہ آشنا کرتا v

(۳۲)

مَے کدے میں جو ترے حُسن کا مذکور ہُوا i
سنگِ غیرت سے مرا شیشۂ دل چوُر ہُوا

ایک تو آگے ہی تھا حُسن پہ اپنے نازاں ii
آئنہ دیکھ کے وہ اَور بھی مغرور ہُوا

صبح ہوتے ہی ہُوا مجھ سے جدا وہ مَہ رُو iii
روز گویا مرے حق میں شبِ دیجور ہُوا

تیغ مت کھینچ کہ اک جنبشِ ابرؤ بس ہے iv
گر مرا قتل ہی ظالم! تجھے منظور ہُوا

ہوش آنے کا نہیں تادمِ محشر اس کو v
جو کوئی تجھ نگہِ مست کا مخمور ہُوا

بیٹھ وھاں تا کہ نشاں کوئی نہ پاوے تیرا vi
مثل عنقا کے اگر چاہے ہے مشہور ہُوا

از پئے داغِ دلِ بادہ پرستاں بیدآر vii
پنبۂ شیشۂ مَے مرہمِ کافور ہُوا

(۳۳)

سبزۂ خط ترے عارض پہ نمودار ہُوا i
حیف! اس آئنۂ صاف پہ زنگار ہُوا

آج آتا ہے نظر دن مری آنکھوں میں سیاہ ii
رات تجھ زلف میں دل کس کا گرفتار ہُوا

تجھ دن اَے زہرہ جبیں! رات مرے گوش کے بیچ iii
نغمۂ مطرب د نے نالۂ بیمار ہُوا

غم جدا، نالہ جدا، درد جدا، داغ جدا iv
آہ کیا کیا نہ ترے عشق میں اَے یار! ہُوا

کیوں کر اب سَر کو نہ مَیں ظلِّ ہُما سے کھینچوں v
کہ مرے سَر پہ ترا سایۂ دیوار ہُوا

اس کو کیا کہیے یہ ہے اپنے نصیبوں کا قصور vi
جتنا چاہا مَیں اُسے اتنا ہی بیزار ہُوا

آج اِس راہ سے کون ایسا پری رُو گزرا vii
کہ جسے دیکھتے ہی شیفتہ بیدار ہُوا

(۳۴)

اُس نے یھاں تک کبھو گزر نہ کیا — تو نے اَے آہ! کچھ اثر نہ کیا i

کیوں عبث تیوری بدلتے ہو — مَیں تو نظارہ، بھر نظر نہ کیا ii

یُوں ہی یُوں ہی عتاب فرما ہو — نذر کب مَیں دل و جگر نہ کیا iii

یہ تمنا ہی رہ گئی جی میں — نہ کیا تو نے یاد پر نہ کیا iv

خوں ہُوا دل بہ رنگِ لالہ، تمام — پر کبھو ہم نے نالہ سَر نہ کیا v

رات تو ہو چکی پہ تو نے دل! — قصۂ زلف مختصر نہ کیا vi

خوف کس کا ہے اس صنم کو پھر — جب خدا کا ہی اس نے ڈر نہ کیا vii

آہ! ظالم ترے تغافل نے   کیا ستم ہے کہ جان پر نہ کیا viii
جَور، شیریں نے، کوہ کن اوُپر   گر کیا بھی تو اس قدر نہ کیا ix
حیف! بیدارؔ تیری آنکھوں میں   خواب نے ایک شب بھی گھر نہ کیا x

(۳۵)

رشک کھاتا ہے چمن دیکھ کے داماں میرا   کم نہیں ابر سے کچھ دیدۂ گریاں میرا i
فصلِ گُل ہو چکی، ایام جنوں کے گزرے   چھوڑتا اب بھی نہیں دست، گریباں میرا ii
سَرو و گُل پر نظرِ قُمری و بلبل نہ پڑے   آوے گر باغ میں وہ رشکِ گلستاں میرا iii
کھینچ کر زلف کی تصویر کو خط میں بھیجوں   تا کہ معلوم کرے حالِ پریشاں میرا iv
طالع ایسے مرے بیدارؔ کہاں ہیں جو آج   اس شبِ تار میں آوے مہِ تاباں میرا v

(۳۶)

جلوہ دکھا کے گزرا وہ نورِ دیدگاں کا   تاریک کر گیا گھر حسرت کشیدگاں کا i
یہ مارِ زلف ہے وہ جس کا بچے نہ کاٹا   اترے ہے زہر کس سے اَفعی گزیدگاں کا ii
غم یار کا نہ بھوُلے سَو باغ گر دکھاویں   کب دل چمن میں واہو ماتم رسیدگاں کا iii
رنگِ حنا پہ تہمت اُس لالہ رُو نے باندھی   ہاتھوں میں مَل کے آیا خوں دل تپیدگاں کا iv
اہلِ قبور اوُپر وہ شوخ کل جو گزرا   بیتاب ہو گیا دل خاک آرمیدگاں کا v
سایہ سے اپنے وحشت کرتے ہیں مثلِ آہو   مشکل ہے ہاتھ لگنا از خود رمیدگاں کا vi
یوں میرؔ سے سنا ہے وہ مستِ ناز بیدارؔ   ''تہہ کر گیا مصلاّ عزلت گزیدگاں کا'' vii

(۳۷)

مَے و ساقی ہیں سب یک جا اہاہا اہاہا   عجب عالم ہے مستی کا اہاہا اہاہا i
بہار آئی، مُخوانے پھر لگے زنجیر دیوانے   ہُوا شورِ جنوں برپا اہاہا، اہاہا ii
جن آنکھوں نے نہ دیکھا تھا کبھو اک اشک کا قطرہ   رَواں ہے اُن سے اب دریا اہاہا اہاہا iii
مرے گھر اس ہَوا میں ساقی و مطرب اگر ہوتے   تو کیسی مَے کشی کرتا اہاہا اہاہا iv
کیا بیدارؔ سے عاشق کو تو نے قتل اَے ظالم!   کوئی کرتا ہے کام ایسا اہاہا اہاہا v

(۳۸)

بارہا یار سے چاہا کہ ہُوں اغیار جدا i
لیکن اُس گل سے نہ یک دم ہُوئے وے خار جدا

بے کسی پر مری کس طرح نہ رُو دیں مردُم ii
ایک دل تھا، سو ہُوا اس کو بھی لے یار، جدا

یاد کرتے ہیں تجھے دَیر و حرم میں شب و روز iii
اہلِ تسبیح جدا، صاحبِ زُنّار جدا

تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار iv
گل جدا، سرو جدا، نرگسِ بیمار جدا

دوُر کرتا ہے عبث سبزۂ خط عارض سے v
آئنے سے نہیں ممکن کہ ہو زنگار جدا

تجھ بِن اَے یارِ جفا کارا عجب حالت ہے vi
دل جدا نالہ کناں چشم ہے خوں بار جدا

رات کو بزم میں بے روُے درخشاں تیرے vii
شمع گریاں تھی جدا دیدۂ بیدار جدا

(۳۹)

صبح کو بے نوُر تجھ بِن ہر چراغِ لالہ تھا i
جاے بانگِ گُل چمن لبریزِ آہ و نالہ تھا

خط نہ تھا اس عارضِ رَوشن پہ گویا جلوہ گر ii
گِردِ رخسارِ مہِ تاباں سوادِ ہالہ تھا

لعل پر منصوب جیسے ہو گہر اس لطف سے iii
اُس لبِ رنگیں پہ جوشِ حُسن سے تبخالہ تھا

جل گئی تھی اُس میں کل کس کے دلِ سوزاں کی خاک iv
گردبادِ دشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
ہو گیا گرتے ہی تیری چشم سے دامن کے پار v
اشک تھا بیدآر یہ یا آگ کا پرکالہ تھا

(۴۰)

عمر وعدوں ہی میں گنوایئے گا — آیئے گا بھی یا نہ آیئے گا i
نہیں بچنے کا کوئی عالم میں — گر اسی طرح سج بنایئے گا ii
یہی قامت ہے گر یہی رفتار — حشر برپا ہی کر دکھایئے گا iii
حسن جاتا ہے خط کی آمد ہے — ہاں ہمیں کیوں نہ اب منایئے گا iv

ق

مغتنم جانو ہم سے مخلص کو — ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پایئے گا v
یہ نہ ہوگا کہ یھاں سے اٹھ جاویں — ایسی سَو باتیں گر سُنایئے گا vi
ایک دو کیا ہزار سے بھی ہم — نہیں ڈرتے اگر بلایئے گا vii
آج جو ہو سو ہو یہی ہے عزم — تم کو ہر طرح لے کے جایئے گا viii
جس نے بیدآر دل لیا میرا — ایک دن تجھ کو بھی دکھایئے گا ix

(۴۱)

جو اَب کی چھوڑے مجھے غم تری جدائی کا — تمام عمر نہ لوُں نام آشنائی کا i
نہیں رہا ہے کسو کے اب اختیار میں دل — کیا ہے قصد مگر توُنے دل رُبائی کا ii
اُگے ہے پنجۂ مرجاں مزار سے اُس کے — شہید ہو جو کوئی اُس کفِ حنائی کا iii
مرے قدم سے ہے سَر سبز بُوستانِ جنوں — ہر ایک آبلہ گُل ہے برہنہ پائی کا iv
جہاں ہو نقشِ قدم اُس کا دیکھیو بیدآر — کہ وھاں نشان ہے میری بھی جبہ سائی کا v

(۴۲)

آپ میں دیکھ اُسے مَیں رہ نہ سکا — ایک بھی بات آہ! کہہ نہ سکا i
چشمِ بد دُور کیا ہی مکھڑا ہے — تاب لا، جس کی مہر ومہ نہ سکا ii
عکس اُس کا پڑا جو دریا میں — آب حیرت زدہ ہو بہہ نہ سکا iii
آئنہ کس طرح سے ہووے دوچار — دیکھ، اُسے مَیں تو بھر نگہہ، نہ سکا iv
چاہیے تھا جو کچھ کہ یہاں کرنا — حیف! بیدار ہو تو وہ نہ سکا v

(۴۳)

نہ جامِ جم کا طالب ہوں نہ خسرَو اِحتشامی کا i
مجھے اَے شاہِ خوباں! فخر بس تیری غلامی کا
زبس اُس گل بدن میں ہے نزاکت تابِ گرمی سے ii
عرق میں بھیگ کر رنگیں ہُوا جامہ دو دامی کا
رکھے جوں نیشکر، انگشتِ حیرت منہ میں ہر طوطی iii
کروں ذکر اس شکر لب کی اگر شیریں کلامی کا
سَرِ شک اَفشاں نہیں ہوتا کبابِ پختہ آتَش پر iv
سبب ہے رگریہ سوز عشق میں عاشق کی خامی کا
نہیں دیکھی لٹک کی چال اس شمشاد قامت کی v
کہ دعوا تجھ کو ہے اَے کبک! اپنی خوش خرامی کا
کیا درسِ کتب مدت سے یادِ چشمِ ساقی میں vi
مگر پڑھنے میں آتا ہے کبھو دیوان جامی کا
مری آنکھوں کا بالا خانہ کہہ، خالی ہے، آ بیٹھے vii
اگر بیدار اس کو شوق ہے عالی مقامی کا

(۴۴)

نہیں کچھ ابر ہی شاگرد مری اشک باری کا i
سبق لیتی ہے مجھ سے برق بھی آ، بے قراری کا
چمن میں ایسی ہی نغمہ سَرائی کی کہ بلبل کو ii
سَرِ بزم آرائے گلشن نے دیا خلعت ہزاری کا
سحابِ سُرخ میں اس رنگ سے چمکی نہیں بجلی iii
جو ہے جھمکا ترے دامانِ رنگیں پر کناری کا
ٹک اَے بت! اپنے مکھڑے سے اٹھادے گوشۂ برقع iv
کہ ان مسجد نشیناں کو ہے دعوا دین داری کا
دکھاؤں گر ترے کوچے میں اشک اپنے کی گُل ریزی v
تڑق جادے کلیجہ رشک سے ابرِ بہاری کا
کروں کیا، تیرے بن دیکھے، مَیں اک دم رہ نہیں سکتا vi
کہ ہوں مجبور مَیں اس امر میں بے اختیاری کا
نہ اب آرام ہے دل کو نہ خواب آنکھوں میں آتی ہے vii
ثمر بیدارؔ مجھ کو یہ ملا اس گُل کی یاری کا

(۴۵)

بے مروت، بے وفا، نا مہرباں، نا آشنا i
جس کے یہ اوصاف، کوئی اس سے ہو کیا آشنا
واہ واہ اَے دلبرِ کج فہم! یوُں ہی چاہیے ii
ہم سے ہو، نا آشنا غیروں سے ہونا، آشنا
بد مزاجی، نا خوشی، آزُردگی، کس واسطے؟ iii
گر بُرے ہم ہیں تو ہُو جے اور سے جا آشنا

نے ترحُّم نے کرم نے مہر ہے اَے بے وفا! iv
کس توقع پر بھلا ہو کوئی تیرا آشنا

یہ ستم، یہ درد، یہ غم، یہ الم مجھ پر ہُوا v
کاش کے تجھ سے مَیں اَے ظالم! نہ ہوتا آشنا

دیکھ کر سایے کو اپنے، رم کرے آہو کی طرح vi
وہ بتِ وحشی طبیعت، ہووے کس کا آشنا

آشنا کہنے کو یوں تو آپ کے ہوویں گے سَو vii
پر کوئی اَے مہرباں! ایسا نہ ہوگا آشنا

خیر خواہ و مخلص و فدوی جو کچھ کہیے سو ہوں viii
عیب کیا ہے گر رہے خدمت میں مجھ سا آشنا

آشنائی کی توقع کس سے ہو بیدارؔ پھر ix
ہو گیا بیگانہ جب دل سا ہی اپنا آشنا

(۴۶)

آہ! وہ ماہ نُمایاں نہ ہُوا مطلب دیدۂ گریاں نہ ہُوا i
چاہیے اس کو ترا رُو دیکھے کبھی جو شخص کہ حیراں نہ ہُوا ii
دیکھ کر تیری کمانِ ابرُو کون عاشق ہے کہ قرباں نہ ہُوا iii
زلفِ شب رنگ کے سَودے میں تری دل نہیں وہ کہ پریشاں نہ ہُوا iv
حیف! اس باغِ جہاں میں بیدارؔ غنچۂ دل مرا خنداں نہ ہُوا v

(۴۷)

گرچہ دلکش ہے دلبراں کی ادا پر نکیلی ہے تیری بانکی ادا i
کھُب گئی جی میں اس جواں کی ادا بل بے تیکھی نگاہ، بانکی ادا ii
خارسی دل میں آکھٹکتی ہے آہ، ہر آن گل رُخاں کی ادا iii
دل و دین، عقل و ہوش آ لوٹا کیا ہی کافر ہے ان بتاں کی ادا iv

ایک عالم کو جان سے کھویا — تو نے سیکھی ہے یہ کہاں کی ادا v

خندۂ گل میں کب ہے اتنا لطف — جو ہے ہنستے میں اُس دہاں کی ادا vi

باتوں باتوں میں دل لیا بیدآر — دیکھی! اُس میرے دل ستاں کی ادا vii

(۴۸)

ہَوائے عشق سے سَر سبز باغ ہے دل کا — مخجل گلشنِ چمن لالہ داغ ہے دل کا i

ترے جمال سے روشن چراغ ہے دل کا — مَے نشاط سے لبریز ایاغ ہے دل کا ii

اسی تلاش میں بیدآر تھا کئی دن سے — اب اس کی زلف میں پایا سُراغ ہے دل کا iii

ردیف (ب)

(۱)

اس مہ جبیں کے سامنے کیا آئے آفتاب i
ہر چند غرقِ نور ہے سیمائے آفتاب

وہ رؤے شعلہ تاب ہے یہ جس کے سامنے ii
سوزاں ہو نورِ دیدۂ بینائے آفتاب

اس آئنہ عذار نے حیراں کیا مجھے iii
پہنچے نہ جس کو رؤے مصفائے آفتاب

تاسَیرِ باغِ حسنِ بتاں بھر نظر کرے iv
شبنم صفت ہو دیدہ سَراپائے آفتاب

گُل گوُں، قبا کے میرے، مقابل نہ ہو سکے v
جامہ شفق کا پہن ہزار آئے آفتاب

ہر چند روز و شب ہے سیاحت میں، پر کبھو vi
دیکھے تجھے تو سَیر سے، رہ جائے آفتاب

vii مانندِ شمع آب ہو، کرتے ہی یک نظر
تجھ شعلہ رُو کی تاب کہاں لائے آفتاب
viii دیکھا ہے مَیں نے جلوہ گر اپنی بغل میں رات
بیدار خواب میں رُخِ زیبائے آفتاب
ix اَغلب ہے یہ کہ آوے مرے بَر میں آج وہ
چہرہ ہو جس سے چشمِ تماشائے آفتاب

(۲)

i اُس شعلہ رُو کی بزم میں گر آئے آفتاب
خُفّاش وار منہ کو چھپا جائے آفتاب
ii خورشید کی طرف نہ کریں منہ کو پھر کبھو
دیکھیں چمن میں تجھ کو جو گُل ہائے آفتاب
iii کس کے، نقاب اٹھ گئی منہ پر سے، یہ کہ آج
ہے زرد شرم سے رُخِ زیبائے آفتاب
iv اس ماہتاب رُو کا ہے جلوہ کچھ اور ہی
ہے غرقِ نُور گرچہ سَراپائے آفتاب
v برقع اٹھا کے منہ کو دکھا دے تو ایک دن
رہ جائے جی میں یہ نہ تمنائے آفتاب
vi تشبیہ تیرے رُو سے غلط ہے کہ دیکھیے
یہ حُسن و یہ جمال کہاں پائے آفتاب
vii تجھ آتشیں عذار کی کب تاب لا سکے
شبنم کی طرح دیکھ کے اُڑ جائے آفتاب
viii بیدار پیجیے اس شبِ مہتاب میں شراب
ہے دستِ سُرخِ یار میں مینائے آفتاب

(۳)

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب   آ مِلو پھر دِرنگ کیا ہے اب i
پی گئے خُم کے خُم، نہ کی مستی   یھاں شرابِ فرنگ کیا ہے اب ii
اُس نگہہ کا ہے دل جراحت کش   زخمِ تیغ و خدنگ کیا ہے اب iii
ہوں مَیں دریاے عشق کا غوّاص   خوفِ کامِ نہنگ کیا ہے اب iv
دید وا دید تو ہوئی باہم   شرم اَے شوخ و شنگ! کیا ہے اب v
دل سے وحشی کو تیں شکار کیا   صیدِ شیر و پلنگ کیا ہے اب vi
تھی جو رسوائی، ہو چکی بیدار   پاسِ ناموس و ننگ کیا ہے اب vii

(۴)

ہے نوُر یاب رخ سے ترے مہر و آفتاب i
کیا ہو کہ تجھ جمال سے ہُوں ہم بھی کامیاب
وقتِ سَحر نہ کیجیے اگر منہ پہ توُ نقاب ii
مانندِ ماہِ ابر نُمایاں ہو آفتاب
جاے شراب، اشک ہے موجود، پیجیے iii
گر چاہیے گزک تو ہے حاضر جگر کباب
دیکھا تھا زلف کو تری، گلشن میں ایک دن iv
سنبل ہنوز رشک سے کھاتا ہے پیچ تاب
کیا جانے کس پری کی نظر ہو گئی اُسے v
ہے آج میرے دل کو نہایت ہی اضطراب
اَمواجِ بحر آ نہ سکے ہے شمار میں vi
کیا دوُں سَر شکِ چشم کا اپنے، تجھے حساب
بیدار جب سے وہ بتِ آرام جاں گیا vii
تب سے نہیں ہے دیدہ و دل کو قرار و خواب

ردیف (ت)

(۱)

خط اُس عذار پہ دیکھا ہے ہم نے خواب میں رات i
رہے چھپی ہی الٰہی! اُس آفتاب میں رات

کہاں ہے نُور ترے منہ کے سامنے دن کو ii
جہاں ہے زلف تری دھاں ہے کس حساب میں رات

ترے فراق میں اَے رشکِ آفتاب! مجھے iii
خدا ہی جانے کہ گزرے گی کس عذاب میں رات

پھنسا ہے زلف میں تیری مگر کسو کا دل iv
کیے ہے مجھ کو نہایت ہی پیچ تاب میں رات

کسی کو تاب نہ آئی کہ بھر نظر دیکھے v
اگرچہ تھا وہ مرا شمع رُو نقاب میں رات

رہا حجاب میں ویسا ہی وہ بتِ محجوب vi
ہزار مست کیا اس کو ہم شراب میں رات

نہیں توقع بیدآر تا سَحَر ہم کو vii
رہا اگر وہ اسی طرح اضطراب میں رات

(۲)

بیدآر کروں کس سے مَیں اظہارِ محبت — بس دل ہے مرا محرمِ اَسرارِ محبت i

ہر بُلہوس اِس جنس کا ہوتا نہیں خواہاں — جاں باختہ گاں ہوویں خریدارِ محبت ii

اَے شیخ! قدم رکھیو نہ اس راہ میں زنہار! — ہے سبحہ شکن رشتۂ زُنّارِ محبت iii

کرتے ہیں عبث مجھ دلِ بیمار کا درماں — وابَستہ مری جاں سے ہے آزارِ محبت iv

بچ جاؤں اِس آزار سے بیدآر گر اب کی — ہوں گا نہ کبھی پھر مَیں گرفتارِ محبت v

(۳)

اَے شمع دل افروزِ شبِ تارِ محبت! تجھ سے ہی یہ ہے گرمیٔ بازارِ محبت i
ثابت قدم اس رہ میں جو ہیں شمع کی مانند سَر دیتے ہیں، کرتے نہیں اظہارِ محبت ii
اَے لالہ رُخاں! اِن کے تئیں داغ نہ سمجھو پھولی ہے مرے سینے میں گلزارِ محبت iii
گو ہم سے چھپاتا ہے تو بیدار ولیکن انکار ہی تیرا ہے یہ اقرارِ محبت iv
رہتا ہے مری جان! کہیں عشق بھی مخفی ظاہر ہے تری شکل سے آثارِ محبت v

(۴)

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت i
ہے یہ وہ جنس کہ جس کے ہیں خریدار بہت

ایک مَیں ہی ترے کوُچے میں نہیں ہوں بے تاب ii
سَر پٹکتے ہیں، خبر لے، پسِ دیوار بہت

دیکھیے کس کے لگے ہاتھ ترا گوہرِ وصل iii
اس تمنا میں تو پھرتے ہیں طلب گار بہت

کہیں نرگس کو مگر توُنے دکھائیں آنکھیں iv
نہیں بچتی نظر آتی کہ ہے بیمار بہت

کیا کروُں، کس سے کہوں حال، کدھر کو جاؤُں v
تنگ آیا ہوں ترے ہاتھ سے اَے یار! بہت

اپنے عاشق سے کیا، پوُچھ تو کس نے یہ سلوک vi
اور بھی شہر میں ہیں تجھ سے طرح دار بہت

تیرے آگے تو کوئی پھول نہ ہوگا سَر سبز vii
کیا ہُوا باغ میں گو پھولی ہے گلزار بہت

ایک دن تجھ کو دکھاؤں گا مَیں ان خوباں کو viii
دعوے یوسفی کرتے تو ہیں اظہار بہت

جرم بوسہ پہ جو بیدآر کو مارا، مارا ix
نہ کرو جانے دو اس بات کی تکرار بہت

(۵)

دکھاوے دستِ نگار جس سے تو اگر انگشت   تو ہووے پنجۂ مرجاں فداے ہر انگشت i
جو چاہتا ہے کہ ہووے حنا سے رنگیں تر   تو میرے خوں میں ڈبوے تو سَر بہ سَر انگشت ii

(۶)

کہو تو کس سے مَیں پوچھوں نشانِ خانۂ دوست i
کہ آشیانۂ عنقا ہے آشیانۂ دوست
سنا تھا ایک شب، آتی نہیں ہے نیند ہنوز ii
عدوے خواب تھا بیدآر کیا فسانۂ دوست

ردیف (ث)

(۱)

کم نہ ہووے گا جنوں اس کی ہے تدبیر عبث i
کرتے ہیں میرے تئیں بستۂ زنجیر عبث
کر لیا طائرِ دل چشمِ فسوں ساز نے صید ii
دام سازی میں ہے اب زلف گرہ گیر عبث
حیرت آ جائے گی منہ دیکھتے ہی اَے نقّاش! iii
تجھ کو اُس شوخ کی ہے خواہشِ تصویر عبث
باندھے فتراک سے وہ صید فگن سو معلوم! iv
اس توقع پہ تپاں ہے دلِ نخچیر عبث
مرگ سے خوف نہیں، عاشقِ جاں باختہ ہوں v
کھینچ کر مجھ کو ڈراتا ہے تو شمشیر عبث

حال کو سُن کے کہا میرے کہ ہے سب یہ جھوٹھ vi
ماننا مَیں نہیں کرتا ہے تو تقریرِ عبث
دل میں اُس کے نہ کیا آہ نے بیدآر اثر vii
اس شجر سے ہے اُمیدِ برِ تاثیر، عبث

ردیف(ج)

(۱)

نشہَ مَے سے ہوئی ہے سُرخیِ رُو یہاں تک آج i
رنگِ گُل اُس نسترن رخسار کو دیتا ہے باج
چشم و عارض ہی نہیں لیتے گُل و نرگس سے باج ii
زلف بھی لیتی ہے اس کی مُشک و عنبر سے خراج
اینڈتے ہیں بے خوداں کوچہ بہ کوچہ مثلِ تاک iii
دَور میں اُس چشم کے، یہاں تک ہے مستی کا رواج
تیرے آگے مَہ رُخاں، سچ ہے کہاں رکھتے ہیں نُور iv
رُو بہ رُو خورشید کے، کیا عزتِ شمع و سراج
یہ نزاکت یہ صَفا یہ لطف ہے اس میں کہاں v
ہے غلط گر دیجے ساعد کو تری، تشبیہِ عاج
وہ کرم وہ لطف وہ شفقت نہیں، باعث ہے کیا؟ vi
ان دنوں کچھ اَور ہی ہے آپ کا ہم سے مزاج
نَے شفا نَے موت نَے طاقت شکیبائی کی ہے vii
کیا کروں بیدآر اس بیمارئ دل کا علاج

(۲)

چشمِ ساقی نے چھکایا سب کو مَے خانے میں آج i
ہے بجائے مَے عرقِ خجلت سے پیمانے میں آج

پھر سرِ نو سے بیاں کر اس کو تو اَے قصہ خواں! ii
بوئے درد آتی ہے مجھ کو تیرے افسانے میں آج

دیکھیے کیا ہو مرے دل پر کہ ہے وہ درمیاں iii
ہو رہی ہے جنگ باہم زلف اور شانے میں آج

پھونک دی یہ آگ کس کے حُسنِ بزم اَفروز نے iv
اَور ہی کچھ سوختن ہے شمع و پروانے میں آج

ہے در و دیوار سے بیدار رَوشن نورِ حُسن v
میہماں ہے کون بارے تیرے کاشانے میں آج

ردیف (چ)

(۱)

کھو دیا نورِ بصیرت تو نے ما و مَن کے بیچ i
جلوہ گر تھا ورنہ وہ خورشید تیرے مَن کے بیچ

بار پانے کا نہیں وحدت میں، جب تک ہے دوئی ii
راہِ یکتائی ہے رشتہ کے تئیں سوزن کے بیچ

صاف کر دل تا کہ ہو آئینۂ رُخسارِ یار iii
مانع روشن دلی ہے زنگ ہی آہن کے بیچ

ظاہر و پنہاں ہے ہر ذرّہ میں وہ خورشید رُو iv
آشکار و مختفی ہے جان جیسے تن کے بیچ

دوُر ہو گر شامّہ سے تیرے غفلت کا زُکام v
تو اُسی کی بُو کو پاوے ہر گُل و سُوسَن کے بیچ

کوچہ گردی تا کجا ہوُں کاہ بادِ حرص سے vi
گاڑ کر پا بیٹھ مثلِ کوہ تو مسکن کے بیچ

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے ہوُں زلیخا شہر شہر vii
جلوۂ یوسف ہے غافل! تیرے پیراہن کے بیچ

کب دماغ اتنا کہ کیجیے جا کے گلگشتِ چمن viii
اَور ہی گلزار اپنے دل کے ہے گلشن کے بیچ

مت مجھے تکلیفِ سیرِ باغ دے بیدارؔ تو ix
گُل سے رنگیں تر ہے یہاں لختِ جگر دامن کے بیچ

ردیف (ح)

(۱)

گرچہ رکھتے ہیں بُتاں اور بھی بیداد کی طرح i
پر مرے جی میں کھُبی اُس ستم ایجاد کی طرح

حکمت العَین ہے وہ چشمِ معانی ایجاد ii
حرف ہے اُن کے سخن پر جو کہیں صاد کی طرح

دیکھیے کون گزرتا ہے سَر اپنے سے کہ آج iii
تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے وہ جلاد کی طرح

گُل تو کیا؟ سنگ میں کرتے ہیں اثر یہ نالے iv
سیکھ لو مجھ سے تم اَے بلبلو! فریاد کی طرح

گر دکھاؤں تجھے اُس سروِ رَواں کی کج کو v
بھوُل جاوے گی تو اَے فاختہ! شمشاد کی طرح

سامنے ہوتے ہی جاتی ہے رگِ جاں سے گزر vi
کس سے مژگاں نے تری سیکھی یہ فصّاد کی طرح

نہیں سجادہ، پئے صیدِ خلائق زاہد! vii
دام پھرتا ہے لیے دوش پہ صیاد کی طرح

قُربِ مسجود جو ساجد کو نہ ہو سجدے سے viii
سَر پٹکنا ہی فقط ورنہ ہے زہّاد کی طرح

سخت بے رحم ہے وہ خسرَوِ خوباں بیدار ix
جانِ شیریں کو نہ کھو مفت میں فرہاد کی طرح

ردیف (خ)

(۱)

ہوتی ہے فصلِ گُل میں جو مستِ بہار شاخ — کیا کھینچتی ہے دَورِ خزاں میں خمار شاخ i
گُلدستۂ حدیقۂ جاں ہے تو یک قلم — ہر عضو پر فدا ہے ترے، صد ہزار شاخ ii
عاشق کو ہے تحمّلِ جَورِ رقیب فرض — کھینچے ہے بہرِ خاطرِ گُل بارِ خار شاخ iii
جز عجز ہو نہ اہلِ کرم کو غرورِ مال — رکھتی ہے سَر فرو بہ زمیں باردار شاخ iv
سَیرِ چمن کو تو جو گیا اَے نہالِ حُسن! — خجلت سے سَرنگوں ہوئی بے اختیار شاخ v
قد سرو، چشم نرگس و رخسار لالہ زار — اس گُل بدن پہ کیوں نہ کرے گُل نثار شاخ vi
بلبل کے فیضِ دیدۂ خوں بار سے تمام — بیدار پھر خزاں میں ہوئی لالہ زار شاخ vii

ردیف(د)

(۱)

نہ دیا اس کو یا دیا قاصد — کیا کیا نامہ، سچ بتا قاصد i
نہ پھرا آہ! کوئی لے کے جواب — جو گیا وھاں سو گم ہُوا قاصد ii
آج آوے گا یا نہ آوے گا — میرے گھر میں وہ دل رُبا قاصد iii
دل کو ہے سخت انتظارِ جواب — کہہ شتابی سے، کیا کہا قاصد iv

ق

کوچۂ یار میں مرے زنہار! — جائیو مت برہنہ پا قاصد v
خارِ مژگانِ کشتگانِ وفا — وھاں ہے اُفتادہ جا بہ جا قاصد vi
نامۂ شوق کو مرے لے کر — یار کے پاس جب گیا قاصد vii
مُہر کو خط کی دیکھ، کہنے لگا — کون بیدار ہے؟ بتا قاصد viii
جس نے بھیجا ہے تیرے ہاتھ یہ خط — مَیں نہیں اس سے آشنا قاصد ix

(۲)

نالہ گو ہے خدنگ کی مانند — پر وہ دل بھی ہے سنگ کی مانند i
دسترس تھی ہمیں بھی اُس پا تک — اَے حنا! تیرے رنگ کی مانند ii
نہ چھٹا اس کی زلف میں جو پھنسا — سچ ہے قیدِ فرنگ کی مانند iii
شوخیاں برق میں بھی ہیں، پہ کہاں — اُس مرے شوخ و شنگ کی مانند iv
آہ! اُس شمع رو پہ ہو کے نثار — جل بجھا دل پتنگ کی مانند v
رزم کیا ہوگی اُس ستم گر کی — صُلح تو دیکھی جنگ کی مانند vi
آ لگی دل میں ناگہاں بیدارؔ — نگہہ اس کی خدنگ کی مانند vii

(۳)

نہ غمِ دل نہ فکرِ جاں ہے یاد — ایک تیری ہی ہر زماں ہے یاد i

ق

تھا جو کچھ وعدۂ وفا ہم سے — کچھ بھی وہ تم کو مہرباں! ہے یاد ii
اگلے ملنے کی طرح بھول گئے — کیا بتاؤں تمھیں کہاں ہے یاد iii
ہوں مَیں پابندِ اُلفتِ صیّاد — کب مجھے باغ و بوستاں ہے یاد iv
محو تیرے ہی رڑے و زلف کے ہیں — نہ ہمیں وہ نہ یہ جہاں ہے یاد v
دیدۂ و دل میں تو ہی بستا ہے — تجھ سوا کس کی اَور یہاں ہے یاد vi
اَور کچھ آرزو نہیں بیدار — ایک اُس کی ہی جاوداں ہے یاد vii

ردیف (ذ)

(ا)

حالِ جاں سوز کا مَیں اُس کو لکھوں گر کاغذ — شعلۂ آہ سے جل جائے ہے یکسر کاغذ i
گر لکھوں اُس چمنِ حُسن کا اَوصافِ جمال — ورقِ گُل کی طرح ہووے معطر کاغذ ii
نہ لکھا ایک بھی بھولے سے جواب اَے قاصد! — مَیں نے ہر چند لکھے اس کو مکرر کاغذ iii
جس کو یہاں تک ہو مرے حال سے بے پروائی — کس توقع پہ لکھوں کہہ تو مَیں دیگر کاغذ iv
حالتِ ہجر رقم کرتے ہی اُس کو خط کو — یک قلم اشک سے بیدار ہُوا تر کاغذ v

ردیف (ر)

(ا)

جو وہ خورشید طلعت شام کو ہو بام پر ظاہر i
نہ ہووے صبحِ محشر تک خجالت سے قمر ظاہر

بہت مدت سے جُو یا ہوں بتا مجھ کو سُراغ اُس کا ii
شمیمِ زلفِ جاناں تجھ میں ہے بادِ سحر ظاہر

نہیں سر گرمِ افغاں پختہ کارِ سوزِ بے تابی iii
ذُغالِ خام سے ہوتا ہے مجمر میں شرر ظاہر

ہزاروں نالۂ جاں سوزِ دل برباد جاتے ہیں iv
کبھی اَے آہ! کچھ تیرا بھی ہووے گا اثر ظاہر

برابر روزِ محشر کے، مجھے گزرے ہے ہر ساعت v
خدا جانے شبِ ہجراں کا ہوگا کب سحر ظاہر

نہیں دیتے ہیں لکھنے چشم تر، اُس شمع خوباں سے vi
زبانی کیجو اَے قاصد! مرا سوزِ جگر ظاہر

نہ زر ہے ہاتھ میں نَے زورِ بازو مجھ کو ہے اتنا vii
بھلا کس طرح اَے دل! ہو وصالِ سیم بَر ظاہر

فروغِ شمع جوں ہو پردۂ فانوس سے رَوشن viii
مرے سینے سے یوُں ہے آتَشِ داغِ جگر ظاہر

زَباں دُر بار ہے بیدار تیرے ابر نیساں سے ix
کیے توُنے صدف میں سے دہن کے، یہ گہر ظاہر

(۲)

تجھ بِن سَر شکِ خوں کا ہے آنکھوں سے طغیاں اس قدر i
برسا نہیں اب تک کہیں ابرِ بہاراں اس قدر

گلشن میں گر دیکھیں مجھے، ہوں سنبل و نرگس خجل ii
دل ہے پریشاں اس قدر آنکھیں ہیں حیراں اس قدر

رکھتا ہے تو جس جا قدم ہوتا ہے لُو ہو کا نشاں iii
پامال کرتا ہے کوئی خونِ شہیداں اس قدر

ڈھونڈھے جو تو دامن تلک پاوے نہ ثابت تار یک iv
مَیں چاک پھرتا ہوں کیے ناصح! گریباں اس قدر
بیدؔار کو دکھلاکے تو نے قتل اَوروں کو کیا v
کرتا ہے اَے ظالم! کوئی ظلمِ نمایاں اس قدر

(۳)

گیا ہے جب سے دکھا جلوہ وہ پری رخسار — نہ خواب دیدۂ گریاں کو ہے نہ دل کو قرار i
ہزار رنگ سے پھولی چمن میں گو گلزار — پر اُس بغیر خوش آتی نہیں مجھے یہ بہار ii
بہ رنگِ لالہ تیرے نے کشی نہیں اُس بن — کہ خونِ دل سے مَیں ہر روز توڑتا ہوں خمار iii
گلوں کے منہ پہ نہ یہ رنگ و آب و تاب رہے — وہ رشکِ باغ کرے گر اُدھر کو آ کے گزار iv
عجب نہیں کہ بہا دیوے خانۂ مردُم — رہے گر اشک فشاں یوں ہی دیدۂ خوں بار v
کہاں مَیں اُس بتِ ابرو کماں کی خدمت میں — خدنگِ ہجر نے تیرے کیا ہے مجھ کو فگار vi
نہ رحم تیرے دلِ سخت میں ہے غیر از ظلم — نہ میرے نالۂ جاں سوز میں اثر اَے یار! vii
نہ تابِ ہجر مَیں رکھتا ہوں نے امیدِ وصال — خدا ہی جانے کہ کیا ہوگا اس کا آخرِ کار viii
پر ایک دن، یہ مجھے سوجھتا ہے، جی تن سے — نکل ہی جاوے گا ہمراہِ آہِ آتش بار ix
نہ تو مزار پہ آوے گا تا دمِ محشر — رہے گا دیدۂ گریاں کو حسرتِ دیدار x
یہ سُن کے کہنے لگا وہ ستم گر بے رحم — مری بلا سے جو مر جائے گا تو اَے بیدؔار! xi
عبث تو مجھ کو ڈراتا ہے اپنے مرنے سے — ہزار تجھ سے مرے مر گئے ہیں عاشق زار xii

(۴)

اَے رشکِ گُل! کرے ہے عبث جُستجوے عطر i
یک شمّہ تجھ شمیمِ بدن سے ہے بُوے عطر
وہ بُو ہے تجھ میں جس کو نہ پہنچے ہے بُوے گُل ii
بے جا ہے پیرہن کو ترے آرزوے عطر

یک قطرۂ عرق میں ہے ترے، وہ بُوئے خوش iii
پانی کہ جس کے رشک سے ہو صد سبوئے عطر
اَے گُل بدن! جو اس سے بغل گیر تو ہُوا iv
بزمِ سَمن بَراں میں ہوئی آبروئے عطر
ہو جس دماغ میں مرے گل پیرہن کی بُو v
بیدآر اُس کو ہو نہ کبھی میل سوئے عطر

(۵)

وجدِ اہلِ کمال ہے کچھ اور — شیخ صاحب کا حال ہے کچھ اَور i
ہوش جاتا ہے اہلِ ہوش کا سُن — تیرے مستوں کا قال ہے کچھ اَور ii
فخرِ انساں نہیں مَلک ہونا — جی میں اپنے خیال ہے کچھ اَور iii
جس کو کہتے ہیں وصل، وصل نہیں — معنیِ اِتّصال ہے کچھ اَور iv
غیرِ حرفِ نیاز سو بھی کبھو — کہہ سکوں ہوں! مجال ہے، کچھ اَور v
رخِ خورشید پر کہاں وہ نور — میرے مَہ کا جمال ہے کچھ اَور vi
سرو! دعوائے ہم سَری مت کر — وہ قدِ نَو نہال ہے کچھ اَور vii
کبک تو خوش خرام ہے لیکن — یار کی میرے چال ہے کچھ اَور viii
دیکھ چل تو بھی حالتِ بیدآر — آج اُس کا تو حال ہے کچھ اَور ix

(۶)

خَیف ہے ایسی زندگانی پر — کہ فدا ہو نہ یار جانی پر i
تیری گُل کاری، ابر! ہو برباد — چشم گر آئے گل فشانی پر ii
حال سُن سُن کے ہنس دیا میرا — کچھ تو آیا ہے مہربانی پر iii
خون کتنوں کے، ہو گیا، دل کا — تیری دستارِ اَرغوانی پر iv
رات بیدآر وہ مَہِ تاباں — سُن کے رُو دیا مری کہانی پر v

(۷)

i کیا ہی اب کی دھوم سے اَے مے کشاں! آئی بہار
ساغرِ گُل میں شرابِ اَرغواں لائی بہار
ii گو کہ پھولے ہیں چمن میں پھول رنگا رنگ کے
تجھ بن اَے گُل! پر ہمیں مطلق نہ وھاں بھائی بہار
iii اشک نے میرے جو کی گلزار، کوئے یار میں
باغ نے بیدارؔ ایسی تو کہاں پائی بہار

(۸)

i روزی رَساں خدا ہے، فکرِ معاش مت کر — اس خار کا تو دل میں خوفِ خراش مت کر
ii ماضی جو تھا سو گزرا، آئندہ دیکھ لیجو — جس حال میں ہے خوش رہ دیگر تلاش مت کر
iii جوں شمع حرفِ وحدت دل میں ہی رکھ نہاں تو — یہ سر ہے دشمنِ سر بیدارؔ فاش مت کر

ردیف (ز)

(۱)

i خاک و خوں میں ہے تپاں عاشقِ غم ناک ہنوز
تشنہ ہے تیغِ جفائے بتِ بے باک ہنوز
ii سیکڑوں کشمکشِ زلف سے شانے ٹوٹے
نوبت آئی نہ تری اَے دلِ صد چاک! ہنوز
iii آبلوں سے نہیں یک ذرّہ کفِ پا خالی
خارِ صَحرائے محبت میں ہُوں چالاک ہنوز
iv ایک دن آہ کناں غمزدہ گزرا تھا مَیں
دشت میں تب سے ہے سوزاں خس و خاشاک ہنوز

رات کو شمع صفت، بزم میں رُویا، تجھ بِن v
جَیب و داماں ہے مرا اشک سے نم ناک ہنوز

تھک گئے ہاتھ ترے سیتے ہی سیتے ناصح! vi
پر گریباں تو مرا ویسا ہی ہے چاک ہنوز

آج اَے ظالمِ خونخوار! کیا کس کو شکار vii
سَر بہ سَر خوں میں جو تُر ہے ترا فتراک ہنوز

گور میں بھی نہ ہوئی سرد تو یہ آتشِ عشق viii
مثلِ سیماب تڑپھتا ہوں تہِ خاک ہنوز

اشک سے دیدۂ بیدار نے دھویا ہر چند ix
گردِ کلفت سے رُخِ دل نہ ہُوا پاک ہنوز

(۲)

ہے بعدِ مرگ گور میں شورِ جنوں ہنوز — مَیں کشمکش میں دست وگریباں کے ہوں ہنوز i

دعوا کبھی کیا تھا تری چشمِ مست سے — نرگس چمن میں شرم سے ہے سرنگوں ہنوز ii

جس سے کہ رام ہو بتِ وحشی صفت مرا — آتا نہیں ہے ہاتھ مرے وہ فسوں ہنوز iii

ایسی وہ کس کی شکل تھی، مَیں دیکھ کر جسے — یارب! مثالِ آئنہ حیرت میں ہوں ہنوز iv

آیا تھا رات خواب میں وہ سروِ خوش خرام — بیدار چشم سے ہے رواں جوئے خوں ہنوز v

ردیف (س)

(۱)

اُس کو حنا کی دل میں نہ باقی رہے ہَوس i
اَے خوں! کفِ نگار پہ ایسا ہی جم کہ بس

اَے جامہ زیب! چھوڑوں نہ دامن ترا کبھو ii
دیوے اگر یہ چرخ مجھے اتنی دست رس

آنا اگر تجھے ہے تو آ، اَے مسیح دم! iii
مثلِ حباب چشم میں باقی ہے یک نفس

مت جلد کر تو رخش کو اَے نازنیں سوار! iv
لاکھوں ہی جان ہے ترے زیرِ سُمِ فرس

عشاق سے تو اَے شکّریں لب! نہ تلخ ہو v
ممکن نہیں کہ شانِ عسل پر نہ ہو مگس

مرتا تو ہوں پہ اتنی ہی دل میں ہے آرزو vi
یک بار دیکھ لوں رخِ جاں بخشِ یار، بس

بیدار خواب میں بھی نہ آیا کبھو وو ماہ vii
اس آرزو میں سوتے ہی گزرے کئی برس

ردیف (ش)

(ا)

دل آتش و آہ آتش و ہر داغِ غم آتش i
جوں سروِ چراغاں ہوں مَیں سَر تا قدم آتش

یہ چشمۂ دل معدنِ گو گرد ہے شاید ii
کرتی ہے جو یہاں شعلہ زنی دم بہ دم آتش

رُونے سے مرے سینے میں آگ اَور بھی بھڑکی iii
کہتے ہیں غلط آب سے ہوتی ہے کم آتش

گر وہ بتِ گلنار قبا جلوہ نما ہو iv
دیں خرقۂ اسلام کو اہلِ حرم آتش

یک حرف لکھوں سوزِ دل اپنے سے گر اُس کو v
لگ اٹھتی ہے کاغذ کے تئیں یک قلم آتش

جز اپنے کسو خس کو بھی سوزش نہ ہو ہم سے vi
جوں شعلۂ مَے گرچہ سَراپا ہیں ہم آتش

کرنا حذر اَے شعلہ رُخاں! آہ سے میری vii
یہ آگ ہے وہ جس سے کہ کرتی ہے رَم آتش

کہتے ہیں کہ ہے عرشِ الٰہی دلِ مومن viii
اَے وائے! تو دیتا ہے اسے اَے صنم! آتش

بیدارؔ یہ ہے ساحرِی گریۂ جاں سوز ix
یک دست میں جوں شمع ہے ہم آب و ہم آتش

(۲)

سبھوں سے یُوں تو ہے دل آپ کا خوش ۔۔ اگر پوچھو تو ہے ہم سے ہی ناخوش i

خوشی تیری ہی ہے منظور ہم کو ۔۔ بلا سے گر کوئی ناخوش ہو یا خوش ii

رَواقِ چشم و قصرِ دل کیا سَیر ۔۔ نہ کی پر آپ نے یھاں کوئی جا خوش iii

جفا کر یا وفا مختار ہے تو ۔۔ مجھے یکساں ہے کیا ناخوش ہو کیا خوش iv

نہیں اس میں تو غیر از جَور لیکن ۔۔ مجھے کیا جانے کیا آئی ادا خوش v

کیا ہے گرچہ ناخوش تم نے ہم کو ۔۔ رکھے پر اَے بتاں! تم کو خدا خوش vi

ق

خوشی ہے سب کو روزِ عید کی یھاں ۔۔ ہوئے ہیں مل کے باہم آشنا خوش vii

بھلا کچھ بھی مناسب ہے مری جاں! ۔۔ کہ ہو تو آج کے دن مجھ سے ناخوش viii

بتا ایسی کوئی تدبیر بیدارؔ ۔۔ کہ جس سے ہووے میرا دل رُبا خوش ix

ردیف (ص)

(۱)

دیکھ اُسے شادی سے کرتا ہے دلِ دیوانہ رقص — شمع کے آگے کرے محفل میں جوں پروانہ رقص i

لغزشِ مستی نہ سمجھو اس کو تم اَے مے کشاں! — دستِ ساقی پر کرے ہے ناز سے پیمانہ رقص ii

کھینچے ہے تصویر اَے نقّاش! تو کس شوخ کی — ہے قلم کا صفحۂ کاغذ پہ معشوقانہ رقص iii

بندِ اکل و شرب سے آزاد جو ہیں اُن کے گرد — جوں گہر کرتا پھرے ہے دایم آب و دانہ رقص iv

گر ملے بیدارؔ وہ مستِ شرابِ جامِ حُسن v

جائے کرتے ہوئے سَو جی سے تا میخانہ رقص

ردیف (ض)

(۱)

سبزۂ خط ہے ترا ابرِ بہارِ عارض — نہ سمجھ اُس کو تو اے یار! غبارِ عارض i

خالِ مشکیں و خطِ سبز سے اے جانِ بہار! — ہو گیا اَور ہی کچھ نقش و نگارِ عارض ii

دیکھ کر حلقۂ گیسو میں ترا دانۂ خال — مرغِ دل ہو ہی گیا آ کے شکارِ عارض iii

گرچہ رَوشن ہیں مہ و مہر، کہاں پر یہ نُور؟ — فخر اُن کا ہے کہ ہوں تیرے نثارِ عارض iv

مثلِ خورشید درخشاں ہے رُخ اُس کا بیدارؔ v

تاب کس کو ہے کہ ہو اُس کے دو چارِ عارض

(۲)

عبث کرتا ہے اُس سے اَے دل! اب عرض — گدا کی پادشہ سنتا ہے کب عرض؟ i

لگا ہے یہاں تلک مُنہ جامِ کم ظرف — کرے ہے اس سے جا کر لب بہ لب عرض ii

ق

مؤدب ہو کے مَیں اُس شمع رُو سے کیا سوزِ دل اپنا ایک شب عرض iii
لگا کہنے کہ اے بیدآر سُن تو یہی کہتا ہے تو کرتا ہے جب عرض iv
جلادوں گا مَیں پروانے کی مانند v
جو کی بار دگر اَے بے ادب! عرض

ردیف (ط)

(۱)

رکھتی ہے شانے سے وہ زلفِ معنبر اختلاط i
آرۂ غم سے نہ ہو مجھ دل کو کیوں کر اختلاط
چھوٹے اب اُس شعلہ خو کا مجھ سے کیوں کر اختلاط ii
چھوڑ کب سکتا ہے آتش سے سمندر اختلاط
آخر اَے دل! تو نے دیکھا، کیا ستم تجھ پر ہُوا iii
ہم نہ کہتے تھے کہ ظالم اُس سے مت کر اختلاط
آتشِ حسرت پہ ہو جاتے ہیں لختِ دل کباب iv
اُس لبِ مے گوں سے جب کرتا ہے ساغر اختلاط
دل سے اپنے رہ خبردار اُس کی باتوں پر نہ بھول v
بے سبب کرتا نہیں ہے وہ ستم گر اختلاط
مان کہنے کو مرے ورنہ بہت پچھتاوے گا vi
کس سبب؟ دیکھے ہیں ہم نے ایسے اکثر اختلاط
نقدِ دل بیدآر لے جاوے گا باتوں میں لگا vii
اُس سے بہتر ہے کہ جتنا ہووے کم تر اختلاط

ردیف (ظ)

(۱)

جاتا ہے مرے گھر سے دل دار خدا حافظ　　ہے زندگی اب مشکل بے یار خدا حافظ　i

بے طرح کچھ ادھر کو وہ مستِ شرابِ حُسن　　کھینچے ہوئے آتا ہے تروار خدا حافظ　ii

اَے شیخ! تو اُس بت کے کوچے میں تو جاتا ہے　　ہو جاوے نہ یہ سبحہ زُنّار خدا حافظ　iii

ڈرتا ہوں کہ دل ہر دم ملتا ہے نہ ہو جاوے　　اس چشم فسوں گر کا بیمار خدا حافظ　iv

یوُں مہر سے فرمایا اُس ماہ نے وقتِ صبح　v
ہم جاتے ہیں، اب تیرا بیدار خدا حافظ

ردیف (ع)

(۱)

حُسن تیرا سا کہاں بزم میں بھاں رکھتی ہے شمع　i
ایک پھیکا سا نمک کہیے تو ہاں! رکھتی ہے شمع

قتل کر مجھ کو تو، ہنستا ہے کھڑا اَے بے رحم!　ii
نعشِ پروانہ پہ دیکھ ! اشک رَواں رکھتی ہے شمع

گر تجھے دیکھے تو ہو شرم سے پانی گل کر　iii
حُسن پر اپنے بہت یوُں تو گماں رکھتی ہے شمع

تیرے یک حرف میں خاموش ہو گل کی مانند　iv
گو کہ سَو طرح کی تقریر و بیاں رکھتی ہے شمع

ہے غلط دیجیے رُو سے ترے اُس کو تشبیہ　v
آب و تاب اس قدر اَے ماہ! کہاں رکھتی ہے شمع

vi پا بہ گُل داغ بہ دل درد بہ سَر شعلہ بہ لب
سینہ چاک اشک رَواں سوختہ جاں رکھتی ہے شمع

vii رَوشن اس حال سے بیدارؔ ہُوا یوُں مجھ کو
کہ غمِ عشق کسی کا تو میاں رکھتی ہے شمع

(۲)

i ہوئی تھی ایک شب اُس ماہ کے مقابل شمع — ہے اشک ریز جگر داغ سینہ گھائل شمع
ii پھرے ہے ڈھونڈھتی تجھ کو ہر ایک مجلس میں — ترے جمالِ دل افروز کی ہے مائل شمع
iii زباں درازی تو' کرتی ہے اپنے حُسن اوُپر — تجھے دکھاؤں تو ہو جاوے وُہ ہیں قائل شمع
iv جو سیرِ عشق کا طالب ہے تو گزر سَر سے — کہ سَر کٹا کے ہوئی عاشقوں میں کامل شمع

v وبال جان کا ہوتا ہے سیم و زر بیدارؔ
دلیل اُس کی ہے روشن میانِ محفل شمع

ردیف (غ)

(۱)

i رَوشن مثالِ شمع ہزاروں ہیں غم کے داغ — تُربت پہ دل جلوں کے نہیں حاجتِ چَراغ
ii طاقت نہیں ہے صبر کی اس ابر میں مجھے — ساقی شتاب بادۂ گُل گوُں سے بھر اَیاغ
iii ہنستا ہوُں ورنہ طاقتِ بوسہ کہاں مجھے — کاہے کو اتنی بات سے ہوتے ہو بدماغ
iv آ دیکھ میرے دیدۂ خوں بار کی بہار — اَے گُل بدن! اگر ہے تجھے شوقِ سیرِ باغ

v بیدارؔ رکھتے ہی قدم اُس راہِ عشق میں
ایسا ہی گم ہُوا کہ نہ پایا کہیں سُراغ

(۲)

i ہے غنیمت دیکھ لیجے کوئی دم دیدارِ باغ — ورنہ کو فصلِ بہار و کو گُل و گلزارِ باغ
ii ہم اسیروں کو نہیں ذوقِ گُل گشتِ چمن — ہے ہمیں چاکِ قفس ہی رخنۂ دیوارِ باغ

بار بار اس کے نہ کر تو سامنے چشمِ سیاہ — زردی آنکھوں میں رکھے ہے نرگسِ بیمارِ باغ iii
رخصتِ پرواز اتنی گر ہمیں صیاد دے — اک نظر بھر دیکھ آدیں دُور سے دیدارِ باغ iv
کوئی پھول ایسا نہ دیکھا جس میں ہو رنگِ ثبات — سَیر کی بیدارؔ ہم نے گُل سے لے تا خارِ باغ v

ردیف (ف)

(۱)

آتا ہے آج مجھ کو یہی بار بار حیف! — سب ہیں پر ایک تو ہی نہیں یہاں ہزار حیف! i
جس چشم میں کہ گریۂ شادی کو تھی نہ جا — جوں شمع تیرے غم میں ہو وہ اشک بار حیف! ii
وہ دل کہ پروریدۂ آغوشِ ناز تھا — سیماب وار تو نے کیا بے قرار حیف! iii
تیرے سبب مَیں سب سے ملاقات ترک کی — ملتا نہیں تو مجھ سے ہنوز اَے نگار! حیف! iv
کہنا جو کچھ نہ تھا سو تو کہتے ہو تم مجھے — اس پر بھی اب جو ہو جیے ناخوش ہزار حیف! v
جوں نقشِ پا، مَیں چشم بہ رہ عمر تک رہا — تو نے پر ایک دن نہ کیا یہاں گزار حیف! vi

بیدارؔ جل کے آتشِ غم میں ہُوا مَیں خاک vii
نکلا پر اُس کے جی سے نہ اب تک غبار حیف!

(۲)

سُرمہ عزیز تجھ کو ہُو، اَے چشمِ یار! حیف! — برباد پائمال ہُو میرا غبار حیف! i
داغوں سے لالہ زار ہُوا دل سے تا جگر — دیکھی نہ تو نے آ کے کبھو یہ بہار حیف! ii
دشمن ہُوئی ہے خَلق مری تیرے واسطے — سمجھا نہ تو ہنوز مجھے دوست دار حیف! iii
واللّٰہ کرے تو غیر سے اَے گُل! چمن میں جا — ہوں غنچہ دل گرفتہ رہوں مَیں ہزار حیف! iv
بھر عمر تیرے عشق میں اَے جانِ آرزو! — ناشاد ہی رہا دلِ امیدوار حیف! v
ملتے ہیں گرم شمع رُخاں اہلِ زر سے یہاں — رووے تو ان کے واسطے یوں زار زار حیف! vi

بیدارؔ قدرِ اشک نہیں جانتا ہے تو vii
کھوتا ہے رائگاں گہرِ آبدار حیف!

ردیف (ق)

(۱)

گمانِ بے وفائی مجھ کو یہ تجھ سے نہ تھا مطلق — گر ایسا جانتا دیتا نہ دل اَے دل رُبا! مطلق — i

کیا مدت تلک سَیرِ ریاضِ دوستی لیکن — نہ پائی گُل رُخاں میں نکہتِ مہر و وفا مطلق — ii

بجائے خونِ عاشق تو کفِ جاناں پہ بیٹھا ہے — نہ ہو گی پائداری تجھ کو اَے رنگِ حنا! مطلق — iii

دکھاتا ہے جو تو آئینہ! غماز کو صورت — نہیں اَے سادہ رُو! آنکھوں میں تیری کیا حیا مطلق — iv

بہ رنگِ سایہ بیدارؔ اُس کے ہر دم ساتھ رہتا ہوں
نہیں ہے مجھ سے اب تک وہ پری رُو آشنا مطلق — v

ردیف (ک)

(۱)

کینہ جُوئی کا اگر ہم سے ہے آہنگِ فلک — بس ہے تیرِ آہ اَے دل! اِنپے جنگِ فلک — i

مَیں ہوں وہ آتش طبیعت جس کے سوزِ آہ سے — جل کر خاکستر فلاخن میں ہُوا سنگِ فلک — ii

ایک گردش میں تو اُس مہ سے کیا مجھ کو جدا — دیکھیے اب اور کیا کیا ہوں گے نیرنگِ فلک — iii

دیکھ نہ سکتا حسد سے ایک جا، دو یار کو — پھوٹ جاوے کاش! یارب! دیدۂ تنگِ فلک — iv

ظلم کے لاکھوں لغت ہیں پر نہیں یک حرفِ مہر
سَیر کی بیدارؔ سَر تا سَر مَیں فرہنگِ فلک — v

ردیف (گ)

(۱)

کیوں نہ لے گلشن سے باج اُس ارغواں سیما کا رنگ — گُل سے ہے خوش رنگ تر اُس کے حنائی پا کا رنگ — i

جوں ہی منہ پر سے اٹھادی باغ میں آ کر نقاب — اُڑ گیا رنگِ چمن دیکھ اُس رُخِ زیبا کا رنگ — ii

چشمِ مے گوں کی تری کیفیتِ رنگیں کو دیکھ   زعفرانی شرم سے ہو نرگسِ شہلا کا رنگ iii

سر پہ دستارِ بسنتی بَر میں جامہ قرمزی   کھب گیا دل میں ہمارے اُس گلِ رعنا کا رنگ iv

آج ساقی! دیکھ تو کیا ہے عجب رنگیں ہوا   سُرخ مَے، کالی گھٹا اور سبز ہے مینا کا رنگ v

دے بھی اس ابرِ سیہ میں جام جلدی سے مجھے   دل بھرا آتا ہے میرا دیکھ کر صَہبا کا رنگ vi

جس طرف کو دیکھیے بیدارؔ تیرے اشک سے   ہو رہا ہے سُرخ یکسر دامنِ صَحرا کا رنگ vii

ردیف (ل)

(۱)

آپ نے کہنا کیا سب کا قبول   ایک میرا ہی سخن ہے نا قبول i

درد، غم، اندوہ، الم، داغ، اشک، آہ   تیری خاطر مَیں کیا کیا، کیا قبول ii

اب اگر کہیے تو سنتے بھی نہیں   آگے جو کہتے تھے ہم، سو تھا قبول iii

ایک دل ہے اَے بتاں! اپنی بساط   نا قبولِ اس کو کرو تم یا قبول iv

دل نہ جاتا ہاتھ سے بیدارؔ یوُں
گر مرے کہنے کو تو کرتا قبول v

(۲)

تا فلک آہ گئی، تا بہ سمک زاریِ دل   اور کیا شرح کروں حالِ گرفتاریِ دل i

تھا یہی زور تری زلفِ دل آویز میں بس!   خم ہوئی لا نہ سکی تابِ گراں باریِ دل ii

دیکھیے! کیا ہو کہ ہیں دست و گریباں باہم   بے وفائی تری اَے یار! وفاداریِ دل iii

غم نے گھیرا ہی تھا گر تو نہ پہنچتا، سچ ہے   تجھ سوا کون کرے اور طرف داریِ دل iv

ق

صبح کل اُس بتِ جاں بخش مسیحا دم سے   عرض کی جا کے مَیں جب حالتِ بیماریِ دل v

کہنے لگا کہ بتا دل کی نشانی اپنے   مجھ کو معلوم نہیں بس کہ ہے بسیاریِ دل vi

مَیں کہا اَے صنم! رشکِ مہ و مہر، تجھے   کیا مگر یاد نہیں روزِ خریداریِ دل vii

شام کے وقت نہ باغمزہ و ناز آیا تھا؟ — شفقی جامہ پہن بہر طلب گاریِ دل viii

سُن کے بولا کہ بھلا تو ہی ہو منصف بیدار — ایک ہووے تو کروں اُس کی پرستاریِ دل ix

تجھ سے لاکھوں ہیں پڑے چشم کے میرے بیمار — کہہ تو کس کس کی کروں پرسشِ بیماریِ دل x

(۳)

بھڑکا ہے آہِ سرد سے جوں شعلہ داغِ دل — رَوشن دمِ صبا سے ہُوا یہ چراغِ دل i

ساقی! چمن میں تو جو نہ تھا، یاد کر تجھے — خوں سے بہ رنگِ لالہ بھرا مَیں ایاغِ دل ii

گل ریزِ جلوہ تا کہ ہو وہ تُو بہارِ حُسن — خارِ تعلقات سے کر صاف باغِ دل iii

بھاتی نہیں ہے باس کسو گل کی اَے صبا! — کس کی ہُوا ہے بلا سے معطر دماغِ دل iv

دنیا طلب جو چاہیں فَراغت سو یہ مُحال — جو محوِ یادِ حق ہیں انھیں ہے فَراغِ دل v

خوں ریز چشم، شوخ نگہ، تیر زن مژہ — ان ظالموں میں کس سے مَیں پوچھوں سُراغِ دل vi

جز دردِ غم کہ حاصلِ عشقِ بتاں ہے یہ — کیا جانیں ہم کہ ہووے ہے کیسا فَراغِ دل vii

اس کو کہ ہے خیال میں جوں غنچہ سَر بہ جَیب — ہر دم بہارِ تازہ دکھاوے ہے باغِ دل viii

بیدار مہرِ یار سے رکھتا ہوں مثلِ ماہ ix
پُر نور بے فتیلہ و رَوغن چَراغِ دل

:

ردیف (م)

(۱)

نے فقط تجھ حُسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم i
ہے تری زلفِ چلیپا کی فرنگستاں میں دھوم

تیرے دندان و لبِ رنگیں کی، اَے دریائے حُسن! ii
کیا تعجب ہے اگر ہو گوہر و مَرجاں میں دھوم

کیا کریں، پابستۂ کوئے بتاں ہیں ورنہ ہم iii
کرتے ہیں جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہستاں میں دھوم

دیکھ تیرے مُنہ کو کچھ آئینہ ہی حیراں نہیں iv
تجھ رخِ روشن کی ہے مہر و مَہِ تاباں میں دھوم

اَے بہارِ گلشنِ ناز و نزاکت! ہر طرف v
تیرے آنے سے ہوئی ہے زور ہی بُستاں میں دھوم

اک طرف ہیں لالہ و گل، رُو کے تیرے، مدح خواں vi
اک طرف ہے زلف و خط کی سنبل و ریحاں میں دھوم

شعر چھوڑا گر چہ کہنا تو نے پر بیدآر آج vii
کہہ غزل ایسی کہ ہو بزمِ سخن سنجاں میں دھوم

(۲)

کیا ہوئے گلشن میں آ کر اَے عزیزاں! شاد ہم — رُوئے ہر گل کے گلے لگ یار کو کر یاد ہم i

قتل تو کرتا ہے آخر کھول دے آنکھیں ٹک ایک — دیکھ لیویں تیری صورت پھر کے اَے جلاد! ہم ii

زلفِ مشکین وقدِ موزوں کے تیرے رُو بہ رُو — سخت ہی بے قدر دیکھے سنبل و شمشاد ہم iii

دیکھنے پائے نہ رُوئے گل کو، تھا قسمت میں یوں — ہو گئے تیرے اسیرِ دام اَے صیاد! ہم iv

صورتیں خونخوار ایسی سو بنا، پر آج تو — گھر نہ جانے دیں گے تجھ کو اَے ستم ایجاد! ہم v

کام جو ہم سے ہوا ممکن نہیں تجھ سے کہ ہو — نقش کی ہے دل میں شکلِ دلرُبا فرہاد! ہم vi

نے پرِ پرواز ہے بیدآر نے فصلِ بہار vii
کس توقع پر قفس سے ہوویں اب آزاد ہم

(۳)

آ، تیری گلی میں مر گئے ہم — منظور جو تھا سو کر گئے ہم i

تجھ بن گلشن میں گر گئے ہم — جوں شبنم چشم تر گئے ہم ii

پاتے نہیں آپ کو کہیں یہاں — حیران ہیں کس کے گھر گئے ہم iii

اُس آئینہ رُو کے ہو مقابل — معلوم نہیں کدھر گئے ہم iv

گر بزم میں ہم سے وہ نہ بولا — باتیں آنکھوں میں کر گئے ہم v

تجھ عشق میں دل تو کیا کہ ظالم! جی سے اپنے گزر گئے ہم vi
شب کو اس زلف کی گلی میں لینے دل کی خبر گئے ہم vii
گنجائشِ مو بھی وھاں نہ پائی دل پر دل تھا جدھر گئے ہم viii
جوں شمع اس انجمن سے بیدار ix
لے داغِ دل و جگر گئے ہم

(۴)

محوِ رخِ یار ہو گئے ہم مَو جی سے نثار ہو گئے ہم i
آتا نہیں کوئی اب نظر میں کس سے یہ دو چار ہو گئے ہم ii
ہستی ہی حجاب تھی جو دیکھا اس بحر سے پار ہو گئے ہم iii
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک ہر چند غبار ہو گئے ہم iv
تھا کون کہ دیکھتے ہی جس کے یوں عاشقِ زار ہو گئے ہم v
فتراک سے باندھ خواہ مت باندھ اب تیرے شکار ہو گئے ہم vi
بیدارؔ سرشکِ لالہ گوں سے ہم چشمِ بہار ہو گئے ہم vii

(۵)

یہ بھی کوئی وضع آنے کی ہے جو آتے ہو تم i
ایک دم آئے نہیں گزرا کہ پھر جاتے ہو تم
دوُر سے یوُں تو کئی جھمکے دکھا جاتے ہو تم ii
پر جو چاہوں یہ کہ پاس آؤ، کہاں آتے ہو تم
کہیے مجھ سے تو بھلا اتنا کہ یہ مَیں بھی سنوں iii
بندہ پرور! کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم
اُس پری صورت بلا انگیز کو دیکھا نہیں iv
ناصحو! معذور ہو، گر مجھ کو سمجھاتے ہو تم

دیکھیے خرمن پہ، یہ برقِ بلا، کس کے پڑے v
بے طرح کچھ تیوری بدلے چلے آتے ہو تم

جو کوئی بندہ ہو اپنا اُس سے ہے پھر کیا حجاب vi
مَیں تو اس لائق نہیں جو مجھ سے شرماتے ہو تم

آج یہ گو اور یہ میداں انھیں کہہ دیجیے vii
دیکھ لوں جن کے بھروسے مجھ کو دھمکاتے ہو تم

پھر نہ آویں گے کبھی ایسے ہی گر آزردہ ہو viii
بس، چلے ہم، خوش رہو، کاہے کو جھنجلاتے ہو تم

حالتِ بیدارؔ اب کیا کیجے آپ آگے بیاں ix
وقت ہے اب بھی اگر تشریف فرماتے ہو تم

ردیف (ن)

(۱)

خاک عاشق ہے جو ہووے ہے نثارِ دامن — اَے مری جان! تو مت جھاڑ غبارِ دامن i

دوستو! مجھ کو نہ دو سیرِ چمن کی تکلیف — اشک ہی بس ہے مرا باغ و بہارِ دامن ii

سُرخ جامے پہ نہیں تیرے، کناری کی چمک — برق اس ابر میں ہووے ہے نثارِ دامن iii

دیکھتا کیا ہے گریباں کہ جنوں سے ناصح — یھاں تو ثابت نہ رہا ایک بھی تارِ دامن iv

آج چھوٗ لے سے ہوا اَے گلِ خوبی! تیرے — اتفاقاً مری تربت پہ گزارِ دامن v

حیف! ظالم کہ تجھے کھینچ کے رکھتا یک دم — نہ ہوا ملوے مژہ ایک بھی خارِ دامن vi

آستیں تک تو کہاں اس کی رَسائی بیدارؔ! — دست رس مجھ کو نہیں تا بہ کنارِ دامن vii

(۲)

یا رب جو خارِ غم ہیں جلادے انھوں کے تئیں i
جو غنچۂ طرب ہیں کھلا دے انھوں کے تئیں

انکارِ حشر جن کو ہے اَے سروِ خوش خرام! ii
یک بار اپنے قد کو دکھا دے انھوں کے تئیں
کہتے ہیں ابرؤ و مژہ خوں ریز ہیں ترے iii
ظالم کبھی ہمیں بھی بتادے انھوں کے تئیں
اُس شمع رؤ کا مجھ سے جو کرتے ہیں سرد دل iv
اَے آہِ سوز ناک! جلا دے انھوں کے تئیں
سوزاں ہیں داغ ہجر مرے دل میں مثلِ شمع v
اَے بادِ وصلِ یار! بجھا دے انھوں کے تئیں
کرتے ہیں سَر کشی جو کفِ پا سے آبلے vi
اَے خارِ دشتِ عشق! دبھا دے انھوں کے تئیں
جو صاف و بے غبار ہیں بیدآر آشنا vii
جوں سُرمہ، اپنی چشم میں جادے انھوں کے تئیں

(۳)

جانیں مشتاقوں کی لب تک آئیاں	بل بے ظالم! تیری بے پَروائیاں	i
صبح ہونے آئی، رات آخر ہوئی	بس کہاں تک شوخیاں مچلائیاں	ii
ڈس بھری ناگن ہے کیا ہی زلفِ یار	جس کو دیکھ افعی نے لہریں کھائیاں	iii
جَیب تو کیا ناصحا! دامن کی بھی	دھجیاں کر عشق نے دکھلائیاں	iv
سادہ رؤئی ہی غضب تھی تس پر اَور	کرتے ہو ہر لحظہ حُسن آرائیاں	v
اُس سَمن اندام، گُل رخسار کی	جاں فزا نکہت چُرا کر لائیاں	vi
سُن کے یہ بادِ صبا نے باغ میں	گٹھڑیاں غنچوں کی سب کھلوائیاں	vii
لیٹے چھاتی پر مری لیتا تھا وہ	آہ! کس کس آن سے انگڑائیاں	viii
اُس سَمے کو دیکھ کر سَو رشک سے	موج نے دریا پہ لہریں کھائیاں	ix
دیکھتے ہی اُس کو شیدا ہو گیا	کیا ہوئیں بیدآر وے داتائیاں	x [7]

(۴)

فقط قضیہ یہی ہے فن طبیعی اور الٰہی میں i
جو علمِ معرفت چاہے تو رہ یادِ الٰہی میں
سمجھتا ہے اُسی کا جلوہ گہ غیب شہادت کو ii
نہیں کچھ فرق عارف کو سفیدی و سیاہی میں
نہیں آرام مجھ کو اضطرابِ دل سے سینہ میں iii
کہ دریا مضطرب ہوتا ہے بیتابیِ ماہی میں
نہ کر مستوں سے کاوش ہر گھڑی آمان ! کہتا ہوں iv
خلل آ جائے گا زاہد! تری عصمت پناہی میں
جگا کر خوابِ آسائش سے بیدار آہ! ہستی نے v
عدم آسودگاں کو لاکے ڈالا یہاں تباہی میں

(۵)

جو کیفیت ہے مستی سے تری آنکھوں کی لالی میں i
نہیں وہ نشۂ رنگیں شرابِ پرتگالی میں
سرِو برگِ خوشی اَے گل بدن! تجھ بن کہاں مجھ کو ii
گلستانِ دل آیا فوجِ غم کی پائمالی میں
دُردنداں ہوئے تھے موج زن کس بحر خوبی کے iii
کہ موتی شرم سے پانی ہوئے سلکِ لآلی میں
جہاں وہ شکّریں لب گفتگو میں آوے اَے طوطی! iv
سخن سَر سبز تیرا کب ہو وھاں شیریں مقالی میں
عبث ہے آرزوئے خوش دلی بیدار گردوں سے v
مےِ راحت جو چاہے سو کہاں اس جامِ خالی میں

(۶)

تلاشِ لفظ و معنی گو ہے اشعارِ خیالی میں i
پر اہلِ درد کو لذت ہے اور ہی شعرِ حالی میں

چمکتے سُرخیِ پاں میں ہیں دانت اِس لطف سے اُس کے ii
کہ برق اس رنگ سے چمکی نہیں بادل کی لالی میں

رقیبِ پیل تن فرشِ زمیں ہو ایک ٹھوکر میں iii
کہ تابِ زورِ پنجہ کب ہے دستِ شیر قالی میں

ہزاروں معنیِ رنگیں ہیں اُس یک بیتِ ابرؤ میں iv
نہیں ہے شعر ایسا کوئی دیوانِ ہلالی میں

نہایت طبعِ معنی آفریں بیدار رکھتا ہے v
کہ طرحِ ہر غزل کرتا ہے جو مضمونِ عالی میں

(۷)

روز و شب رکھتا ہوں طفلِ اشک تاب آغوش میں i
جیسے رکھتا ہے صدف دُرِّ خوش آب آغوش میں

جوں ہی آیا یار یھاں مستِ شراب آغوش میں ii
ہو گیا جل کر دلِ حاسد کباب آغوش میں

ایک دم بھی ہجر میں تھمتا نہیں بارانِ اشک iii
چشمِ گریاں بس کہ رکھتی ہے سَحاب آغوش میں

صبح تک ہر شب یہی رہتا ہے مجھ کو انتظار iv
آہ کب آوے گا میرا آفتاب آغوش میں

یک طرف کو پارۂ دل یک طرف لختِ جگر v
آتشِ ہجراں پہ ہوتے ہیں کباب آغوش میں

دن کو رہتا ہے زبس محوِ تماشائے خیال vi
رات کو دیکھے ہے دل تیری ہی خواب آغوش میں

ہے یقیں آوے گا بَر میں آج وہ خورشید رُو vii
خواب میں آیا ہے، میری، ماہتاب آغوش میں

نقدِ جاں تو کھو چکا دل! کوچۂ جاناں میں تو viii
کیوں تڑپھتا ہے اب اَے خانہ خراب! آغوش میں

مجھ سے ہم بستر ہُوا تھا ایک شب وہ گُل بدن ix
اب تلک بیدآر ہے بُوئے گلاب آغوش میں

(۸)

دل ہمارے کو چُرا تم نے لیا، کہتے ہیں i
سچ ہے یا جھوٹھ ہے، کیا جانے، سنا کہتے ہیں

اَے صنم! توڑے ہے تو خانۂ دل کو میرے ii
یہ وہ گھر ہے کہ جسے بیتِ خدا کہتے ہیں

ہم پہ یہ جَور و ستم، اَوروں پہ وہ لطف و کرم iii
کچھ بھی انصاف ہے ظالم! اسے کیا کہتے ہیں

خونِ عشاق میں خوُباں نے کیے رنگیں ہاتھ iv
اِفترا باندھے ہیں جو رنگِ حنا کہتے ہیں

شیشۂ دل کو مرے، سنگِ ستم سے ٹکڑے v
لے کر، اُس طفل پری رُونے، کیا، کہتے ہیں

اُس کو کیا کہیے، ہوئی آپ سے ہی نادانی vi
یار کہتے ہیں جو کچھ مجھ کو، بجا کہتے ہیں

تو بھی چل دیکھ تو بیدآر کی حالت اَے شوخ! vii
جوُں حَباب آنکھوں میں دم آکے رہا، کہتے ہیں

(۹)

شتاب آ کہ مجھے تابِ انتظار نہیں — کسو ہی طرح مرے جی کو اب قرار نہیں i
عبث کرے ہے تو وعدے خلاف ملنے کے — تیری قسم کا مجھے جان! اعتبار نہیں ii
شراب و ساغر و مینا و سیرِ گلشن ہے — ہزار حیف! کہ اس وقت وہ نگار نہیں iii
نہ دَیر ہی پہ ہے موقوف کچھ نہ کعبے پر — وہ کون جا ہے کہ اُس کا جہاں گزار نہیں iv
ٹک آ کے دیکھ تو بیدآر کے جگر کے داغ — کسی چمن میں مری جان! یہ بہار نہیں v

(۱۰)

خرقہ رہنِ شراب کرتا ہوں — دلِ زاہد کباب کرتا ہوں i
نالۂ آتشیں سے یک دم میں — دلِ فولاد آب کرتا ہوں ii
آہِ سوزاں واشکِ گل گوں سے — کارِ برق و سَحاب کر تا ہوں iii
ہیں تصوّر میں اس کے، آنکھیں بند — لوگ جانے ہیں خواب کرتا ہوں iv
داغِ سوزانِ عشق سے دل کو — چشمۂ آفتاب کرتا ہوں v
برق کو بھی سکوں ہُوا آخر — مَیں ہنوز اضطراب کرتا ہوں vi
تاکہ بیدآر اُس سے ہو آباد — خانۂ دل خراب کرتا ہوں vii

(۱۱)

تجھ بن ہے بے قرار دل اَے ماہ! کیا کروں i
کٹتی نہیں ہے ہجر کی شب آہ! کیا کروں

نے دل نہ دل رُبا نہ مرے جی کو ہے قرار ii
حیراں ہوں اس میں اَے مرے اللہ! کیا کروں

اَے ساحرو! بتاؤ تم ایسا فسوں مجھے iii
جس سے کہ ہووے اُس کو مری چاہ، کیا کروں

جی کے سوا کچھ اَور نہیں اب بساط میں iv
جاتا ہے یار گھر کو، مَیں ہمراہ کیا کروں

بیدارؔ! جلوہ گر ہے مرا یار ہر طرف v
جو بے خبر ہو اُس کو مَیں آگاہ کیا کروں

(۱۲)

تیرے ہم خاطرِ نازک سے خطر کرتے ہیں i
ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں

دل و دیں تھا سو لیا اور بھی کچھ مطلب ہے ii
بار بار آپ جو ایدھر کو نظر کرتے ہیں

فائدہ کیا ہے اگر شرق سے تا غرب پھرے iii
راہ رَو وے ہیں جو ہستی سے سفر کرتے ہیں

ہم تو ہر شکل میں یہاں آئنہ خانے کی مثال iv
آپھی آتے ہیں نظر سَیر جدھر کرتے ہیں

کیا ہو گر کوئی گھڑی یہاں بھی کرم فرماؤ v
آپ اس راہ سے آخرکو گزر کرتے ہیں

تیرے ایامِ فراق، اَے صنمِ مہر گسل! vi
آہ! مت پوچھ کہ کس طرح بسر کرتے ہیں

دن کو پھرتے ہیں تجھے ڈھونڈھتے اور رات تمام vii
شمع کی طرح سے رُو رُو کے سَحر کرتے ہیں

یہ وہی فتنۂ آشوبِ جہاں ہے بیدارؔ viii
دیکھ کر پیر و جواں جس کو حذر کرتے ہیں

بس نہیں خوب کہ ایسے کو دل اپنا دیجے ix
آگے تو جان میاں! ہم تو خبر کرتے ہیں

(۱۳)

سینۂ داغ دار رکھتا ہوں   دیکھیے! لالہ زار رکھتا ہوں i
جیسے آتش پہ ہو سپند کا حال   یوُں دلِ بے قرار رکھتا ہوں ii
تیری وعدہ خِلافیاں یہ کچھ   تِس پہ مَیں انتظار رکھتا ہوں iii
غم نہیں گو ہے خَلق آزردہ   مہرباں! تجھ سا یار رکھتا ہوں iv
نگہِ لطف ہو اس طرف بھی کبھوُ   دلِ امیدوار رکھتا ہوں v
آہ! کس کس کا دوُں حساب تجھے   درد و غم بے شمار رکھتا ہوں vi
ایسے ظالم کو دل نہ دوُں بیدآر   اس میں گر اختیار رکھتا ہوں vii

(۱۴)

تیرے کوچے سے نہ یہ شیفتگاں جاتے ہیں i
جھوٹھ کہتے ہیں کہ جاتے ہیں، کہاں جاتے ہیں؟
آمد و رفت نہ پوُچھ اپنی گلی کی ہم سے ii
آتے ہیں ہنستے ہوئے، کرتے فُغاں جاتے ہیں
کعبہ و دَیر میں دیکھے ہیں اُسی کا جلوہ iii
کفر و اسلام پہ کب دیدہ وَراں جاتے ہیں
نہیں مقدوُر کہ پہنچے کوئی اس تک، پر ہم iv
جوُں نگہ، دیدۂ مردُم سے نہاں جاتے ہیں
گر ہے دیدار طلب، صاف کر اپنے دل کو v
رُو بہ رُو اُس کے تو آئینہ دِلاں جاتے ہیں
جذب تیرا ہی اگر کھینچے تو پہنچیں ورنہ vi
تجھ کو سنتے ہیں پَرے وھاں سے جہاں جاتے ہیں
آہ! کرتا ہے خراش اُن کا دلوں میں نالہ vii
کون یہ قافلے میں نعرہ زَناں جاتے ہیں؟

تجھ کو بیدار رکھا پیچھے گراں باری نے viii
راہ رَو جو ہیں سبک سار رَواں جاتے ہیں

جی میں ہے کہیے غزل اور مقابل اس کے ix
گہر اس بحر میں مضموں کے رَواں جاتے ہیں

(۱۵)

تیرے حیرت زدگاں اور کہاں جاتے ہیں i
کہیے گر آپ سے جاتے ہیں تو ہاں! جاتے ہیں

وے نہیں ہم کہ تیرے جَور سے اٹھ جاویں گے ii
جی ہے جب لگ،نہیں اَے جانِ جہاں! جاتے ہیں

کون وہ قابلِ کُشتن ہے بتاؤ ہم کو iii
آپ جو اُس پہ لیے تیر و کماں جاتے ہیں

جوں نگیں رُو سیہی نام سے یھاں حاصل ہے iv
نامور وے ہیں جو بے نام و نشاں جاتے ہیں

سنگِ ہستی سے کہ تھا مانعِ راہِ مقصود v
جَست کر مثلِ شرر گرم رَواں جاتے ہیں

تجھ کو فہمید کہاں شیخ! کہ سمجھے یہ رمز vi
وھاں نہیں بار مَلک یار جہاں جاتے ہیں

مجھ کو اُس طفل پری رُو نے کیا دیوانہ vii
ہوش سے، دیکھ جسے، پیر و جواں جاتے ہیں

غیرِ جَوہر نہیں اعراض سے اُن کو کچھ کام viii
رنگ و بُو پر نہیں صاحب نظراں جاتے ہیں

خوابِ بیدار مسافر کے نہیں حق میں خوب ix
کچھ بھی ہے تجھ کو خبر؟ ہم سفراں جاتے ہیں

(۱۶)

دید ہم اُس ستم ایجاد کا کر جاتے ہیں i
جان پر کھیلتے ہیں، سینہ سپر جاتے ہیں
کیا طلسم اُس کی گلی میں ہے کہ دل کی مانند ii
وھاں سے پھرتے نہیں جو لینے خبر جاتے ہیں
روزِ روشن کو شب تار کیا اُس نے مرے iii
جس سے لینے کو ضیا، شمس و قمر جاتے ہیں
راہ پاتے ہیں وہی انجمنِ وحدت میں iv
شمع کی طرح سے جو سَر سے گزر جاتے ہیں
ہم کو مقصود نہیں سَیر و تماشے سے کچھ اَور v
دید تیرا ہی ہے منظور جدھر جاتے ہیں
آئے جس کام کو تھے سو تو وہ ہم سے نہ ہُوا vi
آہ! کس منہ سے ہم اب یھاں سے اُدھر جاتے ہیں
نہیں بیدآر ہمیں فکرِ معاش، اپنے ساتھ vii
آب و دانہ لیے مانندِ گہر جاتے ہیں

(۱۷)

ہم جو تجھ بزم سے اَے نورِ نظر! جاتے ہیں i
شمع ساں، داغ بہ دِل، شعلہ بہ سَر، جاتے ہیں
کچھ خبر میری بھی رکھتے ہو تم اَے بندہ نواز! ii
جان جاتی ہے اِدھر آپ اُدھر جاتے ہیں
مان! کہنے کو، نہ جا چھوڑ کے اِس وقت مجھے iii
بات رہ جائے گی اَور دن تو گزر جاتے ہیں

بے ثباتیِ جہاں دیکھ! فنا آگاہاں iv
چشم وا کرتے ہی اٹھ مثلِ شرر جاتے ہیں

رفتگاں کے تیئں کیا رُودیں کہ کوئی دم میں v
ہم بھی اس بزم سے جوں شمعِ سَحر جاتے ہیں

لعل مت سمجھو تم اَے دل شِکناں! ان کے تیئَں vi
سَیل اشکوں میں بہے لختِ جگر جاتے ہیں

گھر کسی اَور کے بیدآر نہیں جاتے ہم vii
خوب رُؤ ہو جو کوئی اُس کے، مگر جاتے ہیں

(۱۸)

جو کُحلِ چشم، بتاں تیری خاکِ راہ کریں — شکار سیکڑوں دل کو بہ یک نگاہ کریں i

دیا ہے حق نے تجھے وہ جمالِ نوُرانی — کہ کسبِ نوُر ترے منہ سے مہر و ماہ کریں ii

جو ہیں گے محوِ خیال اُس کی چشم و ابرؤ کے — نہ قصدِ بُت کدہ نے عزمِ خانقاہ کریں iii

جفا و جَور کرے یا وفا و مہر کرے — ہم اُس سے عشق میں جو ہو سو ہو نباہ کریں iv

بہ زور چاہیں کہ لیں دل نہ لے سکیں خوُباں — ادا و ناز کی سَو جمع گر سپاہ کریں v

اس اپنی وضع میں بیدآر ہم بھی ہیں مضبوط — کرے جو چاہ ہماری، ہم اُس کی چاہ کریں vi

اسی زمین میں کہہ دوسری غزل بیدآر — کہ جس کو اہلِ سخن سُن کے واہ واہ کریں vii

(۱۹)

نہ ہووے یہ کہ کبھو آپ آ، نگاہ کریں — ہزار گر پسِ دیوار آہ! آہ! کریں i

دیا ہے ہاتھ میں ان نَوخطاں کے، صفحۂ دل — سفید خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں ii

نہیں ہے بندہ نوازی سے واقعی کچھ دور — کہ آپ ادھر بھی قدم رنجہ گاہ گاہ کریں iii

یقیں ہے دیکھیں اگر اُس مرے شرابی کو — پھر اہلِ صَومعہ میخانہ خانقاہ کریں iv

نہ آ سکے ہے وہ یھاں نے ہمیں رَسائی وھاں — کوئی ہے طرح کہ ملنے کی اُس سے راہ کریں v

گھڑی گھڑی خفگی بات بات میں جھڑکی — سلوک جس کے یہ ہیں اُس سے کیا نباہ کریں vi

نہ التفات نہ شفقت نہ مہر نے اِخلاص — کس آرزو پہ ہم اُس بے وفا کی چاہ کریں vii
گناہ گار ہی زاہد ہیں مَورِدِ رحمت — جو بے گناہ ہیں کل حسرتِ گناہ کریں viii
نشیمنِ دلِ بیدآر کو اگر دیکھیں — بتاں اس آئینہ خانے کو جلوہ گاہ کریں ix

(۲۰)

بھرے موتی ہیں گویا تجھ دہن میں — کہ دُر ریزی تو کرتا ہے سخن میں i
بہار آرا وہی ہے ہر چمن میں — اُسی کی بُو ہے نسرین وسَمن میں ii
نہ پھر ایدھر اُدھر ناحق بھٹکتا — کہ ہے وہ جلوہ گر تیرے ہی من میں iii
جہاں وہ ہی نہیں رھاں، کفر و اسلام — عبث جھگڑا ہے شیخ و برہمن میں iv
ہوئی جاتی ہے پانی شرم سے شمع — مگر وہ ماہ آیا انجمن میں v
چھڑایا تھا نپٹ مشکل سے، پھر آہ! — دل اٹکا اُس کی زلفِ پُر شکن میں vi
جنوں نے دست کاری ایسی ہی کی — نہ تھا گویا گریباں پیرہن میں vii
ہرا، جاتا ہے جی غیرت میں ڈوبا — گِرا کس کا دل اُس چاہِ ذقن میں viii
مگر پروانہ جل کر ہو گیا خاک — کہ رُو رُو شمع جلتی ہے لگن میں ix
جو سُنتے تھے دمِ عیسیٰ کا اعجاز — سو دیکھا ہم نے وہ تیرے سخن میں x
نہ دیکھا اس پری جلوہ کو بیدآر — رہا مشغول تو یھاں ما و من میں xi

(۲۱)

کہاں گنجائشِ حرف اُس دہن میں — نہیں جائے سخن کچھ اِس سخن میں i
ہُوا یھاں کون گل ریزِ تبسم — کہ رنگِ گُل ہَوائی ہے چمن میں ii
لگا دی پھر کسی نے آتشِ عشق — کہ سوزشِ نَو ہوئی داغِ کہن میں iii
جو تیری زلف میں ہے نکہتِ خوش — نہ سنبل میں نہ وہ مشکِ خُتن میں iv
شہیدِ دستِ رنگینِ بتاں ہوں — رکھو برگِ حنا میرے کفن میں v
ہوئے دیوانہ اہلِ بزم سارے — جو آیا وہ پری رو انجمن میں vi
کیا یھاں کس نے آ، بندِ قبا، وا — گریباں چاک ہے ہر گل، چمن میں vii

یہ آیا کون گلشن میں کہ ہر گل — نہیں پھولا سماتا پیرہن میں viii

ق

جو وہ تک بسترِ گل پر کرے خواب — نشاں ہو جائے پھولوں کا بدن میں ix

لطافت اور نزاکت اس قدر تو — نہیں ہے یاسمین و یاسمن میں x

گیا موسم جنوں کا تو بھی بیدار — تو اب تک ہے اسی دیوانہ پن میں xi

(۲۲)

یہ تو قدرت ہے کہاں پاس کہ اس کے جاؤں i
مغتنم جانوں اگر دوٗر سے بھی دیکھ آؤں

اِدھر آنکھیں پڑی رُوتی ہیں اُودھر دلِ نالاں ii
ہوں تحیّر میں کہ کس کس کے تئیں سمجھاؤں

یہ بھی آنا ہے کوئی اِس سے نہ آنا بہتر iii
آئے دم بھی نہ ہُوا، کرتے ہو، جاؤں جاؤں

رشک سے سینۂ طاؤس کے اُڑ جاویں پَر iv
نَو بہارِ دلِ پُر داغ اگر دکھلاؤں

ق

مہرباں دیکھ شب اس غنچہ دہن سے مَیں کہا v
آرزوٗ دل کی کہو مثلِ حنا بَر لاؤں

برگِ گُل سے کہ کفِ پاہیں تمھارے نازک vi
اپنی آنکھوں سے مَلوں آج جو رخصت پاؤں

ہنس کے بولا کہ بس اب لگ نہ چل اتنا بیدار vii
چاہتا ہے کہ اُٹھا دیویں، ابھی فرماؤں

(۲۳)

ہوں غنچہ اپنے جَیب میں جو سَر فرُو کریں i
صرفِ نگاہِ صد چمن رنگ و بُو کریں

چاہیں کہ ہو شگفتگیِ طبع مثلِ گُل ii
افسردہ خاطرانِ چمنِ دل میں رُو کریں

مسجد کو چھوڑے زاہد و بت خانہ برہمن iii
یک بار تجھ کو اُن کے اگر رُو بہ رُو کریں

تارِ شعاعِ ماہِ رخِ یار ہے کہاں iv
چاکِ کتانِ دل کو ہم اس سے رفو کریں

وہ چشمِ مست دیکھیں جو یک بار مَے کشاں v
مَیں جانوں پھر کہ ساغرِ مَے آرزُو کریں!

جو ہم کلام تجھ لبِ جاں بخش سے ہوئے vi
کس سے انھیں دماغ کہ پھر گفتگو کریں

رَوشن دِلانِ جسم گدازاں پئے نماز vii
جوں شمع، آبِ چشم سے اپنے، وضو کریں

چاہیں کہ طوفِ مَے کدۂ عشق زاہداں viii
مَے سے رِدائے زُہد وَرع شست و شو کریں

بیدار وہ نگار تو اپنے ہی پاس ہے ix
جو گُم ہُوا ہو اس کے تئیں جستجو کریں

(۲۴)

بہارِ گلشنِ ایام ہوں مَیں — سحرِ نُور و سَوادِ شام ہوں مَیں i
شتاب آ، اَے مہِ عیسیٰ نفس! تو — کہ خورشیدِ کنارِ بام ہوں مَیں ii
اگر منظور ہے آنا تو جلد آ — کہ تجھ بن سخت بے آرام ہوں مَیں iii

بہ جاے مے تری دوری میں اَے گُل! — بہ رنگِ لالہ خوں آشام ہوں مَیں iv

محب و مخلص و فدوی ہوں تیرا — سمجھ تو لائقِ دشنام ہوں مَیں v

تجھے دیکھ آپ میں رہتا نہیں مَیں — غرض تجھ وصل سے ناکام ہوں مَیں vi

بہار آئی چمن میں گو، مجھے کیا — گرفتارِ اسیرِ دام ہوں مَیں vii

نشاں اپنا کہیں پایا نہیں یھاں — فقط عنقا صفت یک نام ہوں مَیں viii

نہ پیغام و سلام و نے ملاقات — عبث تجھ عشق میں بدنام ہوں مَیں ix

نہ ہوں پروانہ ہر شمع بیدآر — فداے سرو گُل اندام ہوں مَیں x

(۲۵)

آہ! اَے یار کیا کروں تجھ بن — نالۂ زار کیا کروں تجھ بن i

ایک دم بھی نہیں قرار مجھے — اَے ستم گار! کیا کروں تجھ بن ii

ہوں تری چشمِ مست کا مشتاق — جامِ سَر شار کیا کروں تجھ بن iii

گو بہار آئی باغ میں لیکن — سیرِ گلزار کیا کروں تجھ بن iv

دل ہے بیتاب چشم ہے بے خواب — جانِ بیدآر! کیا کروں تجھ بن v

(۲٦)

چاہ کا تجھ کو مرے دل پہ گماں ہے کہ نہیں i
بوُے گُل دیکھ تو غنچے میں نہاں ہے کہ نہیں

اپنے بندوں پہ جو اس طرح جفا کرتے ہو ii
خوف کچھ تم کو خدا کا بھی بتاں! ہے کہ نہیں

یھاں تو جی آن کے ٹھہرا ہے لبوں پر اپنا iii
آہ! کیا جانے خبر اُس کو بھی وھاں ہے کہ نہیں

ہے قصور اپنی نظر کا جو نہ دیکھے ورنہ iv
جلوۂ شمعِ رخِ یار کہاں ہے کہ نہیں

باد سے تیری گلی میں جو اُٹھا گرد و غبار v
آج کیا وھاں کوئی اب اشک فشاں ہے کہ نہیں

ہم نشینوں سے لگا کہنے ستم گر میرا vi
کہیں بیدارؔ کا پُوچھو تو مکاں ہے کہ نہیں

روز و شب میرے ہی کوچے میں گڑا رہتا ہے vii
خطرۂ جان اُسے کچھ بھی میاں! ہے کہ نہیں

یہ وہی جا ہے جہاں قتل ہُوا ہے عالم viii
خاک اور خون میں یھاں کون تپاں ہے کہ نہیں

رحم آتا ہے زبس اُس کی جوانی پہ مجھے ix
ورنہ کیا پاس مرے تیغ و سناں ہے کہ نہیں

(۲۷)

انجمن سازِ عیش تو ہے یھاں — اَور پھر کس کی آرزو ہے یھاں i
مَن و تو کی نہیں ہے گنجائش — حرفِ وحدت کی گفتگو ہے یھاں ii
کام کیا شمع کا ہے، لے جاؤ — دل بر آفتاب رُو ہے یھاں iii
دل میں اپنے نہیں کچھ اور تلاش — ایک تیری ہی جستجو ہے یھاں iv
دست بوسی کو تیری اَے ساقی! — منتظر ساغر و سبو ہے یھاں v
آ، شتابی کہ ہے مکانِ لطیف — سیرِ گلزار و آب جُو ہے یھاں vi
کیا ترے گھر میں رات تھا بیدارؔ — اُس گل اندام کی سی بُو ہے یھاں vii

(۲۸)

ماہ رخسار، ہلال ابرو و خورشید جبیں — شمعِ رَوشن کُنِ کاشانۂ اربابِ یقیں i
گُل بدن، غنچہ دہن سَرو قد و نرگس چشم — یعنی سَر تا بہ قدم باغ و بہارِ رنگیں ii
مست و بے باک و غزل خوان و پریشاں کاکل — بزم میں آ کے بہ صد ناز ہُوا صدر نشیں iii
دیکھ کر چاہے کہ تصویر کو کھینچے اس کی — نقشِ دیوار ہو صورت گرِ بت خانۂ چیں iv

ق

جا کے بیدآر کو دیکھا تو عجب حالت ہے — دل ہے انگار، جگر خستہ و جاں ہے غم گیں v

شدتِ درد و الم سے ہے نہایت بے تاب — چشمِ خوں بار سے تر ہے در و دیوار و زمیں vi

دیکھ کر مَیں نیکہا اس کو کہ اَے یارِ عزیز! — صبر و آرام و قرار ایک بھی دم تجھ کو نہیں vii

نعرہ و آہ کُناں جاں بہ لب و خستہ جگر — حال ایسا ہے جو تیرا، مگر عاشق ہے کہیں viii

کہنے لاگا کہ میاں سنتے ہو کچھ مت پوچھو — سرگذشت اپنی کروں تم سے مَیں اب کیا تئیں ix

ایک دن صید گہِ عشق میں گزرا تھا مَیں — بہرِ تسکینِ دلِ غم زدہ و جانِ حزیں x

دیکھتا کیا ہوں کہ آتا ہے نہایت بے باک — شہسوارِ بتِ خونخوار عدوے دل و دیں xi

ناوکِ جَور سے دلِ صید کیے تھے یہاں تک — خوں سے تھا دامنِ فتراک سَراسَر رنگیں xii

دور سے دیکھتے ہی کھینچ کے قرباں سے کماں — تیرِ دل دوز لگایا مرے سینے میں وہاں ہیں xiii

دیدۂ زخم سے ایسا ہے ہُوا خوں جاری — ایک قطرہ بھی مرے تن میں جو ڈھونڈھو تو نہیں xiv

زہر آلود خدنگِ مژۂ کافر کیش — چشمِ انصاف سے دیکھو تو لگے جس کے تئیں xv

غیرِ بے تابی و بے خوابی و بے آرامی — اُس کو کس طرح سے ہو صبر و قرار و تسکیں xvi

(۲۹)

پاوے کس طرح کوئی، کس کو ہے مقدور، ہمیں i
لے گیا عشق ترا کھینچ بہت دوٗر ہمیں

صبح کی رات تو رُو رُو کے، اب آ اَے بے مہر! ii
روزِ رَوشن کو دِکھا مت شبِ دیجوٗر ہمیں

ربط کو چاہیے یک نوٗع کی جنسیت یہاں iii
چشمِ بیمار اُسے ہے دلِ رنجور ہمیں

بات گر کیجیے تو ہے بندہ نوازی ورنہ iv
دیکھنا ہی ہے فقط آپ کا منظور ہمیں

اُلفت اُس شوخ کی چھوٹے ہے کوئی جیتے جی v
رکھو اِس پند سے اَے ناصحو! معذور ہمیں

پِی ہے مَے رات کو یا جاگے ہو تم، کچھ تو ہے vi
آنکھیں آتی ہیں نظر آج تو مخمور ہمیں

یہاں سے بیدار گیا وہ مہِ تاباں شاید vii
نظر آتا ہے یہ گھر آج تو بے نوُر ہمیں

(۳۰)

نہیں، تیرا تو کچھ ہم، اَے بتِ خود کام! لیتے ہیں i
کوئی دم زیرِ دیوار آکے یہاں آرام لیتے ہیں

اگر ٹک گھوُر کے دیکھیں، تو عاشق جی سے جاتا ہے ii
عبث ناوَک نِگاہاں ہاتھ میں صمصام لیتے ہیں

(۳۱)

نے شکیبائی دے نے تاب وتَواں رکھتے ہیں — ایک کہنے کو دلِ غم زدہ، ہاں! رکھتے ہیں i
آتشِ ہجر پہ بے تاب ہیں ہم مثلِ سپند — صبر وآرام جو چاہو سو کہاں رکھتے ہیں ii

(۳۲)

مجھ درد کی خبر تجھے اَے بے دفا! نہیں — جانے تری بلا کہ تو عاشق ہُوا نہیں i
مت پوچھ حالِ دیدۂ بیدار اَے ولؔی! — "مدت ہوئی پلک سے پلک آشنا نہیں" ii

(۳۳)

صوُرت اُس کی سما گئی جی میں — آہ! کیا آن بھا گئی جی میں i
تو جو بیدارؔ یوُں ہُوا تارک — ایسی کیا بات آگئی جی میں ii

ردیف(و)

(۱)

حصولِ فقر گر چاہے تو چھوڑ اسبابِ دنیا کو i
لگا دے آگ یکسر بسترِ سنجابِ دنیا کو

رکھے ہیں حق پرستاں ترکِ جمعیت میں جمعیت ii
میسّر ہووے یہ دولت کہاں اربابِ دنیا کو

فریبِ رنگ و بوئے دہر، مت کھا، مردِ عاقل ہو iii
سمجھ آتش کدہ اس گلشنِ شادابِ دنیا کو

سیہ مستِ مَےِ تحقیق ہو گر پاک طینت ہے iv
نجس مت جامِ دل کر بھر کے بس خونابِ دنیا کو

یہ ہے بیدار زہر آلودہ مار، اس سے حذر کرنا v
نہ لینا ہاتھ میں تو گیسوئے پُرتابِ دنیا کو

(۲)

ترا جمالِ دل افروز جس نے دیکھا ہو — شبِ سیہ میں نہ محتاج روشنی کا ہو i

تمام خوبیِ عالم ہوئی ہے تجھ پر ختم — جہاں میں کون ترا اَے نگار! ہمتا ہو ii

دکھا مت آئنہ اُس سادہ رو کو مشاطہ! — مباد! دیکھ کر اپنا ہی آپ شیدا ہو iii

سرشکِ دیدۂ گریاں فراقِ جاناں میں — بعید کیا ہے اگر رفتہ رفتہ دریا ہو iv

نہ دلبری نہ دلاسا نہ مہربانی ہے — کوئی فریفتہ کس آرزو پہ تیرا ہو v

بلائے زلفِ سیہ رات خواب میں دیکھی — عجب نہیں کہ مرے دل کو آج سودا ہو vi

بجا ہے توڑیے زاہد! اس ابر میں توبہ — شراب و ساغر و ساقی اگر مہیا ہو vii

ق

کہا مَیں رات کو اُس شمعِ محفل آرا سے — نقاب رو سے اٹھا دے جو تو بھلا کیا ہو viii

یہ سن کے ہنس کے لگا کہنے مجھ سے، اَے بیدار! — نہ تاب لا دے گا، بندِ نقاب گروا ہو ix

(۳)

کہاں ہے طالعِ بیدآر یہ کہ ایسا ہو i
کہ سَر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو

شراب و جام و شبِ مہتاب و دریا ہو ii
جو تو نہ ہووے تو پھر لطفِ سیر وھاں کیا ہو

سنوں ہوں جس کی مَیں آواز پا تو دوڑوں ہوں iii
سمجھ کے یہ کہ کہیں تو ہی یھاں نہ آتا ہو

کیا ہے تنگ مجھے سخت ناصحوں نے، یھاں iv
جو تو ہو آکے نُمایاں تو کیا تماشا ہو

کہو تو مجھ سے بھی وہ کیا ہے ناخوشی کا سبب v
بجا ہو خواہ مری جان! خواہ بے جا ہو

کرے ہیں ناز گُل و لالہ اپنی خوبی پر vi
ٹک ایک تو بھی تو یھاں آکے جلوہ فرما ہو

ہُوا ہے گھر مرے بیدآر آج وہ مہماں vii
یہ ڈر مجھے ہے کہ اس کا کہیں نہ چرچا ہو

(۴)

تم کو کہتے ہیں کہ عاشق کا فغاں سنتے ہو i
یہ تو کہنے ہی کی باتیں ہیں کہاں سنتے ہو

چاہ کا ذکر تمھاری مَیں کیا کس آگے؟ ii
کون کہتا ہے، کہو کس کی زَباں سنتے ہو

کششِ عشق ہی لائی ہے تمھیں یھاں ورنہ iii
آپ سے تھا نہ مجھے یہ تو گماں سنتے ہو

ایک شب میرا بھی افسانۂ جاں سوز سنو iv
قصے اَوروں کے تو اَے جانِ جہاں! سنتے ہو

وہ گُل اندام گر آیا، تو خجالت سے تمام v
زرد ہو جاؤ گے اَے لالہ رُخاں! سنتے ہو

ایک کے لاکھ سناؤں گا خبردار رہو vi
اس طرف آئی اگر طبعِ رَواں، سنتے ہو

آج کیا ہے کہو کیوں ایسے خفا بیٹھے ہو vii
اپنی کہتے ہو نہ میری ہی میاں! سنتے ہو

کون ہے کس سے کروں دردِ دل اپنا اظہار viii
چاہتا ہوں کہ سُنے، تم سو کہاں سنتے ہو

یہ وہی شوخ ہے آتا ہے جو بیدار کے ساتھ ix
جس کو غارت گرِ دل، آفتِ جاں سنتے ہو

(۵)

دل کو مَیں آج ناصحا! اُس کو دیا جو ہو سو ہو i
راہ میں عشق کے قدم اب تو رکھا جو ہو سو ہو

عاشقِ جاں نثار کو خوف نہیں ہے مرگ کا ii
تیری طرف سے اَے صنم! جَور و جفا جو ہو سو ہو

یا ترے پانو کو لگے یا ملے خاک میں تمام iii
دل کو مَیں خون کر چکا مثلِ حنا جو ہو سو ہو

خواہ کرے وفا و مہر خواہ کرے جفا و جَور iv
دلبرِ شوخ و شنگ سے اب تو مِلا جو ہو سو ہو

یا وہ اٹھادے مہر سے یا کرے تیغ سے جدا v
یار کے آج پانو پر سَر کو دھرا جو ہو سو ہو

(٦)

نہیں آرام ایک جا دل کو آہ! کیا جانے کیا ہُوا دل کو i
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی کون سینہ سے لے گیا دل کو ii
اَے بتاں! محترم رکھو اس کو کہتے ہیں خانۂ خدا دل کو iii
لے تو جاتے ہو مہرباں! لیکن کیجو مت آپ سے جدا دل کو iv
منہ نہ پھیرا کبھو جفا سے تری آفریں دل کو مرحبا دل کو v
یہ توقع نہ تھی ہمیں ہرگز کہ دکھاؤ گے یہ جفا دل کو vi
ہیں یہی ڈھنگ آپ کے تو خیر کیوں نہ پھر دیجیے گا آ دل کو vii
ہم تو کہتے تھے تجھ کو اَے بیدارؔ! کیجو مت اس سے آشنا دل کو viii
آخر اُس طفلِ شوخ نے، دیکھا! ٹکڑے جوں شیشہ کر دیا دل کو ix

(٧)

ایک تو مدتوں میں آئے ہو آہ! تس پر بھی منہ چھپائے ہو i
آپ کو آپ میں نہیں پاتا جی میں یہاں تک مرے سَمائے ہو ii
کیا کہوں تم کو اَے دل و دیدہ! جو جو کچھ سَر پہ میرے لائے ہو iii
دید بس کر لیا اس عالم کا پھر چلو وہاں جہاں سے آئے ہو iv
کیوں کے تشبیہ اُس سے دے بیدارؔ مَہ سے تم حُسن میں سَوائے ہو v

(٨)

داد دیتا نہیں فریادی کو کام فرمائے ہے جلّادی کو i
دل کو کرتا ہے نِگاہوں میں شکار واہ وا ہے، تیری صیّادی کو ii
دیکھ آکر میرے اشکوں کی بہار کر دیا رشکِ چمن، وادی کو iii
بال و پر سب تو قفس میں اُڑ گیے کیا کروں گا مَیں اب آزادی کو iv
جو سخن فہمِ جہاں ہیں بیدارؔ مانتے ہیں تری اُستادی کو v

(۹)

ایک دن وصل سے اپنے مجھے تم شاد کرو i
پھر مری جان! جو کچھ چاہو سو بیداد کرو

گر کسی غیر کو فرماؤگے تب جانوگے ii
دے ہمھی ہیں کہ بجالادیں، جو اِرشاد کرو

اب تو ویراں کیے جاتے ہو طرب خانۂ دل iii
آہ! کیا جانے کب آ، پھر اسے آباد کرو

یاد میں اُس قدو رخسار کے اَے غم زدگاں! iv
جاکے ٹک باغ میں سیرِ گُل و شمشاد کرو

لے کے دل چاہو کہ پھر دیوے وہ دلبر معلوم! v
کیسے ہی نالہ کرو کیسی ہی فریاد کرو

سُرمۂ دیدۂ عشاق ہے یہ اَے خوباں! vi
اپنے کوُچے سے مری خاک نہ برباد کرو

دیکھ کر طائرِ دل، آپ کو، بھوُلا پرواز vii
خواہ پابند رکھو خواہ اِسے آزاد کرو

آپ کی چاہ سے چاہے ہیں مجھے سب ورنہ viii
کون پھر یاد کرے تم نہ اگر یاد کرو

شمع اَفروختہ جب بزم میں دیکھو یارو! ix
حالِ بیدارؔ جگر سوختہ وھاں یاد کرو

(۱۰)

آنے دو تم اپنے پاس مجھ کو — کرتا ہے کچھ اِلتماس مجھ کو i
ترے یہ جَور کب سہوں مَیں — گر عشق کا ہو نہ پاس مجھ کو ii
وہ طفل مزاج، شیشہ دل مَیں — کس طرح نہ ہو ہَراس مجھ کو iii

لگتا ہے نہ گھر میں دل نہ باہر — کس نے یہ کیا اُداس مجھ کو iv
کیا حال کہوں کہ دیکھ اس کو — رہتے ہی نہیں حواس مجھ کو v
اَے نکہتِ گُل! پَرے ہی رہ تو — بھاتی ہے اسی کی باس مجھ کو vi
گرہیں یہی جَور اس کے بیدآر — بچنے کی نہیں ہے آس مجھ کو vii

(۱۱)

کوئی کس طرح تم سے سَر بَر ہو — سخت بے رحم ہو ستم گر ہو i
تیوری چڑھ رہی ہے بھوؤں پر — کیا ہے؟ کیوں؟ کس لیے مکدر ہو؟ ii
کیا شتابی ہے ایسی، جایئے گا — خشک تو ہو عرق، ابھی تَر ہو iii
جان کھائی ہے ناصحوں نے مری — سامنے اُن کے تو ٹک آکر ہو iv
لیجے حاضر ہے، چیز کیا ہے دل — غصہ اس واسطے جو مجھ پر ہو v
یاد میں اس کی، گھر سے نکلا ہوں — سخت بے اختیار و مضطر ہو vi
اُس سے بیدآر بات تو معلوم! — دیکھنا بھی کہیں میسّر ہو vii

(۱۲)

یوُں مجھ پہ جفا ہزار کیجو — پر غیر کو تو نہ پیار کیجو i
کرتے تو ہو تم وفا کی باتیں — پر ہم سے ٹک آنکھیں چار کیجو ii
آ جائیو یار! گھر سے جلدی — مت کشتۂ انتظار کیجو iii
قصداً تو کہاں، پہ بھوُلے ہی سے — ایدھر بھی کبھوُ گزار کیجو iv
کوئی بات ہے تجھ سے دل پھرے گا؟ — اس کو مت اعتبار کیجو v

ق

بیدآر تو اس جہاں میں آکر — جو چاہے سو میرے یار! کیجو vi
پر جس سے بگرے کسو کے دل سے — وہ کام نہ اختیار کیجو viii

(۱۳)

جاتے ہو سیرِ باغ کو اغیار ساتھ ہو — جو حکم ہو تو یہ بھی گنہ گار ساتھ ہو i

وہ سروِ باغِ ناز جب آوے خرام میں — غوغاے حشر شوخیِ رفتار ساتھ ہو ii

گلشن میں، کب دماغ کہ جاوے وہ سیر کو — جس کے، سدا خیالِ رخِ یار، ساتھ ہو iii

تنہا بہارِ باغ جو دیکھے تو کیا حصول؟ — تب لطف ہے کہ وہ گُلِ بے خار ساتھ ہو iv

یہاں تک بُرا ہے مجھ سے کہ کہتا ہے وقتِ سیر — سب ہوں پر ایک یہ کہ نہ بیدآر ساتھ ہو v

(۱۴)

دیکھ کر لالہ زارِ بُستاں کو — یاد کرتا ہوں رؤے جاناں کو i

ایک دم بھی نظر نہیں آتا — وہ دل آرام چشمِ گِریاں کو ii

اب تو آیا ہے ہاتھ میں، کچھ کر — نہیں چھوڑوں گا تیرے داماں کو iii

رشک سے دیکھ پیچ کھاتا ہے — سُنبل اُس گیسوے پریشاں کو iv

تا ہُوں آسان مشکلیں بیدآر — ورد کر نام شاہِ مرداں کو v

(۱۵)

گزر ہماری طرف کر تو اَے نگار! کبھی تو — کہ کامیاب ہُوں، ہم سے امیدوار کبھی تو i

خزانِ ہجر تو دیکھوں ہوں مدتوں سے مَیں اَے گل! — ریاضِ وصل کی اپنے دکھا بہار کبھی تو ii

تک آکے اَے بتِ آرام جاں! گلے سے مرے لگ — کہ آوے مجھ دلِ بے تاب کو قرار کبھی تو iii

(۱۶)

چمن میں گر اُس گُل بدن کا گزر ہو — عرق میں خجالت سے گُل تر بہ تَر ہو i

تعجب ہے کیا ناتوانی سے میری — کہ فصاد شرمندۂ نیشتر ہو ii

نہیں بارشِ ابر درکار وہاں تو — جہاں تیرے بیدآر کا چشم تر ہو iii

(۱۷)

ہم سے کہتے ہو کہ آتا ہوں چلے جاتے ہو — چاہیے یوں ہی تمھیں واہ! بھلے آتے ہو i

ایک ہم سے ہی تمھیں کیجیے تو ہے رؤ پوشی — ورنہ اَوروں سے تو دیکھا نہیں شرماتے ہو ii

ردیف (ة)

(۱)

تیری محفل میں اگر ہو گزرِ پروانہ — نہ پڑے شمع پہ ہرگز نظرِ پروانہ i
اُڑ گئے جل کے سبھی بال و پرِ پروانہ — کچھ بھی اَے شمع! تجھے ہے خبرِ پروانہ ii
سخت بیداد ہے جلتے کو جلانا، زنہار! — نہ کہو شمع سے سوزِ جگرِ پروانہ iii
بوسۂ شمع کو جلنے کے بہانے آیا — دیکھو اَے بزم نشیناں! ہُنرِ پروانہ iv
ہے زمانے سے جدا روز و شبِ سوختگاں — شام کہتے ہو جسے، ہے سَحرِ پروانہ v

ق

رات کو مجلسِ دل سوختگاں میں سوزاں — آتشِ عشق سے تھا سَر بہ سَرِ پروانہ vi
ڈوہیں ایک دم میں جو دیکھا تو نہ پایا ہم نے — گریۂ شمع سوا کچھ اثرِ پروانہ vii
قید سے شمع کی ممکن نہیں چھوٹے بیدآر — رشتۂ مہر سے باندھا ہے پرِ پروانہ viii

(۲)

دیکھ تجھ گیسوے مشکیں کی ادائیں شانہ — دؤنوں ہاتھوں سے یہ لیتا ہے بلائیں شانہ i
چاہیے مجھ دلِ صد چاک کو وھاں لے جاویں — گر بتاں واسطے زلفوں کے منگائیں شانہ ii
اُس کے، بھر آئے ترے مرہمِ کاکُل سے، زخم — ہاتھ اٹھا کیوں نہ کرے تجھ کو دعائیں شانہ iii
ایک دن گر نہ ملے تجھ سے تو ہو آشفتہ — دیکھ اس زلفِ معنبر کی وفائیں شانہ iv
حسرتِ گیسوے مشکیں میں مَرے جو بیدآر — اُستخواں اس کے کا لازم ہے بنائیں شانہ v

(۳)

عشق کا درد بے دوا ہے یہ — جانے تیری بلا کہ کیا ہے یہ i
مار ڈالے گی ایک عالَم کو — تیری، اَے شوخ! گر ادا ہے یہ ii
ہر دم آتا ہے اَور ہی ڈھج سے — کیا ہی اللہ! میرزا ہے یہ iii
چاہیے اُس کا شربتِ دیدار — کہ تپِ عشق کی دوا ہے یہ iv
اُس ستم پیشہ مہر دشمن کی — میرے اوُپر اگر جفا ہے یہ v

اس میں اس کی تو کچھ نہیں تقصیر　　چاہنے کی مرے سزا ہے یہ vi
دل بیدآر کو لپیٹ لیا　　زلف ہے یا کوئی بلا ہے یہ vii

(۴)

تو نے جو کچھ کہ کیا مرے دل زار کے ساتھ i
آگ نے بھی نہ کیا وہ تو خس و خار کے ساتھ
آنکھ اٹھا کر کے نہ دیکھا کبھی تو نے ظالم! ii
سر پٹک مر گئے لاکھوں تری دیوار کے ساتھ
یہ کئی تار ہیں وہ رشتۂ جاں ہے یکسر iii
غلط اُس زلف کی تشبیہ ہے زُنّار کے ساتھ
رات دن رہتی ہے جوں دیدۂ تصویر کُھلی iv
آنکھ جب سے لگی اُس آئینۂ رخسار کے ساتھ
دیکھیو گر نہ پڑے دیجو اسے اَے قاصد! v
دل بے تاب لپیٹا ہے مَیں طومار کے ساتھ
کیا عجب یہ ہے کہ وہ مجھ سے ملا رہتا ہے vi
گُل کو پیوستگی لازم ہے کہ ہو خار کے ساتھ
ہے سزاوار اگر ایسے کو دیجے دل و دیں vii
ہم بھی دیکھا اُسے کل دوُر سے بیدآر کے ساتھ

(۵)

یوُں بہار خط سبز اُس کے ہے رخسار کے ساتھ i
جیسے پھولا ہو بنفشہ کہیں گلزار کے ساتھ
محشر فتنہ ہے اُس شوخ کی رفتار کے ساتھ ii
جی چلا جائے ہے پازیب کی جھنکار کے ساتھ

آہ! مت پوچھ کہ کس طرح کٹی شب تجھ بن iii
صبح کی رُو رُو گلے لگ در و دیوار کے ساتھ
آئینہ دیکھ تو، اُس منہ سے تجھے اَے طوطی! iv
دعوائے ہم سخنی اس لب و گفتار کے ساتھ؟
شکوۂ کم نگہی آنکھوں سے اُس کی، نہ کرو v
گفتگو خوب نہیں مردُمِ بیمار کے ساتھ
دردِ دل کس سے کہوں کون ہے ایسا جو سُنے vi
تھا شفیق ایک دل اپنا سو گیا یار کے ساتھ
لوگ جب اُس سے ملانے لگے مجھ کو تو کہا vii
میری اور اس کی ملاقات ہے تروار کے ساتھ
نقدِ دیں یوُں نظر آتا ہے کہ کھو آوے گا viii
لگ چلا باتوں میں دل اُس بتِ عیار کے ساتھ
جو ہوئی سو ہوئی اب جانے دو اَے بندہ نواز! ix
آکے مل جاؤ گلے پیار سے بیدؔار کے ساتھ

(۶)

کیا ہے تجھ سے دو چار آئینہ ہے جو باغ و بہار آئینہ i
اپنے لڑ پر تو رحم کر ظالم دیکھ مت بار بار آئینہ ii
اُس رخِ شعلہ تاب کے آگے آب ہو شمع دار آئینہ iii
عکس نے تیرے کر دیا اَے ماہ! یک قلم زرنگار آئینہ iv
شرم سے آب ہو گیا یکسر دیکھ کر روئے یار آئینہ v
اس بتِ خود نما کی صورت کا ہے مجھے یاد گار آئینہ vi

ق

سامنے تیرے کچھ نہیں ٹوٹے ایک دو تین چار آئینہ vii

مثلِ مینائے سنگ خوردہ ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہزار آئینہ viii
تجھ نگاہِ خُدنگ زن سے دو چار ہو گر اب اَے نگارا! آئینہ ix
پس مناسب ہے یہ کہ سینے پر باندھے آئینہ چار آئینہ x
ہے منوّر مثالِ مَہ بیدارؔ گرچہ ہے خاکسار آئینہ xi

(۷)

اس سے ہو گر دوچار آئینہ ہووے حیرت شکار آئینہ i
کس تحیّر فریب کو دیکھا ہے جو بے اختیار آئینہ ii
مثلِ سیماب دیکھ کر تجھ کو ہو گیا بے قرار آئینہ iii
ایک جلوے نے کر دیا تیرے رشکِ صد نَو بہار آئینہ iv
اس کے آگے نہ منہ پہ نُور رہا گرچہ تھا مَہ عذار آئینہ v
حُسن سازی کرے ہے تو ہر دم دیکھ دیکھ اَے نگارا! آئینہ vi
کوئی دن یھاں کسی کو جینے دے جانِ من! واگزار آئینہ vii

ق

دل کو بیدارؔ صاف کر اپنے تا ہو یہ بے غبار آئینہ viii
ہے کدورت ہی مانعِ دیدار ورنہ ہر دل ہے یار آئینہ ix

ردیف (ی/ے)

(۱)

کچھ نہ ایدھر ہے نے اُدھر تو ہے جس طرف کیجیے نظر، تو ہے i
اختلافِ صوَر ہے ظاہر میں ورنہ معنیٰ یک دگر، تو ہے ii
کیا مَہ و مہر کیا گُل و لالہ سب میں دیکھا تو جلوہ گر تو ہے iii
ہے جو کچھ تو سو تو ہی جانے ہے کوئی کیا جانے، کس قدر تو ہے iv
کس سے تشبیہ دیجیے تجھ کو سارے خوباں سے خوب تر تو ہے v

تھک گئے ہم تو جستجو میں تری   آہ! کیا جانیے کدھر تو ہے vi
وہ تو بیدآر ہے عیاں لیکن   اُس کے جلوے سے بےخبر تو ہے vii

(۲)

لبِ رنگیں ہیں ترے رشکِ عقیقِ یمنی i
زیب دیتی ہے تجھے نامِ خدا کم سخنی

ہار گل پہنے تھے، پھولوں کے نشاں ہیں اب تک ii
ختم ہے گُل بدنوں میں تری نازک بدنی

شرم سے آب ہوئے نیشکر و قند و نبات iii
دیکھ کر اَے شکریں لب! تری شیریں دہنی

میوۂ باغِ اِرم اس کو نہ بھاوے ہرگز iv
تو بر بوسہ کیا جس نے وہ سیبِ ذقنی

جھوٹھے وعدے ترے اَے جان! کروں سب باور v
دل شکستہ نہ کرے گر تری پیماں شکنی

شمع رُویوں سے جسے شام و سَحر صحبت ہو vi
ہے سزاوار اُسے دعوائے خوش انجمنی

اس قدر مہکے ہے اس کاکلِ مشکیں کی شمیم vii
جستجو میں ہوئے بیدآر غزالِ خُتَنی

(۳)

شتاب آ، کہ نہیں تابِ انتظار مجھے i
ترا خیال ستاتا ہے بار بار مجھے

نہیں ہے ایک بھی دم تاب برق وار مجھے ii
کیا ہے کس نے الٰہی! یہ بے قرار مجھے

سیا تو ہے پہ کوئی دم میں پھر گریباں کا iii
جُدا جُدا نظر آتا ہے تار تار مجھے
ہُوا ہوں آپ سے خالی بہ رنگِ پیراہن iv
کسو سے شوق ہے ہونے کا ہم کنار مجھے
تمھاری چشم میں بختِ سیہ نے اَے خوباں! v
بہ رنگِ سُرمہ دیا رنگِ اعتبار مجھے
نگاہِ مست نے ساقی کی، بادۂ جاں بخش vi
دیا سبھوں کو، رکھا کشتۂ خمار مجھے
عدو ہوئے ہیں مرے، تیری دوستی میں، سبھی vii
پر اب تک آہ! نہ سمجھا تو دوست دار مجھے
یہ ہو سکے ہے کہ دل کو اٹھاؤں اس سے مَیں؟ viii
نہیں ہے اس میں تو ناصح کچھ اختیار مجھے
یہ پیچ و تاب تو کچھ بے سبب نہیں بیدار ix
دکھا گیا ہے کوئی زلفِ تاب دار مجھے

(۴)

تجھ بن تو ایک دم نہیں آرامِ جاں مجھے i
اس حال میں تو چھوڑ چلا اب کہاں مجھے
اَے شمع رُو! سحر کو غمِ ہجر نے ترے ii
مثلِ چراغِ صبح، کیا نیم جاں مجھے
رکھتا ہوں چشم کوچۂ جاناں میں، ایک دن iii
لے جائے گا بہا کے یہ اشکِ رواں مجھے
صورت کو اپنی آپ مَیں پہچانتا نہیں iv
ایسا کیا ہے غم نے ترے ناتواں مجھے

سوز و گدازِ ہجر نہ پوچھو کہ مثلِ شمع v
اس سر گذشت کا نہیں تابِ بیاں مجھے

رنگیں بہارِ حُسن نے وھاں کر دیا تجھے vi
یھاں عشق نے کیا چمنِ زعفراں مجھے

لبریز شکوہ گرچہ ہوں پر اس کے رؤ بہ رؤ vii
حیرت خموش کرتی ہے آئینہ ساں مجھے

گلشن میں شور کس کے ہے حُسنِ طبع کا viii
پھیکا لگے ہے رنگِ گل و ارغواں مجھے

ہجر میں جس نے دیکھی نہ ہو سوزشِ سپند ix
بیدارؔ کوئے یار میں دیکھے تپاں مجھے

(۵)

کیا کہوں گزرے ہے ہر دم ہجر میں خواری مجھے i
یاد آتا کچھ نہیں جز نالہ و زاری مجھے

اب تو دل نے لا پھنسایا ہے قفس میں عشق کے ii
دیکھیے کیا کیا دکھاوے گا گرفتاری مجھے

اک طرف ہے چشمِ گریاں اک طرف دل بے قرار iii
ہجر میں اس کے ہوئی ہے سخت دشواری مجھے

نشۂ حُبِّ علی سوں اس قدر ہوں مست مَیں iv
روزِ محشر تک نہیں آنے کی ہشیاری مجھے

ہو گیا بیدارؔ میرا نام مشہور جہاں v
بس کہ تیری یاد میں رہتی ہے بیداری مجھے

(۶)

کیوں کے عاشق سے بھلا کوچۂ جاناں چھوٹے i
بلبلِ زار سے ممکن ہے کہ بُستاں چھوٹے!

کس کے آگے مَیں کروں چاک گریباں اپنا ii
جو ترے ہاتھ سے ناصح ! مرا داماں چھوٹے

غرق ہو جائیں پلک مارتے لاکھوں طوفاں iii
اشک ریزی پہ اگر دیدۂ گریاں چھوٹے

دانت تو کیا ہے اگر کاٹو چُھری سے پیارے! iv
ہاتھ سے میرے تو ممکن نہیں داماں چھوٹے

دامنِ وصلِ صنم ہاتھ گر آوے بیدار v
تو مرا پنجۂ ہجراں سے گریباں چھوٹے

(۷)

مت پوچھ تو جانے دے، احوال کو، فرقت کے i
جس طور کٹے، کاٹے ایام مصیبت کے

جی میں ہے دکھا دیجے اک روز ترے قد کو ii
جو شخص کہ منکر ہیں اَے یار! قیامت کے

کہتے ہیں غلط تجھ سے مَیں دل کو چھڑاؤں گا iii
چھٹتے ہیں کہیں پیارے! باندھے ہوئے الفت کے

قصر و محل اَے مُنعم! تجھ کو ہی مبارک ہوں iv
بیٹھے ہیں ہم آسودہ گوشے میں قناعت کے

بیدار چھپائے سے چھپتے ہیں کوئی، تیرے v
چہرے سے نمایاں ہیں آثار محبت کے

(۸)

i ٹھم گیا اشک بھی شب ہجر میں رُوتے رُوتے
سحرِ وصل! ہُوا کیا تجھے ہوتے ہوتے؟

ii ہاتھ آیا ہے مرے، اَے بتِ وحشی! تو آج
عمر اس بادیۂ عشق میں کھوتے کھوتے

iii مردُمِ چشم سے پوُچھ اَے مہِ تاباں! تجھ بن
کون سی شب کہ نہ گزری مجھے رُوتے رُوتے

iv آہ! یہ دل نہ ہُوا گردِ کدورت سے پاک
نہ رہا قطرۂ اشک آنکھ میں دھوتے دھوتے

v ہے خدا جانے کہاں لعلِ وصالِ جاناں
تھک گیا سنگِ غمِ ہجر تو ڈھوتے ڈھوتے

vi چمنِ عشق میں نکلا نہ نہالِ شادی
دانۂ اشک کو مدّت ہوئے بوتے بوتے

ق

vii دیکھتا کیا ہُوں کہ آیا ہے مرے بالیں پر
رات کو یار مرا خواب میں سوتے سوتے

viii اٹھ کے حیرت زدہ دیکھا تو نہ پایا اُس کو
کھل گئی آنکھ مری صبح کے ہوتے ہوتے

ix خواب میں ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار
اس تمنا میں کئی دن ہوئے سوتے سوتے

(۹)

عاشقوں میں جو کوئی کشتۂ کاکُل ہووے — اس کی تُربت پہ سدا سبزۂ سُنبل ہووے i

سرو سے خوب ہے قدِ گُل سے ہے بہتر رخسار — کیوں نہ قربان ترے قُمری و بلبل ہووے ii

سنگِ غیرت سے مرا شیشۂ دل ہو ٹکڑے — آشنا لب سے ترے جب قدحِ مُل ہووے iii

زیرِ دیوار ہوں نالاں، نہیں لیتا ہے خبر — آہ! کیا حال ہُوا ایسا جو تغافل ہووے iv

قدر ہمدرد کی ہمدرد ہی جانے بیدارؔ — سُن کے غمگین مرے حال کو بلبل ہووے v

(۱۰)

میرِ مجلسِ رنداں آج وہ شرابی ہے — خونِ دل جسے میرا بادۂ گلابی ہے i

عیش چاہیے جو کچھ سو تو آج ہے موجود — جام ہے مے ہے ساقی ہے، سیرِ ماہتابی ہے ii

صبح ہونے دے ٹک تو رات ہے ابھی باقی — تجھ کو گھر کے جانے کی ایسی کیا شتابی ہے iii

ہم ہیں اور تم ہو یہاں غیر تو نہیں کوئی — آ گلے سے لگ جاؤ وقتِ بے حجابی ہے iv

چشم کو ہے بے خوابی، دل کو سخت بے تابی — ہجر میں ترے ظالم، یہ یہ کچھ خرابی ہے v

غبغب اس پری رو کا دیکھ ہوش جاتا ہے — طاقِ حُسن پر گویا شیشۂ حبابی ہے vi

کیوں نہ بزم میں بیدارؔ ہووے قابلِ تحسیں — ہر یک اس غزل کے بیچ شعرِ انتخابی ہے vii

(۱۱)

عاشق کا اگر دیدۂ خوں بار نہ ہووے — کوُچے میں ترے ایسی یہ گلزار نہ ہووے i

مردُم کو دکھا دیویں، پلک مارتے طوفاں — آنکھوں کو اگر یار کا دیدار نہ ہووے ii

بخشی ہو جسے تجھ قدحِ چشم نے مستی — وہ مست قیامت کو بھی ہشیار نہ ہووے iii

رشکِ مہِ تاباں ہے ترا روئے درخشاں — روشن ہے کہ تجھ گھر میں شبِ تار نہ ہووے iv

رکھتی ہے زرو سیم و لے روئے ادب سے — نرگس تری آنکھوں کی خریدار نہ ہووے v

ق

جب دل سے کہا مَیں نے کہ اَے مونسِ جانی! — تجھ سا مرے غم کا کوئی غم خوار نہ ہووے vi

کیا کیا مَیں کروں تجھ سے بیاں اُس کی جفائیں — ویسا کوئی عالم میں ستم گار نہ ہووے vii

دل کہنے لگا جس کو نہ ہو درد کی طاقت — لازم ہے اُسے عشق کا بیمار نہ ہووے viii
جو رکھ نہ سکے خارِ رہِ غم پہ قدم کو — اس کو سفرِ عشق سزاوار نہ ہووے ix
ہر چند کہ دلبر کی طرف سے ہو اذیّت — عاشق اُسے کہتے ہیں جو بیزار نہ ہووے x
بے جا ہے شکایت ستمِ یار کی بیدؔار — ممکن ہے کہ معشوق ستم گار نہ ہووے؟ xi

(۱۲)

رات مت پوچھ کہ تجھ بن جو مصیبت گزری — صبح تک جان! عجب دل پہ قیامت گزری i
اَے گلِ باغِ حیا! آ کے تنک مجھ کو ہنسا — کہ تری یاد میں رُوتے ہوئے مدت گزری ii
کیا وہ ساعت تھی کہ دل تجھ سے لگا تھا میرا — کہ ترے عشق میں اک دم بھی نہ راحت گزری iii
ایک شمّہ ہے مرے حال سے احوال اُن کا — قیس و فرہاد پہ سنتے ہو جو حالت گزری iv
عشق میں اُس مہِ بے مہر کے دیکھا بیدؔار — آہ! کیا کیا نہ ترے جی پہ اذیت گزری v

(۱۳)

حُسن ہر ٹو نہال رکھتا ہے — کوئی تجھ سا جمال رکھتا ہے؟ i
مجھ سے ہو تیرے جَور کا شکوہ — یہ بھلا اِحتمال رکھتا ہے ii
تجھ سے کچھ اپنی عرضِ حال کرے — دل کب اتنی مجال رکھتا ہے iii
ماہ کیا ہے کہ جس سے دوُں تشبیہ — حُسن تو بے زوال رکھتا ہے iv
جیتے جی اس سے عاشقِ مہجور — کب امیدِ وصال رکھتا ہے v
تو کہاں اور اُس کا وصل کہاں — یہ خیالِ مُحال رکھتا ہے vi
جی میں بیدؔار ترے ملنے کے — آہ! کیا کیا خیال رکھتا ہے vii

(۱۴)

بزمِ بتاں میں ہر چند ہر ایک دل رُبا ہے — پر دلبری میں تیری کچھ اور ہی ادا ہے i
جی تو جفا سے تیری آنکھوں میں آ رہا ہے — اس سے اب آگے ظالم! کیا تیرا مدعا ہے ii
رہنے دو یا اٹھا دو اپنی گلی سے ہم کو — عاشق تو ہیں تمھارے جو کچھ کرو بجا ہے iii
آہ و فغاں و نالے، ہیں کس حساب میں یھاں — تجھ عشق میں ستم گر کیا کیا نہ ہو چکا ہے iv

جو کچھ اب آوے جی میں، کہیے ہمارے حق میں   یہ گالیاں تو کیا ہیں یوں ہی اگر رضا ہے v
پوچھو جو راست مجھ سے نے سَرو ہے نہ شمشاد   قدِ قیامت اُس کا کچھ اور ہی بلا ہے vi
سنتا ہے! یاد رکھیو بیدآر مصرعِ درد   "دل مت کہیں لگانا الفت بری بلا ہے" vii

(۱۵)

دل میں کتنی ہی رہی آہ! تمنا اُس سے   گر وہ ملتا تو مزے لوٹتے کیا کیا اُس سے i
قیمتِ بوسۂ لعلِ لب اگر چاہے، جان!   مفت ہی جان کے، کر گزریے سودا اُس سے ii
دل میں یوں تھا کہ کبھی یار سے ملنا ہوگا   شکوہ کیا کیا ہی مَیں اظہار کروں گا اُس سے iii
جوں ہی وہ آکے ملا، دیکھتے ہی حیرت سے   جی کی جی میں ہی رہی کہنے نہ پایا اُس سے iv
جب مَیں بیدآر کو پوچھا تو کہا کون ہے وہ   میر کے کوچے میں کئی پھرتے ہیں شیدا اُس سے v

(۱۶)

جو تو ہو پاس تو دیکھوں بہار آنکھوں سے   وگرنہ کرتے ہیں گُل، کارِ خار آنکھوں سے i
کہاں ہے تو کہ مَیں کھینچوں ہوں راہ میں تیری   بسانِ نقشِ قدم، انتظار آنکھوں سے ii
زبس کہ آتشِ غم شعلہ زن ہے سینے میں   گرے ہیں اشک کی جا گہ شرار آنکھوں سے iii
مَیں یاد کر دُرِ دندانِ یار رُوتا ہوں   ٹپکتے ہیں گہرِ آب دار آنکھوں سے iv
ٹک آکے دیکھ تو اَے سَرو قد! مرا احوال   رَواں ہے غم میں ترے جوئے بار آنکھوں سے v
چڑھاؤں دستۂ نرگس مزارِ مجنوں پر   جو دیکھوں آج مَیں روئے نگار آنکھوں سے vi
چمن میں گُل کوئی تجھ سا سری نظر نہ پڑا   اگرچہ دیکھے مَیں جا کر ہزار آنکھوں سے vii
ہُوا ہے دیدۂ بیدآر گل فشاں جب سے   گرا ہے تب سے یہ ابرِ بہار آنکھوں سے viii

(۱۷)

آہ! ملتے ہی پھر جدائی کی   واہ! کیا خوب آشنائی کی i
نہ گئی تیری سَر کشی ظالم   ہم نے ہر چند جبہ سائی کی ii
دل نہیں اپنے اختیار میں آج   کیا مگر تو نے دلرُبائی کی iii
در پہ اَے یار! تیرے آ پہنچے   تپشِ دل نے رہنمائی کی iv

قابلِ سجدہ تو ہی ہے اَے بت! سیر کی ہم نے سب خدائی کی v
جو مقید ہیں تیری الفت کے آرزو کب انھیں رہائی کی vi
جی میں بیدآر کھُب گئی میرے فندق اُس پنجۂ حنائی کی vii

(۱۸)

مقدوُر کیا مجھے کہ کہوں وھاں کہ یھاں رہے i
ہیں چشم و دل گھر اس کے جہاں چاہے وھاں رہے
مثلِ نگاہ گھر سے نہ باہر رکھا قدم ii
پھر آئے ہر طرف، پہ جہاں کے تہاں رہے
نے بت کدے سے کام نہ مطلب حرم سے تھا iii
محوِ خیالِ یار رہے ہم جہاں رہے
جس کے کہ ہو نقاب سے باہر شعاعِ حُسن iv
وہ روُئے آفتاب خجل کب نہاں رہے
آئے تو ہو پہ دل کو تسلی ہو تب مرے v
اتنا کہو کہ آج نہ جاویں گے ہاں ! رہے
ہستی ہی میں ہے سَیرِ عدم اس کو یھاں جسے vi
فکرِ میانِ یار و خیالِ دہاں رہے
غیبت ہی میں ہے اس کی ہمارا ظہور یھاں vii
وہ جلوہ گر جب آکے ہُوا ہم کہاں رہے
بیدآر زلف کھینچے اِدھر چشمِ یار، اُدھر viii
حیراں ہے دل کہاں نہ رہے کس کے ہاں رہے

(۱۹)

اب تک مرے احوال سے وھاں بے خبری ہے i
اَے نالۂ جاں سوز! یہ کیا بے اثری ہے

یھاں تک تو رَسا قوتِ بے بال و پری ہے ii
پہنچوں ہوں مَیں وھاں تیری جہاں جلوہ گری ہے

فولاد دلاں! چھیڑیو زنہار نہ مجھ کو iii
چھاتی مری جوں سنگ، شراروں سے بھری ہے

ہو جائے ہے اس کی صف مژگاں کے مقابل iv
اس دل کو مرے دیکھو تو کیا بے جگری ہے

کس باغ سے آتی ہے بتا مجھ کو کہ یہ آج v
کچھ اَور ہی بُو تجھ میں نسیمِ سَحَری ہے

تیرا ہی طلب گار ہے دل دونوں جہاں میں vi
نے حُور کا شیدا ہے نہ مشتاقِ پری ہے

ہے زور ہی کچھ آب و ہَوا شہرِ عدم کی vii
ہر شخص کہ بیدآر اُدھر کو سفری ہے

(۲۰)

زلف اس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جائے — سَحَر و شام بہم دست و گریباں ہو جائے i

وہ بہارِ چمنِ حُسن جو آج آوے یھاں — رشکِ بُستانِ ارم کلبۂ اُحزاں ہو جائے ii

گیسوے مشک فَشاں و رخِ رنگیں سے ترے — سنبل آشفتہ وگل چاک گریباں ہو جائے iii

تو وہ گل ہے کہ ترے جلوۂ رنگیں کو دیکھ — زعفراں زار خجالت سے گلستاں ہو جائے iv

مَیں تو کیا چیز ہوں بیدآر کہ ہوں اس پہ فدا — گر پَری دیکھے تک اس کو تو قرباں ہو جائے v

(۲۱)

ہم ہی تنہا نہ تری چشم کے بیمار ہوئے i
اس مرض میں تو کئی ہم سے گرفتار ہوئے

سینۂ خستہ ہمارے سے ہے غربال کو رشک ii
ناوکِ غم جگر و دل سے زبس پار ہوئے

بکنے موتی لگے بازار میں کوڑی کوڑی iii
یاد میں تیری زبس چشم گہر بار ہوئے

روز اول کہ تم آمصرِ محبت کے بیچ iv
یوسفِ عصر ہوئے رونقِ بازار ہوئے

نقدِ جان و دل و دیں دے کے لیا ہم نے تمھیں v
سیکڑوں اہلِ ہوس گرچہ خریدار ہوئے

گھر میں لے آئے تمھیں چاہ سے کرتے شادی vi
کہ تم اس غم کدے میں شمعِ شب تار ہوئے

رخِ تاباں سے تمھارے کہ ہے خورشید مثال vii
در و دیوار سبھی مطلعِ انوار ہوئے

ڈھونڈھتے تم کو پڑے پھرتے تھے ہم شہر بہ شہر viii
خوار و رُسوائے سرِ کوچہ و بازار ہوئے

للہ الحمد کہ مدت میں تم اَے نورِ نگاہ! ix
باعثِ روشنیِ دیدۂ خوں بار ہوئے

خانۂ چشم میں رکھتے تھے شب و روز کہ تم x
قُرۃ العین ہوئے راحتِ دیدار ہوئے

دیکھ کر مہر و وفا و کرم و لطف کو ہم xi
جانتے یوں تھے کہ تم یارِ وفادار ہوئے

جس میں تم ہوتے خوشی سو ہی تو ہم کرتے تھے xii
پر نہیں جانتے کس واسطے بے زار ہوئے

اب ہمیں چھوڑ کے یاں زار و نزار و غم ناک xiii
تم کہیں اور ہی جا بھاں سے نمودار ہوئے

یہ تو ہرگز ہی نہ تھی تم سے توقع ہم کو xiv
کہ ستم گار و جفاکار و دل آزار ہوئے

نہ وہ اِخلاص و محبت ہے نہ وہ مہر و وفا xv
شیوۂ جور و جفا و ستم اظہار ہوئے

یا وہ الطاف و کرم تھا کہ سدا رہتے تھے xvi
اَے گل اندام! ہمارے گلے کے ہار ہوئے

اس میں حیراں ہیں کہ کیا ایسی ہوئی ہے تقصیر xvii
قتل کرنے کے تئیں پھرتے ہو تیار ہوئے

تیغ خوں ریز بہ کف، خنجر بُرّاں بہ میاں xviii
ہر گھڑی سامنے آجاتے ہو خوں خوار ہوئے

پھر تو کیا ڈھیل ہے، سنتے ہو! اٹھو بسم اللہ xix
کھینچ کر تیغ کو آؤ جو ستم گار ہوئے

ورنہ دل کھول کے لگ جاؤ گلے سے پیارے! xx
گو کہ ہم قتل ہی کرنے کے سزاوار ہوئے

اتنی ہی بات کے کہنے میں کہ اک بوسہ دو xxi
آہ اَے شوخ! جو ایسے ہی گنہگار ہوئے

توبہ کرتے ہیں قسم کھاتے ہیں سنتے ہو تم! xxii
پھر نہیں کہنے کے، آگے کو خبردار ہوئے

xxiii پوچھتا کیا ہے تو بیدارؔ ہمارا احوال
دامِ خوباں میں پھر اب آکے گرفتار ہوئے

(۲۲)

i سلام بھی ہے زمانے میں اور دعا بھی ہے — ہمارے یار نے قاصد سے کچھ کہا بھی ہے
ii جدا تو اس مہِ تاباں سے کر دیا مجھ کو — ستم کچھ اس سے زیادہ اے فلک رہا بھی ہے
iii ترے فراق میں جو درد و غم گزرتا ہے — کبھی کسی سے مرے حال کو سنا بھی ہے
iv بلا ہیں زلف و خط و خال و ابرو و مژگاں — کچھ ان بلاؤں کا اے شوخ! انتہا بھی ہے
v گیا جو راہِ محبت میں، گم ہوا بیدارؔ — کبھی سنا ہے کہ جیتا کوئی پھرا بھی ہے

(۲۳)

i جب لگ کہ دل نہ لاگا ان بے مروّتوں سے
ایّام اپنے گزرے کیا کیا فراغتوں سے
ii الفت گرفتہ دل ہے یھاں خوب صورتوں سے
کوئی بات ہے کہ چھوٹے ناصح نصیحتوں سے
iii بالیں پہ تو نے ظالم آ اک نظر نہ دیکھا
عاشق نے جان تو دی پر کیا ہی حسرتوں سے
iv اوّل ہی مَیں تمھارے آنے سے پا گیا تھا
لیجے یہ دل ہے حاضر، حاصل حکایتوں سے
v دیکھا نہ، ٹکڑے ٹکڑے مثلِ کتاں ہُوا تو
کہتا تھا مَیں کہ مت مِل دل! ماہ طلعتوں سے
vi مت پوچھ یہ کہ تجھ بن شب کس طرح سے گزری
کاٹی تو رات لیکن کس کس مصیبتوں سے
vii چاہوں کہ منہ سے نکلے کچھ بات، کب یہ قدرت؟
بالفرض مَیں گر اُس تک پہنچا بھی جراُتوں سے

مضمون سوزِ دل کا لکھتے ہی اُڑنے لاگے viii
حرف و نُقط شرر ساں یکسر کتابتوں سے

اتنا ہی کہیو قاصد جب سے کہ تو گیا ہے ix
جیتا تو اب تلک ہوں پر ایسی حالتوں سے

آتی ہے ہر نفس سے بُوے کباب بریاں x
یہاں تک جگر جلا ہے غم کی حرارتوں سے

بیدآر سیرِ گلشن کیوں کر خوش آوے مجھ کو! xi
ہوں لالہ داغ ہے دل یاروں کی فُرقتوں سے

(۴۴)

نہ وفا ہے نہ مہر و الفت ہے — اَے ستم گر! یہ کیا قیامت ہے i
ایک نرگس تھی سو بھی حیراں ہے — چشم سے تیری کس کو نسبت ہے ii
وصل میں بھی رہے ہے ہجر کا خوف — عشق میں ہر طرح مصیبت ہے iii
گُلِ صد برگ دیجو اُس کے ہاتھ — دلِ صد چاک کی کتابت ہے iv
سامنے کون ہو سکے بیدار؟ — نگہِ شوخ برق آفت ہے v

(۴۵)

جس دن تم آکے ہم سے ہم آغوش ہوگئے i
شکوے جو دل میں تھے سو فراموش ہو گئے

سننے کو حُسنِ یار کی خوبی بہ رنگِ گُل ii
اَعضا مرے بدن کے سبھی، گوش ہو گئے

ساقی! نہیں ہے ساغرِ مَے کی ہمیں طلب iii
آنکھیں ہی تیری دیکھ کے مدہوش ہو گئے

کرتے تھے اپنے حُسن کی تعریف گُل رُخاں iv
اُس لالہ رُو کو دیکھ کے خاموش ہوگئے

ق

اَے جان! دیکھتے ہی مجھے دوٗر سے تم آج v
یہ کون سی ادا تھی کہ روٗپوش ہو گئے

رہتے تھے بے حجاب مرے پاس جن دنوں vi
وے روز ہاے تم کو فراموش ہو گئے

دنیا و دین کی نہ رہی کچھ ہمیں خبر vii
ہوتے ہی اس کے سامنے بے ہوش ہوگئے

بیدؔار بس کہ رُوئے ہم اُس گُل کی یاد میں viii
سَر تا قدم سرِشک سے گُل پوش ہوگئے

(۲۶)

تیرے مژگاں ہی نہ پہلو مارتے ہیں تیر سے — ہم سَری رکھتے ہیں ابروٗ بھی دمِ شمشیر سے i
دیکھیو کرتا ہو غم کی لذتیں ہم پر حرام — ہو سمجھ کر آشنا اَے نالہ! ٹک تاثیر سے ii
مَیں ہوں وہ دیوانۂ نازک مزاجِ گُل رُخاں — کیجیے زنجیر جس کو سایۂ زنجیر سے iii
سوزِ دل کیوں کر کروں اُس شعلہ خوٗ آگے بیاں — شمع کی مانند جلتی ہے زباں تقریر سے iv
گرچہ ہوں بیدؔار غرقِ معصیت سَر تا بہ پا — پر امیدِ مغفرت ہے شبّر و شبیر سے v

(۲۷)

گر ایک رات گزر یھاں وہ رشکِ ماہ کرے — عجب نہیں کہ گدا پر کرم جو شاہ کرے i
دکھاوے آئنہ کس منہ سے اُس کو منہ اپنا — کہ آفتاب کو ہوٗں شمعِ صبح گاہ کرے ii
مقابل آتے ہی یوٗں کھینچ لے ہے دل وہ شوخ — کہ جیسے کاہ ربا جذب برگِ کاہ کرے iii
حواس و ہوش کو چھوڑ آپ دل گیا اُس پاس — جب اہلِ فوج ہی مل جائے، کیا سپاہ کرے iv
ستم شعار، دفا دشمن، آشنا بے زار — کہو تو ایسے سے کیوں کر کوئی نباہ کرے v
کئی تڑپھتے ہیں عاشق کئی سسکتے ہیں — اس آرزوٗ میں کہ وہ سنگ دل نگاہ کرے vi
محبت ایسے کی بیدؔار سخت مشکل ہے — جو اپنی جان سے گزرے سو اس کی چاہ کرے vii

(۲۸)

جس وقت تو بے نقاب آوے ہوگا کوئی جس کو تاب آوے؟ i

کافی ہے نقاب زلف منہ پر عاشق سے اگر حجاب آوے ii

کیوں کر کہے کوئی حال تجھ سے ہر بات میں جو عتاب آوے iii

قاصد سے کہا ہے وقتِ رخصت جو وہ بت بے حجاب آوے iv

لے آئیو ور جواب دیوے لازم ہے کہ تو شتاب آوے v

اَے جان! بہ لب رسیدہ اتنا رہنا ہے کہ تا جواب آوے vi

بیدؔار کو تجھ بن اَے دل! آرام ہوتا ہی نہیں کہ خواب آوے vii

(۲۹)

قاصد! اُس کا پیام کچھ بھی ہے کہہ دعا یا سلام کچھ بھی ہے i

سخنِ مہر و خواہ حرفِ عتاب اس کے منہ کا کلام کچھ بھی ہے ii

صاف یا دُرد و بادۂ گُل رنگ ساقیِ لالہ فام! کچھ بھی ہے iii

کیا غمِ ہجر کیا سُرورِ وصال گزراں ہے، دوام کچھ بھی ہے؟ iv

اس رخ و زلف سے کہ دوں تشبیہ خوبیِ صبح و شام کچھ بھی ہے v

یاد میں اپنے یار کے رہنا بہتر اور اس سے کام کچھ بھی ہے؟ vi

تو جو بیدؔار یوُں پھرے ہے خراب پاسِ ناموس و نام کچھ بھی ہے vii

(۳۰)

اَور کچھ دل میں نہیں اپنے تمنا باقی ہے مگر آرزوئے یار ہی تنہا باقی i

زندگی اپنی تو ہے تجھ سے سو تو جاتا ہے اَے مری جان! رہا مرنے میں اب کیا باقی ii

نشہ جو چاہیے سو تو نہ ہُوا ہے اب تک دے بھی ساقی وہ جو ہے شیشے میں صہبا باقی iii

سب لُٹا، عشق کے میدان میں عریاں آیا رہ گیا پاس مرے دامنِ صَحرا باقی iv

یاد میں حق کے تو یہاں دل کو رکھ اپنے بیدؔار ہے بہت مہدِ عدم میں تجھے سونا باقی v

(۳۱)

مَے پئے مست ہے، سَرشار کہاں جاتا ہے — اس شبِ تار میں اَے یارا! کہاں جاتا ہے i

تیغ بَر دوش، سپر ہاتھ میں، دامن گرداں — یہ بنا صورتِ خونخوار کہاں جاتا ہے ii

دل کو آرام نہیں ایک بھی دم یھاں تجھ بن — تو مرے پاس سے دلدار کہاں جاتا ہے iii

ایک عالَم ابھی حیرت زدہ کر آیا تو — پھر اب اَے آئینہ رخسار! کہاں جاتا ہے iv

جام و مینا و مَے و ساقی و مُطرب ہمراہ — اس سَرانجام سے بیدآر کہاں جاتا ہے v

(۳۲)

تجھ عشق کا دعویٰ نہیں اَے یار! زبانی — ہے شمع صفت داغ مرے دل پہ نشانی i

کیا کیا نہ ترے جَور و جفائیں نے اٹھائے — پر تو نے کبھی آہ! مری قدر نہ جانی ii

شاید کہ نہ ہو اس میں مرا قصۂ جاں کاہ — سنتا ہے نہ اس ضد سے کسو کی وہ کہانی iii

محفل میں سَراپا عرقِ شرم سے ڈوبے — اَے شمع! جو دیکھے تو مری اشک فَشانی iv

گزرے ہے جو کچھ دل پہ نہ آوے ہے زباں پر — بیدآر نہیں حالتِ عُشاق بیانی v

(۳۳)

مکتب میں تجھے دیکھ کے ہوشِ سبق ہے — ہر طفل کا یھاں اشک سے آلودہ ورق ہے i

ہوں منتظر اُس مہر کے آنے ہی کا، ورنہ — شبنم کی طرح آنکھوں میں دم کوئی رَمق ہے ii

دیکھ، اَے چمنِ حُسن! تجھے باغ میں، خنداں — شبنم نہیں، یہ گل پہ خجالت سے عرق ہے iii

وہ چاند سا منہ سُرخ دوپٹے میں ہے رَخشاں — یا مہر کہوں جلوہ نما زیرِ شفق ہے iv

نرگس کی زر و گُل پہ بھی وا چشمِ طمع ہے — اس پر کہ زر و سیم کا اس پاس طبق ہے v

دل اس بتِ بے مہر کو دے، مفت ہی کھویا — کہتے ہیں جو کچھ یار مجھے، واقعی حق ہے vi

جز تیرے نہیں غیر کو رہ، دل کے نگر میں — جب سے کہ ترے عشق کا یھاں نظم و نسق ہے vii

مذکور ہُوا یھاں مگر اُس گُل کے دہن کا — جو رشک سے ہر غنچہ کا دل باغ میں شق ہے viii

کر مصقلۂ ذکر سے دل صاف تو اپنا — بیدآر یہ آئینہ تجلی گہِ حق ہے ix

(۳۴)

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یھاں جا دیجے — اس کو کہہ دیکھیے! بیٹھے، ہمیں اٹھوا دیجے i
دعوے رُستمی کرتے تو ہیں پر اک دم میں — چھین لوں تیغ و سپر اُن کی جو فرما دیجے ii
کون ایسا ہے جو چھیڑے ہے تمھیں راہ کے بیچ — مَیں سمجھ لوں گا ٹک اس کو مجھے بتلا دیجے iii
گم ہُوا ہے ابھی یھاں گوہرِ دل اَے خوباں! — ہاتھ لگ جائے تمھارے تو مجھے پا، دیجے iv
دل و جان و دین و خرد پہلے ہی دن دے بیٹھے — آج حیراں ہوُں کہ آتا ہے اُسے کیا دیجے v
کیا ہوا اَحوال بھلا دیکھو تو مجھ بے دل کا — نہ کبھی دلبری کیجیے نہ دلاسا دیجے vi
بے وفا، دشمنِ مہر، آفتِ جاں، سنگیں دل — حیف! بیدآر کہ ایسے کو دل اپنا دیجے vii

(۳۵)

جو کچھ چاہیے آپھی فرمایئے — پہ غیروں کی باتیں نہ سُنوایئے i
کبھی تو مرے پاس بھی آیئے — تمنا مرے دل کی بَر لایئے ii
بھروسا نہیں ایک دم زندگی! — گر آنا ہے منظور جلد آیئے iii
نہیں وے کہ تھی جن سے دلبستگی — گئے دوٗر یھاں سے کہاں پایئے iv
ڈراتے ہو کیا قتل کرنے سے مجھ کو — اگر یوٗں ہی جی میں ہے آجایئے v
یہ کیا چیز ہے دل جو تم سے رکھوں — پسند آپ کی ہے تو لے جایئے vi
نصیحت سے بیدآر کیا فائدہ؟ — جو ہو آپ میں اُس کو سمجھایئے vii

(۳۶)

صفا، الماس و گوہر سے فزوں ہے تیرے دنداں کی i
کہاں تجھ لب کے آگے قدر و قیمت لعل و مَرجاں کی
عجب کی ساحری اس مَن ہرن کے چشمِ فتاں نے ii
دیا کاجل سیاہی لے کے آنکھوں سے غزالاں کی
تجھے اَے لالہ رؤ! وہ حُسنِ رنگیں ہے کہ گُل رؤیاں iii
عبیرِ پیرہن کرتے ہیں تیری گردِ داماں کی

عبث مَل مَل کے دھوتا ہے تو اپنے دستِ نازک کو iv
نہیں جانے کی سُرخی ہاتھ سے خونِ شہیداں کی

بہار آئی، چمن میں گُل کھلے اَے باغباں! شاید v
جنوں نے دھجیاں کر جو اُڑائیں پھر گریباں کی

قدِ موزوں تو شمشاد و صنوبر رکھتے ہیں لیکن vi
کہاں پاویں لٹک کی چال اُس سروِ خراماں کی

نہ دیکھی آنکھ اٹھا بد حالیِ آشفتگاں ظالم! vii
بناتا ہی رہا تو خوش خمی زلفِ پریشاں کی

برہنہ پا، جنوں آوارہ کون اس دشت سے گزرا viii
کہ رنگیں خوں سے ہے یہاں نوک ہر خارِ مغیلاں کی

رکھو ست چشم خواب اَے دوستو! بیدار سے ہرگز ix
کوئی دیتی ہے مونے یاد اُس روئے درخشاں کی

(۳۷)

تجھ بن آرامِ جاں کہاں ہے مجھے — زندگانی وبالِ جاں ہے مجھے i
گر یہی دردِ ہجر ہے تیرا — زیست کا اپنی، کب گماں ہے مجھے ii

ق

خامُشی بے سبب نہیں بیدار — باعثِ مُہرِ دہاں ہے مجھے iii
مثلِ طوطی ہزار معنی میں — سحر سازِ سخن زباں ہے مجھے iv
ہے خیال اُس کا مانعِ گفتار — ورنہ سَو قوتِ بیاں ہے مجھے v

(۳۸)

آیئے تا آرزو ہے جاں نثاری کیجیے — اتنی تصدیع آج تو خاطر ہماری کیجیے i
ہجر میں اس کے نہ اتنی بے قراری کیجیے — اس قدر لازم ہے دل اب بے اختیاری کیجیے ii
اشکِ گُل گوں گر ابھی آنکھوں سے جاری کیجیے — شرم سے پانی تجھے ابرِ بہاری کیجیے iii

آہ اس ماتم سرا میں، رُوئے، کر کس کو یاد　　اپنے ہی احوال پر جوں شمع، زاری کیجیے iv

خواب میں بھی اس کو ہم تک پہنچنا دُبھر ہُوا　　واہ وا اَے شرم! کہاں تک پردہ داری کیجیے v

خواہشِ روشن دلی گر ہے تو اپنے چشم کو　　آئینہ کی طرح صَرفِ خاکساری کیجیے vi

جی میں ہے اب، ہو جیے گا دست بردار عشق سے　　ناز برداری بتاں! کب تک تمھاری کیجیے vii

آخر اَے بیدار دیکھا! کیا ترے جی کو بنی　　ایسے ظالم سے مَیں کہتا تھا نہ یاری کیجیے viii

شوق ہے کہیے بدل کر قافیہ پھر یہ غزل　　رات ساری جاگیے اور مَے گساری کیجیے ix

(۳۹)

نشے میں جی چاہتا ہے بوسہ بازی کیجیے　　اتنی رُخصت دیجیے بندہ نوازی کیجیے i

جس نے اک جلوے کو دیکھا جی دیا پروانہ وار　　اس قدر اَے شمع رُو یاں! حُسن سازی کیجیے ii

چاہیے جو کچھ سو ہو پہلے ہی سجدے میں حُصول　　آپ کو گر کعبۂ دل کا نمازی کیجیے iii

بُردباں کہتے ہیں ہے بام حقیقت کا مجاز　　چند روز اس واسطے عشقِ مجازی کیجیے iv

گر دلِ روشن کی خواہش ہے تو شب سے تا سَحر　　شمع ساں بیدار رُو رُو جاں گدازی کیجیے v

(۴۰)

دُور سے بات خوش نہیں آتی　　یُوں ملاقات خوش نہیں آتی i

تو نہ ہووے تو اَے مہِ تاباں!　　چاندنی رات خوش نہیں آتی ii

جاے بوسہ کے، گالیاں دیجے　　یہ عنایات خوش نہیں آتی iii

نہ مَے و جام ہے نہ ساقی ہے　　ایسی برسات خوش نہیں آتی iv

اُس کے مذکور کے سوا بیدار　　اور کچھ بات خوش نہیں آتی v

(۴۱)

دوستو! جانے دو اب ہاتھ اٹھاؤ ہم سے　　زخم یہ وہ ہے کہ پُر ہو نہ ہو سکے مرہم سے i

گر تری خاطرِ عاطر پہ ہے کچھ مجھ سے غبار　　آستیں کہہ کہ اٹھاؤں مژۂ پُرنم سے ii

مہرباں! خیر تو ہے کس پہ ہو غصہ، کہیے　　آج آتے ہو نظر کچھ تو مجھے برہم سے iii

اَے بتاں! سمجھے تو ہیں ہم بھی غنیمت جوں شمع　　بزم افروزی تمھاری ہے ہمارے دم سے iv

جس قدر چاہو تو دے کہ یہ مست ہوں میں | امتیاز اٹھ گیا ساقی! مجھے بیش و کم سے v
ننگ ہے سامنے آئینے کے ہونا مجھ کو | کاسۂ زانو مرا صاف ہے جامِ جم سے vi
ہجر میں اس مہِ تاباں کے مجھے اَے بیدؔار! | سخت تر روز گزرتا ہے شبِ ماتم سے vii

(۴۲)

عیاں ہے شکل تری یوں ہمارے سینے سے | کہ جوں شراب نمایاں ہو آبگینے سے i
گیا ہے جب سے تو ویراں ہے گھر مرے دل کا | کہ زیب خانۂ خاتم کو ہے نگینے سے ii
میسّر آج ہوئی یہ شبِ وصال اَے ماہ! | کہ انتظار میں ہر روز تھا مہینے سے iii
نہ صبر و تاب نہ دلدار نے دلِ غمخوار | بہ تنگ آگیا جی اپنا ایسے جینے سے iv
بھرا ہے یاس و تاسّف سے یہ خرابۂ دہر | غلط ہے آرزوئے مال اس دفینے سے v
کچھ ابر ہی نہیں اُس چشمِ تر سے شرمندہ | چمن ہے داغ سَراپا ہمارے سینے سے vi
عبث ہے چرخ سے بیدؔار خوش دلی کی طلب | نہ کامیاب ہُوا کوئی اس کمینے سے vii

(۴۳)

اُٹھ کے لوگوں سے کنارے آیئے | کچھ ہمیں کہنا ہے پیارے! آیئے i
گر اجازت ہو تو پروانے کی طرح | صدقے ہونے کو تمھارے آیئے ii
مدتوں سے آرزو یہ دل میں ہے | ایک دن تو گھر ہمارے، آیئے iii
کچھ تو کی تاثیر نالے نے مرے | آئے تم مدت میں بارے، آیئے iv
آپ کی کل یاد میں بیدؔار کو | گنتے گزری رات تارے، آیئے v

(۴۴)

زاہد! اس راہ نہ آ، مست ہیں مے خوار کئی | ابھی یھاں چھین لیے جُبّہ و دستار کئی i
جوں ہی وہ ہوش رُبا آکے نمودار ہُوا | نقشِ دیوار ہوئے طالبِ دیدار کئی ii
تجھ کو اَے سنگ دل اب تک نہیں افسوس! خبر | مر گئے سَر کو پٹک کر پسِ دیوار کئی iii
ابرو و چشم و نگاہ و مژہ ہر اک خونخوار | ایک دل ہے مرا تس پر ہیں دل آزار کئی iv
اَے مسیحائے زماں! دیکھ ٹک آکر احوال | کہ تری چشم کے یھاں مرتے ہیں بیمار کئی v

کھینچ مت زور سے شانے کو تو اَے مشاطہ! دل ہیں اُس زلف کے بالوں میں گرفتار کئی vi
کفِ پا میں ترے، صَحرا کی نشانی بیدآر مر گیا تو بھی پھپھولوں میں رہے خار کئی vii

(۴۵)

اور کچھ بات یھاں بہت کم ہے ذکرِ خیر آپ کا ہی ہر دم ہے i
جان تک تو نہیں ہے تجھ سے دریغ اَے! مَیں قربان، کیوں تو برہم ہے ii
گاہ رُونا ہے گاہ ہنسنا ہے عاشق کا بھی رُور عالم ہے iii
خوش نہ پایا کسی کو یھاں ہم نے دیکھی دنیا سَرائے ماتم ہے iv
آہ! جس دن سے آنکھ تجھ سے لگی دل پہ ہر روز اک نیا غم ہے v
مگر آنسو کسو کے پونچھے ہیں آستیں آج آپ کی نم ہے vi
اُس کے عارض پہ ہے عرق کی بوند یا کہ بیدآر گل پہ شبنم ہے vii

(۴۶)

آنکھ، اس پری سے، کیجیے کیا، اب تو جا لگی چھوٹے ہے کوئی بات ہے پھر یہ بلا لگی i
اس لب پہ دیکھے ہے مسی و پان کی دھڑی شام و شفق اِن آنکھوں میں کب خوش نما لگی ii
گولی تھی یا خُدَنگ تھی ظالم تری نگاہ چھٹتے ہی دل کو توڑ کلیجے میں آ لگی iii
کس طرح حالِ دل کہوں اس گُل سے باغ میں پھرتی ہے اس کے ساتھ تو ہر دم صبا لگی iv
اس دردِ دل کا پوچھیے کس سے علاج، جا اپنی سی کر چکے پہ نہ کوئی دوا لگی v
آیا جو مہرباں ہو ستمگر تو اس طرف کس وقت کی نہ جانیے تجھ کو دعا لگی vi
یہ دسترس کسے کہ کرے اس سے دست بوس سَو منّتوں سے پاؤں میں اس کے حنا لگی vii
مَیں کیا کیا کہ مجھ کو نکالے ہے وہ صنم اَے اہلِ بزم! کوئی تو بولو خدا لگی viii
اِتنا تو وہ نہیں ہے کہ بیدآر دیجے دل کیا جانے، پیاری اس کی تجھے کیا لبھا لگی ix

(۴۷)

ٹک ایک سامنے آ تو بھی باغ میں گُل کے کہ ہے غرورِ نزاکت دماغ میں گُل کے i
گیا جو وہ مَہِ نسریں عذار گلشن میں نہ مُنہ پہ نُور رہا کچھ چراغ میں گُل کے ii

اگر چلی ہے تو چل یوں کہ پات بھی نہ ہلے — خلل مباد! صبا ہو فراغ میں گل کے iii

چمن میں حُسن نے کس کے، یہ تیغ رانی کی — کہ ہُنسے اُڑ گئے یک لخت باغ میں گُل کے iv

نہ کر بہار میں بلبل کو قید اَے صیاد! — کہ مثلِ شمع جلے گی وہ داغ میں گُل کے v

عجب مزہ ہے کہ پیتے ہیں، نو نہالِ چمن — سبوئے غنچہ سے بھرے ایاغ میں گُل کے vi

گئی بہارِ چمن، آ گئی خزاں بیدآر — کہ عندلیب پھرے ہے سُراغ میں گُل کے vii

(۴۸)

رمز و ایما و اشارات چلی جاتی ہے — چھیڑ کی ہم سے وہی بات چلی جاتی ہے i

کیا ہے وہ مجھ سے بھی فرماؤ کہ یہ جس کے لیے — شکوہ آمیز حکایات چلی جاتی ہے ii

قصہ کوتاہ کرو جانے دو اس ذکر کو اب — یوں ہی ان باتوں میں یہ رات چلی جاتی ہے iii

ہو چکا موسمِ باراں تو کب کا لیکن — اشک کی اپنے تو برسات چلی جاتی ہے iv

حلقۂ زلف میں مو کی بھی نہیں گنجائش — دل کے لینے کی وہی گھات چلی جاتی ہے v

ایک مجھ سے ہی اُسے کہیے تو ہے کج خُلقی — ورنہ اَوروں کی مدارات چلی جاتی ہے vi

ربط جو چاہیے بیدآر سو اس سے، معلوم! — مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے vii

(۴۹)

تیغ حُسن آب دار رکھتا ہے — ایک دو روز مار رکھتا ہے i

سنگ و آہن ہیں جس کے آگے موم — وہ دلِ سخت، یار رکھتا ہے ii

کیا ہے وہ صاف کہہ کہ مَیں بھی سنوں — کیوں تو مجھ سے غبار رکھتا ہے iii

تجھ کو مَیں چھوڑ اَور کو چاہوں — اس کو تو اعتبار رکھتا ہے! ؟ iv

مَے کشی کس کے ساتھ کی بیدآر — آج جس کا خمار رکھتا ہے v

(۵۰)

خورشید تیرے سامنے آکر نہ جل سکے i
حیرت زدہ ہو جوں مہِ نخشب نہ نکل سکے

اَے ہمدم! اَور ذکر، خوش آتا نہیں مجھے ii
کچھ اُس کی بات کہہ کہ مرا جی بہل سکے

رَوشن دلی حُصول اُسے ہو کہ مثلِ شمع iii
سوز و گدازِ عشق میں گُل گُل کے جل سکے

اُس سخت دل کو کیا کرے نرم آہِ آتشیں iv
آتش سے کوئی بات ہے پتھر پگھل سکے

آنے سے تیرے کچھ تو ہُوا ہوں بحال مَیں v
اِتنا تو بیٹھ یار کہ ٹک جی سنبھل سکے

عشق اُس پری کا یارو! مرے جی کے ساتھ ہے vi
یہ وہ بلا نہیں کہ کسو سے جو ٹل سکے

وہ ناتواں، طبیب سے، کیا حالِ دل کہے vii
جس کے کہ آہ بھی نہ جگر سے نکل سکے

بیدارؔ اس زمین میں یوُں چاہتا ہے جی viii
کہہ اور بھی غزل اگر ایسی ہی ڈھل سکے

(۵۱)

کوُچے سے تیری زلف کے دل کیوں کے چل سکے i
مشکل ہے اِس طلسم میں آ، پھر نکل سکے

اپنے تو اختیار سے اب جا چکا ہے دل ii
تو ہی اگر سنبھالے تو شاید سنبھل سکے

آنکھیں دکھا کے دل کو مرے چھین لے گیا iii
اُس مفت بَر سے کیا کروُں جو بَس نہ چل سکے

ناصح! بھلا ہے کچھ بھی، نصیحت سے فائدہ؟ iv
وہ بات کہہ کہ جس سے مرا جی بہل سکے

اُس کی گلی سے ہم کو اُٹھانا مُحال ہے v
جوں نقشِ پا کہ بیٹھے وہ ہرگز نہ ہل سکے

حیراں ہوُں کس طرح کہوُں احوالِ دل اُسے vi
جس کے حضور بات نہ منہ سے نکل سکے

بیدارؔ مثلِ آئینہ دیکھ اُس کو بھر نگاہ vii
جو آپ سے گیا ہو وہ پھر کیا سنبھل سکے

(۵۲)

حُسنِ سرشار ترا دارُوے بے ہوشی ہے — ہوش میں کون ہے کس کو سَرِ مَےنوشی ہے i

کچھ اگر بے ادبی ہووے تو معذور رکھو — صحبتِ مَےکشی و عالمِ مدہوشی ہے ii

جوں ہلال آپ سے یکسر مَیں ہُوا ہوُں خالی — تجھ سے اَے مہر لقا! شوقِ ہم آغوشی ہے iii

بانگِ گُل باعثِ گردن شکنی ہے گُل کی — غنچہ سالم ہے کہ جب تک اُسے خاموشی ہے iv

سَر چڑھا جائے ہے اَے زلف! کسو کی تو مگر — اُس پری رُو سے تجھے آج جو سَرگوشی ہے v

آب ہو جائے ہے اُس تیغِ نگہ کے آگے — گرچہ آئینہ کو جَوہر سے زرہ پوشی ہے vi

عمر غفلت ہی میں بیدارؔ چلی جاتی ہے — یاد ہے جس کی غرض اُس سے فراموشی ہے vii

(۵۴)

خورشید شرم سے ترے آگے نہ آسکے　　کیا تاب آئینہ جو تجھے منہ دکھا سکے　i

اپنا تو کام یھاں تو کوئی دم میں ہے تمام　　اَے جذبِ عشق! جلد اُسے لا، جولا سکے　ii

دھوتا ہے میرے خون کو دامن سے تو عبث　　یہ رنگ وہ نہیں جسے پانی چھڑا سکے　iii

ہالہ تو کر سکا نہ رخِ ماہ کو نہاں　　کیوں کر نقاب مکھڑے کو تیرے چھپا سکے　iv

بیدار کیوں کر آتشِ دل اشک سے بجھے　　ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے　v

☆☆☆

قطعات/اشعار متفرقات

(۱)

کوئی دم کھڑا جو تو لب دریا پہ رہ سکے ہو جائے آب آئینہ یکسر نہ بہہ سکے i
وہ تو ہی ہے کہ جی میں جو کچھ آوے سو کہے ورنہ مجال کس کی، مجھے بات کہہ سکے ii

(۲)

عاشق تو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو سکے دامن پکڑ کے چھوڑے ترا، یہ نہ ہو سکے i
ہم چشمِ ابر دیدۂ تر یوں تو ہو سکے اتنا نہ ہو غبارِ غمِ دل کہ دھو سکے ii

(۳)

صبا کوچے میں تیرے اس لیے ہر صبح آتی ہے i
کہ تیری بو سے جا گلشن میں پھولوں کو بساتی ہے
بہ چشم اشک و بہ لب آہ و بہ دل داغ غم دوری ii
تری الفت مجھے اَے بے وفا! کیا کیا دکھاتی ہے

(۴)

رشتۂ دوستی اَوروں سے جو چاہوں ٹوٹے i
پر کوئی بات ہے تجھ سے میری الفت چھوٹے
مجھ کو ہر روز یہ ہی خوف ہے اَے طفل مزاج! ii
شیشۂ دل نہ کہیں ہاتھ سے تیرے چھوٹے

(۵)

کچھ بھی یہاں جس کے تئیں عاقبت اندیشی ہے i
ترکِ اسبابِ جہان و سَرِ درویشی ہے
یاد میں اُس مژۂ یار کی کیا ہے، کہ نہیں ii
جاں خراشی و جگر کاوی و دل ریشی ہے

(٦)

ترے ہی رُو سے یہ شمعِ نگہہ افروختہ ہے i
رشتۂ دید سے اوروں کی نظر دوختہ ہے
نذر مَیں اُس شہِ خوباں کی کروں کیا بیدار ii
دل ہے سو داغ ہے جان ہے سو غم اندوختہ ہے

مسدس در مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

بھیجو اُس شاہ پر درود و سلام　　کہ ہے فخرِ جہاں و خیرِ انام i
ہادمِ کفر و بانیِ اِسلام　　سید الانبیاء محمد نام ii
صبح رُویش زوالضحیٰ اَوضح iii
منشرح صدرش از الم نشرح

(۲)

ہادیِ گمرہانِ بد کردار　　شافعِ بندگانِ عصیاں کار i
حامیِ دین و قاتلِ کفار　　سرورِ خلق احمدِ مختار ii
نقدِ یثرب سلالۂ بطحیٰ iii
امّی لوح خوانِ ما اوحیٰ

(۳)

نہ ہُوا تھا وجودِ لَوح و قلم　　نہ مصوّر تھی صورتِ آدم i
اوّلِ فکر موُجدِ عالم　　خاتمِ انبیاء شفیعِ امم ii
قائد الحق بالہدیٰ والعَون iii
شاہِ لولاک ما خلقت الکون

(۴)

ہے جو ارض و سما و مافیہا　　وہ ہُوا باعث اُن کے ہونے کا i
ہوویں گر آ کے جمع سَو اعدا　　اس حبیبِ خدا کو خوف ہے کیا ii
جبہَ　تیر　مارمیت　کفش iii
چشمِ　تنگِ　سیہ　دلان　ہدفش

(۵)

اس سوا اور کچھ نہ تھا مقصود　　کہ رہے آنکھوں آگے حق موجود i
چشمِ مشتاق جلوہ گاہِ شہود　　کیوں نہ ہو ناظرِ جمالِ ودود ii
کحلِ　ما　زاغ　سرمۂ　بصرش iii
ما　طغیٰ　وصف　پاکیِ　نظرش

(۶)

مظہرِ خاص ذاتِ پاک احد　　مقبلِ لم یلد و لم یولد i
واقفِ رمز راز ہائے صمد　　لقب برگزیدہ اش احمد ii
پایہ　ارتقاش　ثم　دنیٰ iii
ذروہ　اعتلاش　اوادنیٰ

(۷)

قرب معراج یوُں تو سب کو ہُوا　　پر نہ وہ مرتبہ جو اس کو دیا i
پھر کے وھاں سے جو ہر نبی سے ملا　　دیکھتے ہی اُسے یہ سب نے کہا ii
یا　نبی　اللہ　السلام　علیک iii
انما　الفوز　و　الفلاح　لدیک

(۸)

جنّ و انسان کیا ملائک و حوُر   کوہ و اشجار کیا وحوش و طیور   i

اُس کی مداحی سب کو ہے منظور   پر نہ اس میں کسو کا ہے مقدور   ii

وصف خلق کسے کر قران است   iii

خلق رانعت اوُچہ امکان است

(۹)

مدح استادِ شاعرانِ جہاں   سب ہوئے اس میں عاجز وحیراں   i

مجھ سے کیا ہووے وصف اُس کا بیاں   ہو جو ممدوح حضرت سبحاں   ii

لا جرم معترفیم بہ عجز و قصور   iii

می فریسم صحیفۂ از دور

(۱۰)

مَوردِ وحی و مصدرِ اعجاز   طائر قدس لامکاں پرواز   i

کعبۂ مُدعاے اہلِ نیاز   مَیں گدا وہ شہِ غریب نواز   ii

لست احدی سوی الصلوٰۃ الیہ   iii

یا مفیض الوجود صلِ علیہ

(۱۱)

حُسنِ یوسف تو واقعی تھا خوب   کہ ہُوا نورِ دیدۂ یعقوب   i

توُ ہے پر ساری خَلق کا مطلوب   اَور حق نے کیا تجھے محبوب   ii

اَے دل و دیدہ خاکِ نعلین است   iii

رشتۂ جاں شراکِ نعلین است

(۱۲)

خلق کے واسطے ہے تیری ذات کعبۂ امن و قبلۂ حاجات i
حشر کے روز تا کہ پاؤں نجات متوقع ہوں اَے کریم صفات! ii
لب بہ جنباں پئے شفاعتِ مَن iii
منگر در گناہ و طاعتِ مَن

(۱۳)

نفسِ شیطاں نے دی مجھے بالا گلِ و لائی گناہ میں ڈالا i
کون میرا نکالنے والا تجھ سوا یہاں سے اَے شہِ والا! ii
رحم کن برمَن و فقیری مَن iii
دست دہ بہر دست گیری مَن

(۱۴)

ہے یہ دنیا تمام آفت گاہ نظر آتی نہیں ہے جاے پناہ i
جز ترے در کے یا رسول اللہ! سخت مضطر ہوں حسبنا للہ ii
سویم افگن زرحمت نظرے iii
باز کن برر خم ز لطف درے

(۱۵)

مرتضیٰ شیر بیشۂ قدرت رافع دین و قامع بدعت i
فاطمہ زہرا مجلۂ عزت گوہر دُرجِ عصمت و عفت ii
آں مشرف بہ لحمک لحمی iii
این معزز بہ بضعۃ منی

(۱۶)

آل و اولاد و سید الثقلین　　راحتِ قلب و قرۃ العینین i
سرور برگزیدگاں حسنین　　ہر دو محبوب خالقِ دارین ii
حُبِ ایشان دلیلِ صدق و فاق iii
بغض ایشاں نشانِ کفر و نفاق

(۱۷)

زین عباد باقر و جعفر　　عالمانِ علومِ پیغمبر i
خسروانِ ولایتِ حیدر　　وارثانِ شہادتِ اکبر ii
قرب شاں پایۂ علو و جلال iii
بُعد شاں مایۂ غنود و ضلال

(۱۸)

موسیٰ کاظم و امام رضا　　مہر و ماہ سپہر مجد و علا i
شہ دنیا و دیں نقی کہ ہُوا　　مستفیض اُس سے نامِ جود و سخا ii
برنکو سیر تاں و بدکاراں iii
دست اُو ابرِ موہبت باراں

(۱۹)

ذات پاک نقی ہے فخر زمن　　متصف عسکری بہ خُلق حَسن i
سایۂ لطف ایزد ذوالمن　　مہدی دیں محمد ابن حَسن ii
ہست ازان معتبر بلند آئین iii
کہ گذشتند ز اوج علیین

(۲۰)

نائب دین احمد مختار ہیں یہ جملہ ائمۂ اطہار i
کچھ کہے کوئی اس میں ہوں ناچار اعتقاد اپنا ہے یہ ہی بیدار ii
دوست دارِ رسول و آل ویم iii
دشمن خصم بد سگالِ ویم

(۲۱)

اہل تحقیق جامیؔ مقبول کہہ گیا ہے یہ نکتۂ معقول i
گر بود رفض حب آل رسول باتولا بہ خاندانِ بتول ii
کیش من رفض و دین من رفض است iii
رفع من رفض و ماجی خفض است

مخمسات

مخمس (اوّل)

برغزل حافظ

(۱)

نہ پُوچھ مجھ سے کچھ اَے دل! تو ماجرائے فراق　　　کہ ہے بُرا ہی مرض درد بے دوائے فراق
خدا نہ خواستہ ہو کوئی آشنائے فراق　　　کسے مباد چو من خستہ مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ بہ گذشت در بلائے فراق

(۲)

ہمارے نام کو کیا پُوچھتے ہو اَے یاراں!　　　خراب حال و پریشان و بے کس و حیراں
اسیر و خستہ و دیوانہ بندۂ جاناں　　　غریب و عاشق و بے دل فقیرِ سَر گرداں
کشیدہ محنتِ ایام و داغ ہائے فراق

(۳)

نہ جانتا تھا تجھے دل! مَیں اس قدر نامرد　　　کہ اُس کے ہجر میں کھینچے گا ایسی آہیں سرد
ہُوا ہے تجھ کو نہ تنہا نصیب ہجر کا درد　　　کدام سینہ کہ دردے فراق رخنہ نہ کرد
کدام دل کہ شد ایمن ز داغ ہائے فراق

(۴)

تمام عیش کا اَسباب ہو گیا برہم　　کہاں ہے یار جو اُس کو سناؤں اپنا غم
نہیں ہے غم کے سوا کوئی مؤنس و ہمدم　　کُجا روم چہ کنم حالِ دل کرا گویم

کہ داد من بستاند دہد سزائے فراق

(۵)

ترے فراق کے، اَے شوخ بے وفا! ہردم　　مَیں، لا علاجی سے سہتا ہوں اتنے جَور وستم
جو دست رس ہو مجھے ترے خاکِ پا کی قسم　　فراق را بہ فراق تو مبتلا سازم

چناں کہ خون بچکانم ز دیدہ ہائے فراق

(۶)

مرے ستانے سے اَے عشق! آ تو ہاتھ اٹھا　　وصال اگر نہیں ممکن تو ہجر بھی نہ دکھا
بھلا تو آپ ہی انصاف کر برائے خدا　　من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا

مگر بزاد مرا مادر از برائے فراق

(۷)

گیا ہے جب سے تو اَے رشکِ نَو بہارِ ارم!　　چمن میں دل کے ہے تاراجیِ خزانِ الم
ترے فراق سے کھینچے ہیں بس کہ جَور وستم　　اگر بہ دست من افتد فراق را بہ کشم

بہ آب دیدہ دہم باز خوں بہائے فراق

(۸)

نہ مَیں ہی ہجر میں روتا ہوں دلستاں! شب و روز　　رہے ہے دیدۂ بیدار خوں فشاں شب و روز
جرس کی طرح جو کرتا ہے دل فغاں شب و روز　　ازیں سبب من و حافظ چو بے دلاں شب و روز

چو بلبلِ سحری می زنم نوائے فراق

مخمس (دوئم)

بر غزل سودا

(۱)

جو باتیں اَور سے وہ ہم سے گفتگو معلوم!   جو عزت اُس کی ہے سو ہم کو آبرؤ معلوم!
کہاں وہ دن کہ وہ اخلاص پھر کے ہو معلوم!   اب اس طرف تری دل گرمیِ شعلہ خو معلوم!
تپاک غیر سے جو ہوں گے ہم سے ؤ معلوم!

(۲)

کہاں ہے تجھ کو سرِ دوستی رکھے ہے بَیر   وگر نہ کاہے کو کرتا رقیب ساتھ تؤ سَیر
ہزار گر تؤ قسم کھائے مَیں نہ مانؤں یہ خیر   بھری ہے دل میں ترے اِس قدر محبتِ غیر
کہ جا نہیں مرے کینے کو مہر تو معلوم!

(۳)

مرض شناسی کا دعویٰ نہ کر تو، چُپکا رہ   نہیں ہے سننے کی طاقت بس اب زیادہ نہ کہہ
تری دوا سے نہ جاوے گا دردِ عشق ہے یہہ   طبیب اٹھ مرے بالیں سے دے اجل کو جگہ
دوا مری وہ لب شربتی ہے سو معلوم!

(۴)

گدا سے شاہ تلک ہیں مُطیع اور معتقاد   قبول کرتے ہیں سَو جی سے سب ترا ارشاد
جو کچھ کیے ہیں ستم تؤ نے اَے جفا ایجاد!   سُنے ہے کون، کرؤں کس کے آگے جا فریاد
جو رؤ تجھے ہے جہاں میں سو مجھ کو رؤ معلوم!

(۵)

سَحر جو کھولے تؤ شانے سے موُے عنبر بار   جدھر کو گزرے شمیم اس کی لے، نسیمِ بہار
اُدھر ہو مرہمِ راحت برائے ہر افگار   غلط ہے زلف کو تیری کہوں جو مشکِ تتار
سیاہ فام تو وہ ہے پر ایسی ؤ معلوم!

(٦)

غبار ہو کے صبا ساتھ مَیں پھرا ہر سُو　　ہزار باغ میں گزرا کہ پاؤں تیری بُو
غرض کہ تجھ تئیں پہنچا نہ مَیں تو آہ! کبھو　　عبث ہے مہر کی نت اٹھ تلاش ذرّے کو

ہے وصل دُور تر امیری جستجو معلوم!

(۷)

اگر چہ ہے وہ جفا پیشہ و ستم ایجاد　　ہزار جَور کیے اُس نے مَیں نہ کی فریاد
پر اُس کے اِتنے ہی لطف و کرم سے ہوں مَیں شاد　　گِلے میں غیر کے میری وفا کرے ہے یاد

سو غائبانہ کہوں، اُس کے رُو بہ رُو معلوم!

(۸)

نہیں ہے زُور مخمّس کا یا نہیں کہتے　　اگر کہیں بھی تو بیدآر سا نہیں کہتے
قصیدہ و غزل و قطعہ کیا نہیں کہتے　　سخن تو یار بھی سوداؔ برا نہیں کہتے

و لے جو چاہیں یہ اندازِ گفتگو معلوم!

مخمس (سوئم)

برغزلِ دَرد

(۱)

خدا جانے کدھر تو اَے ماہ رؤ! ہے   ترے دیکھنے کی مجھے آرزؤ ہے
نہ کچھ یہ تلاش آج ہی کؤ بہ کؤ ہے   مرا جی ہے جب لگ تری جستجو ہے
زباں جب تلک ہے یہی گفتگو ہے

(۲)

نہ دنیا کا طالب نہ مشتاقِ عُقبا   دل اپنے کومَیں سب طرف سے اٹھایا
نہیں اس سوا اور مقصود اپنا   تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا
تری آرزؤ ہے اگر آرزؤ ہے

(۳)

یہ وہ بزم ہے جس میں دردیش وسُلطاں   ہوئے ہیں ہزاروں ہی باخاک یکساں
پس اَے یار! رہ کوئی دم اور بھی یہاں   غنیمت ہے یہ دید وادیدِ یاراں
جہاں آنکھ مند گئی نہ مَیں ہؤں نہ تؤ ہے

(۴)

جو یک دم نہیں وہ مرے پاس آتا   قیامت مرے جی پہ ہوتی ہے برپا
اگر عشق ایسا ہی اس سے رہے گا   خدا جانے کیا ہوگا انجام اس کا
مَیں بے صبر اتنا ہؤں وہ تُند خو ہے

(۵)

کوئی والیِ ملک و دولت ہے جگ میں   کوئی صاحبِ دین وملت ہے جگ میں
کوئی اہلِ علم و فضیلت ہے جگ میں   کسؤ کو کسی طرح عزت ہے جگ میں
مجھے اپنے رُونے ہی سے آبرؤ ہے

(۶)

نہ ہو ہو تو اَے دل! خریدارِ دنیا کہ ناکام ہی ہے طلب گارِ دنیا
غرض لالہ و گُل سے تاخارِ دنیا کیا سَیر سب ہم نے گلزارِ دنیا
گلِ دوستی میں عجب رنگ و بُو ہے

(۷)

کیا سَیر عالم کا مَیں نے سَراسَر رخِ زردشن اُس کے سے دیکھا منوّر
ہُوا مشل بیدآر مَیں محوِ دلبر نظر میرے دل کی پڑی دردکس پر
جدھر دیکھتا ہوں وہی رُو بہ رُو ہے

مخمس (چہارم)

بر غزل قائمؔ

(۱)

ئے خانۂ عشق میں گزر کر پی بادۂ شوق جام بھر کر
کہتا نہ یہی ہوں چشم تر کر بے شغل نہ زندگی بسر کر
گر اشک نہیں تو آہ سر کر

(۲)

بھاں چھوڑ کے شاہی و وزیری کرتے ہیں جو مرد ہیں، فقیری
رکھتا ہے تو خواہشِ امیری وے طولِ امل نہ وقتِ پیری
شب تھوڑی ہے قصہ مختصر کر

(۳)

آئے تھے سمجھ کے باغ، اس جا آتش کدہ تھا پہ یہ نہ جانا
چشمِ عبرت سے اب جو دیکھا یہ دہر ہے کار گاہِ مینا
جو پاؤں رکھے تو بھاں سوڑ کر

(۴)

کہتے ہیں یہ مضارعانِ کامل دنیا ہے کشت گاہ اُے دل!
کرنا ہے جو کچھ سو کر لے حاصل فرصت ہے غنیمت آج غافل!
جو ہو سکے نفع یا ضرر کر

(۵)

ناکام گئے ہزاروں عابد ہر چند کہ تھے حرم میں ساجد
اس رہ میں اگر ہے تو مجاہد کعبے کا سفر تو ہے پہ زاہد
بن جائے تو آپ سے سفر کر

(۶)

صہبائے فنا جنھوں نے پی تھی　　تحقیق یہ بات اُن سے کی تھی
آخر دیکھی جو کچھ سُنی تھی　　کچھ طرفہ مرض ہی زندگی تھی
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر

(۷)

سینے سے نکل کے ہر سَحَر گاہ　　پہنچی ماہی سے تا سرِ ماہ
حالت سے مری نہیں تو آگاہ　　توڑا تو مرا جگر پر اَے آہ!
کچھ اُس کے بھی دل میں اب اثر کر

(۸)

غافل ہے تو حال سے ہمارے　　لوگ آئے ہیں دیکھنے کو سارے
آرائشِ حُسن رکھ کنارے　　کیا دیکھے ہے آئینہ کو پیارے!
ایدھر بھی تو ایک دم نظر کر

(۹)

اگلے گئے چھوڑ کر نہ اَے دل!　　کام آئے یہ بام و در نہ اَے دل!
بیدآر کی ریس کر نہ اَے دل!　　تعمیر پہ گھر کی مر نہ اَے دل!
قائم کی طرح دلوں میں گھر کر

مخمس (پنجم)

برغزل سوؔدا

(۱)

خجالت اُس کو عزیزو! نہ دو ہُوا سو ہُوا　　وہ سرگذشت بیاں مت کرو ہُوا سو ہُوا
خدا کے واسطے اب چپ رہو ہُوا سو ہُوا　　جو گزری مجھ پہ مت اُس سے کہو ہُوا سو ہُوا
بلا کشانِ محبت پہ جو ہُوا سو ہُوا

(۲)

کیا ہے میرے تئیں قتل تو نے بے تقصیر　　کراب میان میں جلدی سے خوں چکاں شمشیر
نہیں ہے خوب جو اِس طرح تو کھڑا ہے دلیر　　مبادا! ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہُوا سو ہُوا

(۳)

رہو گی اشک فشاں یوں ہی تم گر اَے آنکھو!　　ڈباؤ گی مبری بینائی یکسر اَے آنکھو!
نگاہِ رحم سے دیکھو تو جھک کر اَے آنکھو!　　یہ کون سا ہے احوالِ دل پر اَے آنکھو!
نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہُوا سو ہُوا

(۴)

چھپا نہ مُنہ کو تو اَے مہ! شبِ سیہ سے مری　　قسم ہے مہر کی تجھ کو نہ جا جگہ سے مری
ہُوا جو اِس قدر آزردہ یک نگہ سے مری　　خدا کے واسطے آ درگُور گنہ سے مری
نہ ہو گا پھر کبھو اَے تند خو! ہُوا سو ہُوا

(۵)

نہ پوچھ عشق میں بیدار پر جو کچھ گزرا　　ہر ایک کوچہ و بازار میں ہُوا رُسوا
نہ صبر و تاب نہ طاقت نہ عقل و ہوش رہا　　دیا اُسے دل و دیں اب یہ جان ہے سوؔدا
پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہُوا سو ہُوا

مخمس (ششم)

برغزلِ خود

(۱)

اَے مرے دل کے خریدار خدا کو سونپا　　لشکرِ حُسن کے سردار خدا کو سونپا
دلبرِ شوخ و ستم گار خدا کو سونپا　　پھر شتاب آئیو دل دار! خدا کو سونپا
اب تو جاتا ہے تو اَے یار! خدا کو سونپا

(۲)

آئی پرواز کناں گُل کی ہوس میں بُلبل　　دیکھنے پائی نہ پر اب کی برس میں بُلبل
آہ جب آ گئی صیاد کے بس میں بُلبل　　کہتی گلشن سے گئی روتی قفس میں بُلبل
اَے بہارِ گُل و گلزار! خدا کو سونپا

(۳)

جب ہوئی گوش زدِ خَلق حکایت میری　　چشم پُر آب ہوئی سُن کے حقیقت میری
ایک دن اُس نے ہی کی آ کے عیادت میری　　وقت رخصت کے کہا دیکھ کے حالت میری
اَے مری چشم کے بیمار! خدا کو سونپا

(۴)

ہر طرف کھینچ کے شمشیر تو چمکاتا ہے　　بانکپن کوچہ و بازار میں دکھلاتا ہے
پاس میرے جو بلاتا ہوں نہیں آتا ہے　　نشۂ حُسن میں سرشار چلا جاتا ہے
تجھ کو اَے دلبرِ خونخوار! خدا کو سونپا

(۵)

مہِ تاباں نے مرے خواب سے اُٹھ وقتِ سَحر　　کر کے تزئینِ جمال، آئینہ رکھ پیشِ نظر
عزم جانے کا کیا گھر سے مرے اپنے گھر　　پھر کے جاتے ہوئے میری ہی زبانی سُن کر
کہہ گیا، ''ہم نے بھی بیدآر خدا کو سونپا''

مخمس (ہفتم)

برغزل امیر خسرو دہلوی

(۱)

دل دادۂ جاں باختہ عشاق وشیدا یک طرف   آشفتہ وحیرت زدہ ہر گبرو ترسا یک طرف
خیلِ پری رخسارگاں محوِ تماشا یک طرف   دی مست می رفتی بتاں رو کردہ ازما یک طرف
افگندہ کاکل یک طرف زلفِ چلیپا یک طرف

(۲)

تیری سواری کی خبر سنتے ہی اَے آرام جاں!   دوڑے ہیں پائے شوق سے گھر سے نکل اہلِ جہاں
کیا طفل کیا پیر و جواں کہتے ہیں وہ دیکھو میاں!   سلطانِ خوباں ی رود ہر سو ہجومِ عاشقاں
چابک سواراں یک طرف، مسکیں گدا یک طرف

(۳)

کر چاک دست عشق سے اپنا گریباں سَر بہ سَر   قشقہ کشیدہ بر جبیں زُنّار افگندہ بہ بَر
بیٹھا ہے تیری راہ میں دنیا و دیں سے بے خبر   تا بر رخِ زیبائے تو افتادہ زاہد را نظر
تسبیحِ زُہدش یک طرف مائدہ مُصلّا یک طرف

(۴)

تو قتل کر ٹکڑے مرے چاہے کہ پھینکے جا بہ جا   راضی ہوں مَیں بھی دل سے لب گراس میں ہے تیری رضا
لیکن ترے کوُچے سے تو بھی نہیں ہوُں گا جدا   در چار حد کوُئے خود افتادہ بینی بندہ را
تن یک طرف جاں یک طرف سَر یک طرف پا یک طرف

(۵)

ہے آج تو دربار میں کچھ اور اس کے، بندوبست   نکلا ہے تختِ ناز پر لے شیشہ و ساغر بہ دست
بیدار تو نے بھی سنا کہتے ہیں وہ سُلطان مست   بے چارہ خسرو خستہ را خوں ریختن فرمودہ است
خلقے بہ منت یک طرف آں شوخ تنہا یک طرف

مخمس (ہشتم)

بر غزل حافظ

(۱)

پوچھے ہے تو کیا مجھ سے حالِ دلِ شیدائی   تجھ گیسوے مشکیں کا مدت سے ہے سودائی
نے طاقتِ دوری ہے نے صبر و شکیبائی   اَے بادشہِ خوباں! داد از غمِ تنہائی
دل بے تو بہ جان آمد وقت است کہ باز آئی

(۲)

ہوں تیرے غلاموں میں جانے ہے مجھے عالَم   جز مدح مرے لب سے نکلے نہیں حرفِ ذم
خدمت میں تری حاضر رہتا ہوں جو مَیں ہر دم   در دائرہ فرماں با نقطۂ تسلیم
لطف انچہ تو اندیشے حکم انچہ تو فرمائی

(۳)

اَے! خُتم ترے اُوپر گلشن میں گُل اندامی   جن روزوں کہ تو یہاں تھا، تھی روزِ خوش لیامی
تجھ عشق میں ہے مجھ کو ہر طرح دل آرامی   اَے درد توام درماں بر بستر ناکامی
دے یادِ توام مونس در گوشۂ تنہائی

(۴)

اَے مایۂ صد راحت! تجھ بن ہے نہایت درد   ہر دم تپِ دوری سے کھینچوں ہوں مَیں آہِ سرد
اٹھتا ہوں تو گرتا ہوں اب ضعف سے مثلِ گرد   مشتاقی و مہجوری دور از تو جنابم کرد
گر دست نہ خواہد شد دامانِ شکیبائی

(۵)

بیدار نمط دائم کھینچے تھا الم بے حد   مدت میں یہ روزِ وصل آیا ہے بہ جدّ و کد
. وہ دیکھ کہ آتا ہے گل روئے صنوبر قد   حافظ شب ہجراں شد بوے خوش یار آمد
شادیت مبارک باد اَے عاشقِ شیدائی!

مخمس (نہم)

برغزل خسرو

(۱)

زپائی تا بہ سَر اَے مہ! تو مایۂ نوری   رسد چگونہ بہ ساق تو شمع کافوری
تو ہم چو شمس بہ حُسن و جمال مشہوری   بہ دیں صفت کہ توئی درزمانہ معذوری
اگر بہ صورت زیبائی خویش مغروری

(۲)

چہ خانقاہ و چہ مسجد، چہ بت کدہ، چہ حرم   وہ کون جا ہے کہ جس میں رکھا نہ مَیں نے قدم
پھرا چہار طرف تیری جستجو میں صنم!   دلم چو آئینہ صورت پرست شد چہ کنم
بہر طرف کہ نظری کُنم تو منظوری

(۳)

زبانِ صدق سے کھاتا ہوں جان! تیری قسم   ترے خیال سے فارغ نہیں ہواں مَیں یک دم
مَیں کی ہے شکل تری، اپنے لوحِ دل پہ رقم   من ارچہ دورم، پیوستہ در حضور تو ام
تو در حضوری فرسنگ ہا ز من دوری

(۴)

ترے جو عشق میں بیدآر کا نہ تھا ثانی   جب اُس کے مرنے سے آئی نہ چیں بہ پیشانی
پھر اپنا سوز کہوں کیا مَیں تجھ سے اَے جانی!   ترا کہ شوق عزیزاں نہ سوخت چوں دانی
کہ چیست بر دل خسرو ز داغ مہجوری

مخمس (دہم)

بر غزل حافظ

(۱)

فقط ہی جا کے نہ سَر رات کوہ سے مارا کہ پھرتے دشت میں گزرا ہے روز بھی سارا
اگر تجھے ہے کچھ اُس تک رسائی دیارا صبا بہ لطف بگو آن غزالِ رعنارا
کہ سَر بہ کوہ و بیاباں تو دادۂ مارا

(۲)

کرم سے سَرو نے قُمری ہی کو نہ بَر میں لیا چمن میں گُل نے بھی بلبل کو مِل کے شاد کیا
یہی ہے مجھ کو تاسُف کوئی تو پُوچھو جا شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا
تفقد ے نکند طوطیِ شکر خارا

(۳)

کیا ہے حق نے تجھے اہلِ جاہ و صاحبِ تخت نہ چاہیے تجھے طبعِ دُرشت و وضعِ کرخت
شفیق و لطف نما ہو، نہ کر تو دل کو سخت بہ شکر صحبتِ احباب و آشنائی بخت
بہ یاد آر غریبان دشت پیارا

(۴)

قفس میں غم کے ہے بلبل کو تیری یاد اَے گُل! خزانِ ہجر تو حد سے ہوئی زیاد اَے گُل!
بہارِ وصل سے اب تک کیا نہ شاد اَے گُل! غرورِ حسن اجازت مگر نہ داد اَے گُل!
کہ پُرسشے بہ کنی عندلیب شیدارا

(۵)

دکھائے لاکھ بنا کے تو زلف و خال اگر شکار وہ تو نہ ہو مثلِ ابلہاں آکر
نہیں ہے اس کے سوا اور کوئی طرح مگر بہ حُسنِ خلق تواں کرد صید اہلِ نظر
بہ دام دانہ بگیرند مرغِ دانارا

(۶)

اگر زمانے کو تجھ سے موافقت آئی　　تری مُراد پہ گرداں ہے چرخِ مینائی
گہہ نشاط و شب عیش و مجلس آرائی　　چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بہ یاد آر حریفان بادہ پیمارا

(۷)

تو وہ ہے تازہ گُلِ روضۂ شہادتِ غیب　　کہ جس کو دیکھ چمن میں گُلوں نے پھاڑے جَیب
نہیں ہے واقعی کچھ اس میں خارِ شبہ و رَیب　　جز ایں قدر نہ تواں گفت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و وفا نیست رُوئے زیبارا

(۸)

حصولِ عشق بتاں جز غمِ جدائی نیست　　امیدِ مہر و وفا غیرِ بے وفائی نیست
چرا ز اہلِ محبت بسرِ صفائی نیست　　نہ دانم از چہ سبب رنگِ آشنائی نیست

سہی قدان و سیہ چشم و ماہ سیمارا

(۹)

زمینِ فکر ہے بیدار رُفتۂ حافظ　　گراں بہا ہے دُرِ شعر سُفتۂ حافظ
غزل سَرا ہو چو طبع شگفتۂ حافظ　　بر آسماں چہ عجب گرز گفتۂ حافظ

سماع زہرہ بہ رقص آورد مسیحارا

رباعیات

(۱)

خورشید سپہرِ دیں رسول ثقلین　　ہیں اُن کے علی و فاطمہ نورِ دو عین
فانوسِ نبوت و ولایت کے بیچ　　مانندِ دو شمع جلوہ گر ہیں حسنَین

(۲)

کیا شرح کروں مَیں اُن کا وصفِ بے حد　　مداح جنھوں کا ہو خدا و احمد
ہے کس کی زبانِ ناطق ایسی جو کہے　　تعریف دوازدہ امام امجد

(۳)

بیدآر مَیں ہر چند کہ رکھتا ہوں گناہ　　لیکن ہے اُمیدِ کرم حضرت شاہ
روزِ محشر کو مجھ سے عاصی لاکھوں　　کہنے سے انھوں کے بخش دے گا اللہ

(۴)

سلطانِ کریماں ہے علیِ اکرم　　سائل کو نماز بیچ بخشی خاتم
مولاے کریم جس کا ہووے ایسا　　کب اُس کو ہو اِحتیاجِ دینار و درم

(۵)

بیدآر جہاں میں ہے جو مردِ دنیا　　کھینچے ہے ہمیشہ رنج و دردِ دنیا
چاہے کہ قدم رکھے تو راہِ حق میں　　دامن کو نہ لگنے دیجو گردِ دنیا

(۶)

نہ خوب نہ زشت کا پریکھا کیجئے
اپنے ہی شب و روز کا لیکھا کیجئے
مثلِ آئینہ چشمِ وحدت سے میاں!
جو سامنے آوے اُس کو دیکھا کیجئے

(۷)

ہے دھوم کہ خوش چھبوں میں جس کے چھب کی
دیکھ آتشِ عشق اُس کو دل میں بھبکی
بیدار اُس دن سے چشمِ تصویر صفت
سونا تو کیسا، نہیں پلک بھی جھپکی

(۸)

رہتا ہوں بہ رنگِ ابر اکثر روتا
اور عمر کو اپنی درد و غم میں کھوتا
ہے تلخ نپٹ ہی زندگانی تجھ بن
اَے کاش کہ تجھ کو مَیں نہ دیکھا ہوتا

(۹)

گزری یک عمر مجھ کو رُوتے رُوتے
اَور اشک سے داغِ غم کو دھوتے دھوتے
بیدار شبِ فراق ہے بس کہ دراز
مدّت ہوئی ہے سَحر کو ہُوتے ہُوتے

(۱۰)

دیکھی ہیں تری جفائیں یہاں تک اَے یار!
یک شمہ کروں اگر مَیں اُس کا اظہار
اَغلب ہے کہ سنتے ہی زباں سے میری
ہووے گا تو اپنی خو سے آپھی بیزار

(۱۱)

شب سے تا روز بے قراری گزری
اور روز سے تا شب آہ و زاری گزری
اس لَیل دو فراق البحر میں تجھ بن، یار!
مت پُوچھ جو کچھ کہ مجھ پہ خواری گزری

(۱۲)

نے درد کی میرے کچھ خبر ہے تجھ کو
نے آہ سے میری کچھ حذر ہے تجھ کو
ہے محو تو اَے آئینہ رو! اپنا ہی
بے خود شدگاں پہ کب نظر ہے تجھ کو

(۱۳)

دیکھا ہے مَیں جب سے رُخِ تاباں تیرا — آئینہ نمط ہُوا ہوں حیراں تیرا
جاتی ہی نہیں شکل مری پہچانی — کھینچا ہے زبس کہ دردِ ہجراں تیرا

(۱۴)

بیدآر مقیمِ کوئے جاناں ہوں مَیں — دیوانۂ گفتگوئے جاناں ہوں مَیں
ہوں چشم، مثالِ آئینہ سَر تا پا — حیران رُخِ نکوئے جاناں ہوں مَیں

(۱۵)

بیدآر رَواں ہے اشک دریا دریا — بتلا تو کہ ہے یہ چشمِ تر یا دریا
رُونے سے ترے تمام خانہ ہے پُرآب — حیراں ہوں مَیں اس میں ہے یہ گھر یا دریا

حصہ دوم

(۱)

کہاں ہم رہے پھر کہاں دل رہے گا — اسی طرح گر تو' مقابل رہے گا i
کھلی جب گرہ بندِ ہستی کی تجھ سے — تو عُقدہ کوئی پھر نہ مشکل رہے گا ii
دلِ خَلق میں تخمِ احساں کے بولے — یہی کِشت دنیا کا حاصل رہے گا iii
حجابِ خودی اٹھ گیا جب کہ دل سے — تو پردہ کوئی پھر نہ حائل رہے گا iv
نہ پہنچے گا مقصد کو کم ہمتی سے — جو سالک طلب گارِ منزل رہے گا v
نہ ہو گا تو' آگاہ عرفانِ حق سے — گر اپنی حقیقت سے غافل رہے گا vi

خفا مت ہو بیدآر اندیشہ کیا ہے vii
ملا گر نہ وہ آج، کل مل رہے گا

(۲)

گلچینِ ستائش ہوں چمنِ ساز جہاں کا i
دریا ہے گہر جوش مری طبع رواں کا

کیا بلبلِ فکر اس میں گُل افشانِ سخن ہو ii
ہے لال جہاں ناطقہ طوطیِ بیاں کا

شکر ایک بھی احساں کا ادا ہوئے نہ مجھ سے iii
لوُں ہر سرِ موُ سے مَیں اگر کام زباں کا

مَیں خاک نشیں سَر بہ سَر آلودۂ عصیاں iv
کس منہ سے کروں وصف اب اس عرش مکاں کا

یک جلوۂ دیدار اگر پاؤں مَیں تیرا v
کافر ہوُں جو پھر لوُں مَیں کبھی نام بتاں کا

چاہے ہو کہ جمعیتِ دل غنچے کی ما نند vi
کر مہرِ خموشی کے تئیں قفل دہاں کا

جا تا ہے چلا قافلۂ اشک شب و روز vii
معلوم نہیں اس کا ارادہ ہے کہاں کا

کیا پوچھتے ہو تابہ عدم سیر کر آئے viii
پایا نہ سُراغ دہن اس موُئے میاں کا

ہر ذرہ میں وہ مہر دل اَفروز ہے رَخشاں ix
سچ کہتے ہیں بیدآر بیاں کیا ہے عیاں کا

(۳)

دامن کو ناصحوں سے چھڑایا نہ جائے گا — تا ایک بار تجھ کو دکھایا نہ جائے گا i
دل خانۂ خدا ہے نہ توڑ اس کو اَے صنم! — ٹوٹا تو پھر کسی سے بنایا نہ جائے گا ii
ہے وہ جنوں دریدہ گریباں مرا، جسے — ہوُں چاک جَیبِ صبح سِلا یا نہ جائے گا iii

ناز و ادا و غمزہ و عشوہ ہیں مفت بر ‏ إن ظالموں سے دل کو بچایا نہ جائے گا iv
جز بوئے یار، دل کو نہ ہوگی شگفتگی ‏ تجھ سے صبا! یہ غنچہ کھلایا نہ جائے گا v
بلبل ہزار رنگ سے گو ہے سخن سرا ‏ پر تجھ سے گفتگو میں بر آیا نہ جائے گا vi
ہوگی نہ بزمِ عشق میں روشن دلی حصول ‏ تا سر، بہ رنگِ شمع کٹایا نہ جائے گا vii
کھینچے ہے مجھ کو دیکھ عبث منہ پہ تو نقاب ‏ مکھڑا یہ چاند سا تو چھپایا نہ جائے گا viii
وابستہ زندگی ہے مری، تیری یاد سے ‏ تجھ کو تو ایک دم بھی بھلایا نہ جائے گا ix
ہوں شمع داغِ عشق ترا جی کے ساتھ ‏ یہ نقش لوحِ دل سے مٹایا نہ جائے گا x

بیدار یادِ حق میں تو رہ یہاں کہ بعدِ مرگ xi
سووے گا اس طرح کہ جگایا نہ جائے گا

(۴)

اشک سے سوزِ غمِ عشق بجھایا نہ گیا ‏ شعلہ اس آگ کا پانی سے بجھایا نہ گیا i
آہ! کیا جانے ہوئی مجھ سے وہ کیا بات کہ رات ‏ ایسا روٹھا کہ کسی طرح منایا نہ گیا ii
یک قلم خامہ چلا آگ لگی کاغذ کو ‏ حالِ سوزِ دلِ بے تاب لکھایا نہ گیا iii
شعلہ افروز ہُوا داغِ جگر سینہ سے ‏ حیف! یہ رازِ محبت کا چُھپایا نہ گیا iv
تھا جو کچھ علم و ہنر عشق میں سب بھول گیا ‏ اک خیال اس کا مرے جی سے بھلایا نہ گیا v
حرز و تعویذ و فسوں لکھ کے تھکے سب لیکن ‏ اس پری شکل کا سر سے مرے سایہ نہ گیا vi
جو گرا آ کے ترے کوچہ میں حیرت زدہ ہو ‏ نقشِ پا کی طرح پھر اس کو اٹھایا نہ گیا vii
زلف سے چشم و زنخداں تئیں سب دیکھ آئے ‏ دلِ گم گشتہ ہمارا کہیں پایا نہ گیا viii
صَرف ناصح نے کیا آبِ نصیحت ہر چند ‏ نقش اس رُو کا مرے دل سے مٹایا نہ گیا ix
کیا ہی وہ روئے درخشندہ ہے سبحان اللہ! ‏ شمع کی طرح کہ برقع میں چھپایا نہ گیا x
ختم صنعت گریِ صانعِ قدرت ہوئی یہاں ‏ کہ کوئی اور پھر ایسا تو بنایا نہ گیا xi

عمر غفلت ہی میں بیدار کٹی یہاں افسوس! xii
دل کو اس خواب سے یک دم بھی جگایا نہ گیا

(۵)

اس گُل کا چمن میں کل مذکور دہن آیا — غنچے کا ہُوا دل خوں پستہ پہ سخن آیا i

ہمسر نہ ہوا کوئی اس قامتِ موزوں سے — ہر سرو گلستاں میں سَو طرح سے بن آیا ii

ہُوں چشم کو دیکھ اس کے آپ آگے شکار آہو — جس وقت کہ صحرا میں وہ صید فگن آیا iii

رنگ اڑ گیا منہ پر سے ہر گل کا ہوائی ہو — جب سیر کو گلشن میں وہ رشکِ چمن آیا iv

اپنا تو ہُوا تیرے وعدوں ہی میں کام آخر — کیا فائدہ جو تو اب اَے وعدہ شکن! آیا v

مہتاب، صباحت دیکھ اس رُخِ درخشاں کی — ہو شَل کتاں ٹکڑے نسرین و سمن آیا vi

بیدارؔ مَیں کہتا تھا اس گُل سے نہ مل آخر
کھا داغ گئی دل میں لالہ کے نمن آیا vii

(٦)

اہلِ کمال سے جو ہُوا کام، رہ گیا — تا حشر یادگارِ جہاں نام رہ گیا i

دل چھوڑ رخ کو زلف کا ہو رام رہ گیا — جا، سُوئے رُوم سے طرفِ شام رہ گیا ii

دیکھ اُس دہان و چشم کو سر پھوڑ رشک سے — پستہ کہیں رہا کہیں بادام رہ گیا iii

دل خوں بہ رنگِ لالہ ہُوا انتظار میں — آتے ہی آتے ساقیِ گل فام رہ گیا iv

کھلائے گل کا حال نظر کر فسردہ ہو — جو پھول یاں سحر کو کھلا شام رہ گیا v

جب سے کہ دردِ عشق ہُوا دل میں آ مقیم — کیا جانے یاں سے جا کدھر آرام رہ گیا vi

دیتے تھے آپ بھی مجھے قلیاں پر اب نہیں — کیوں کس سبب یہ بوسہ بہ پیغام رہ گیا vii

محراب ابروے بت کافر ادا کو دیکھ — کعبہ کا شیخ باندھ کے احرام رہ گیا viii

صیاد مست ناز نے آ کر خبر نہ لی — آخر تڑپ تڑپ مَیں تہ دام رہ گیا ix

آگاہ ہو، پہنچتی ہے صبحِ اجل قریب — خورشید عمر آ تو سرِ بام رہ گیا x

بیدارؔ ہے امیدِ اقامت عبث کہ یاں — نے خاص ہی رہا نہ کوئی عام رہ گیا xi

(۷)

i بھرا ہے وہ مری چشم پُر آب میں دریا
کہ ایک قطرہ ہے جس کا سحاب میں دریا

ii پڑا ہے اُس مہِ خورشید تاب کا پر تَو
کہ مثلِ آئینہ ہے آب و تاب میں دریا

iii نہ ہو اسیرِ کمند فریب صورتِ شیخ
دکھائی دیوے ہے موج سراب میں دریا

iv رکھوں ہوں دیدۂ تر وہ کہ مثل کشتی کے
رہے ہے جس کے ہمیشہ رکاب میں دریا

v شمار اشک کی موجوں کا گر کروں تو پھر
بہی میں عشق کی ہے کس حساب میں دریا

vi ہر ایک ذرّے میں یوں جلوہ گر ہے وہ خورشید
کہ جس طرح سے ہے موج و حباب میں دریا

vii تری ہے زلف وہ ناگن کہ جس کے عکس سے ہے
بہ رنگِ مارسیہ پیچ و تاب میں دریا

viii گر آستیں کو اٹھاؤں تو وؤ ہیں مثلِ حباب
بہا پھرے مری چشموں کے آب میں دریا

ix نہا گیا عرق آلودہ کیا مگر وہ دل
کہ سَر بہ سَر ہے معطر گلاب میں دریا

x شراب و ساقیِ مہ روٗ جو ساتھ ہو بیدار
تو خوش نما ہے شب ماہتاب میں دریا

(۸)

عاشق نہ اگر وفا کرے گا　　پھر اور کہو تو کیا کرے گا　i

مت توڑ یوُں دل صنم! کسی کا　　اللہ ترا بھلا کرے گا　ii

ہے عالمِ خواب حالِ دنیا　　دیکھے گا، جو چشم وا کرے گا　iii

جیتا نہ بچے گا کوئی ظالم!　　ایسی ہی جو تو ادا کرے گا　iv

کل کے تو کئی پڑے ہیں زخمی　　کیا جانیے آج کیا کرے گا　v

آجائے گا سامنے تو جس کے　　دل کیا ہے کہ جی فدا کرے گا　vi

کیا جانیے کیا کرے گا طوفاں　　اگر اشک یوُں ہی بہا کرے گا　vii

ق

بیدارؔ یہ بیتِ وردؔ رُو رُو　　فُرقت میں تری پڑھا کرے گا　viii

"اپنی آنکھوں اُسے مَیں دیکھوں　　ایسا بھی کبھو خدا کرے گا"　ix

(۹)

کیوں نہ یکساں رنگ و صَفا میں ہُوں علَم آتَش و آب　i
ہیں پرستش میں ترے رُو کی صنم! آتَش و آب

چشمۂ چشم میں یوُں رکھتے ہیں ہم آتَش و آب　ii
کانِ گوگرد میں ہے جیسے بہم آتَش و آب

لا سکے تاب نہ ہم اُس کے لب و دنداں کی　iii
کہتے ہیں کھا دُر و مرجاں کی قسم آتَش و آب

دیکھ تیرا رُخِ رنگین و قدِ خوش رفتار　iv
ہم گل و سرو خجالت میں ہیں ہم آتَش و آب

مَہ تجھے دیکھے تو ہو سوز و گدازِ غم سے　v
شمع کی طرح سے سرتابہ قدم آتَش و آب

vi ہو گیا عکس سے خوباں کے چراغاں لب جُو
جلوہ گر دیکھے ہیں اس لطف سے کم آتش و آب

vii دیکھ کر داغ دل و دیدۂ تر کو میرے
اپنے مرکز کی طرف کر گئے رم آتش و آب

ق

viii آہ اور اشک سے بیدآر مقابل ہوں اگر
شعلہ و موج کی کر تیغ و علم آتش و آب

ix جوں ہَوا ٹھہریں نہ پھر معرکۂ ہستی میں
ایک حملہ ہی میں لیں راہِ عدم آتش و آب

(۱۰)

i لبِ مَے گوں پہ ترے دیکھ بہم آتش و آب
ایک جا لعل صفت رہ گئے جم آتش و آب

ii ہے تو مختار جلا خواہ ڈبا عاشق کو
غضب و لطف ہے تیرا ہی صنم آتش و آب

iii ثمر بخل و سخا دھاں ہے بہشت و دوزخ
حق میں زردار کے ہیں دام و درم آتش و آب

iv داغ جاں سوز بہ دل شعلہ بہ سَر اشک بہ چشم
شمع پر کرتے ہیں کیا کیا یہ ستم آتش و آب

v دُر و یاقوت بنے قطرہ و اخگر ہو کر
تیری سمرن کے لیے مل کے بہم آتش و آب

vi اشک طوفانِ بلا برقِ جہاں سوز ہے آہ!
جل بجھیں یہاں جو رکھیں آ کے قدم آتش و آب

vii شمع ساں عشق میں بیدآر اب اُس مہ رُو کے
ہے گدازِ جگر و سوزشِ غم آتش و آب

(۱۱)

طوبیٰ کی شاخ کاٹیے تو اَے قلم تراش! — تا لکھے وصفِ قامتِ جاناں قلم تراش i

کرتے ہیں دوٗر سبزۂ بیگانہ باغ سے — اَے گل! تو اپنے چہرے سے خطِ یک قلم تراش ii

ہر گل ہُوا خراشِ دل اس میں بہ رنگِ خار — کیا خوب سیرِ باغ ہوئی واہ! غم تراش iii

گل سے مناسبت نہیں کچھ مور و مار کو — مکھڑے سے زلف و خط کو تو اپنے بہم تراش iv

گر چشمِ حق شناس سے دیکھیں نگاہ کر — آپھی صنم پرست ہیں آپھی صنم تراش v

بے ڈول سا ہے اس قدِ موزوں کے روٗ بروٗ — اَے باغباں! تو سرو کو سر تا قدم تراش vi

تعریف اُس کمر کی ہے بیدآر بس مُحال — شاخِ خیال سے گلِ مضموں کو کم تراش vii

(۱۲)

شبنم تو باغ میں ہے نہ یوٗں چشمِ تر کہ ہم i
غنچہ بھی اس قدر ہے نہ خونیں جگر کہ ہم

جوٗں آفتاب اُس مَہِ بے مہر کے لیے ii
ایسے پھرے، نہ کوئی پھرا در بہ در کہ ہم

کہتا ہے نالہ آہ سے دیکھیں تو کون جلد iii
اس شوخِ سنگ دل میں کرے تو ہے اثر کہ ہم

ہے ہر دُرِ سخن پہ سزاوار گوشِ یار iv
موتی صدف رکھے ہے، پر ایسے گہر کہ ہم

منہ پر سے شب نقاب اٹھا یار نے کہا v
رَوشن جمال دیکھ تو اب ہے قمر کہ ہم

زر کیا ہے مال، تجھ پہ کریں نقدِ جاں نثار vi
اتنا تو اور کون ہے اَے سیم بر! کہ ہم

تازیست ہم بتوں کے رہے ساتھ مثلِ زلف vii
یوٗں عمر کس نے کی ہے جہاں میں بسر کہ ہم

غصہ ہو کس پہ، آئے ہو جو تیوری چڑھا viii
لائق عتاب کے نہیں کوئی مگر کہ ہم

بیدار شرط ہے نہ پلک سے پلک لگے ix
دیکھیں تو رات جاگے ہے تو تا سحر کہ ہم

(۱۳)

اَے ظہورِ مبدۂ ایجادِ قدرت! السلام
خاتم پیغمبری و ہم نبوت السلام i

صفدرِ روز و غا شیرِ خدا مشکل کشا
ابن عمِ مصطفیٰ شاہ ولایت السلام ii

حضرت خیر النساء عصمت و عفت مآب
صاحب مسند نشینِ عرش عزت السلام iii

یا امام مجتبیٰ مسموم اخضر پیرہن
صابرِ بیداد ارباب شقاوت السلام iv

زینت دوشِ رسول و زیب آغوش بتول
کربلا مقتل حسین اہل غربت السلام v

تھا رضائے حق پہ راضی تو دگر نہ یہ لعین
سامنے ہوتے ترے کیا تاب و طاقت السلام vi

اَے شفیع عاصیاں بیدارؔ ہے تیرا غلام
کیجو روز حشر اِس کی بھی شفاعت السلام vii

(۱۴)

انھوں پہ بھیجیے صبح و مسا صلوٰۃ و سلام
کہ پہلے جن پہ خدا نے کہا صلوٰۃ و سلام i

مہِ سپہرِ نبوت، محمد عربی
کہ جس کے واسطے نازل ہُوا صلوٰۃ و سلام ii

کہا ہے "لحمک لحمی و بضعۃ منی"
نبی نے جن کو، ہے اُن پر بجا صلوٰۃ و سلام iii

حَسن ہے سرورِ دیں وہ کہ جس پہ کہتے ہیں
تمام ساکن ارض و سما صلوٰۃ و سلام iv

حضورِ قلب و خشوع و خضوع سے بھیجو
نبی و آل نبی پر سدا صلوٰۃ و سلام v

سر مزارِ حسین شہید پہ ہر روز
کہیں ہیں حور و ملائک سب آ صلوٰۃ و سلام vi

نہ ہووے جس میں کہ نام اُس کے آل اطہر کا
نہیں قبول وہ پیش خدا صلوٰۃ و سلام vii

زبان پاک، صفائے دل ہے شرط کہ ہو
قبولِ بارگہِ کبریا صلوٰۃ و سلام viii

سخن درست مَیں کہتا ہوں گر نہیں باور
کلام حق میں ہے دیکھا لکھا صلوٰۃ و سلام ix

ہُوا ہے امر کہ اَے مومنانِ پاک یقین
کہا نبی پہ کرو دائما صلوٰۃ و سلام x

مقیم روم ہو یا شام صدق سے بھیجو — جہاں ہیں وے وہیں پہنچے ہے جا صلوٰۃ وسلام xi
گرہ مطالب کونین کی کھلے بیدآر — پڑھے جو دل سے تو، ہے وہ دعا صلوٰۃ وسلام xii

(۱۵)

کس پری رُو نے کیا میری، گزر، آنکھوں میں i
کہ ٹھہرتا نہیں اب کوئی بشر آنکھوں میں

کس کو قدرت کہ رہے آپ میں پھر اس کے حضور ii
بھر نظر دیکھے بِلا آنکھیں اگر آنکھوں میں

کھینچ لے دیکھتے ہی تارِ نگہ سے دل کو iii
اُس مرے شوخ کی، ایسا ہے ہنر، آنکھوں میں

دن ہُوا، دیکھیے کس طرح سے گزرے تا شام iv
رات تو کاٹی ہے مَیں تا بہ سَحر آنکھوں میں

مؤ بہ مؤ ڈھونڈھ پھرا، زلفوں میں پایا نہ سُراغ v
ہو نہ ہو دل تو مرا، تیری نگر آنکھوں میں

گرچہ ظاہر میں ہے وہ دوُر پر اس کی صورت vi
رات دن پھرتی ہے جوں نورِ نظر آنکھوں میں

والہ و شیفتہ ہوُں اُس کے لب و دنداں کا vii
کب خوش آتے ہیں، مری، لعل و گہر آنکھوں میں

نہ رہی تیرے سوا غیر کو یھاں گنجائش viii
جوں نگہ تو نے کیا جب سے کہ گھر آنکھوں میں

وہ رَوانی نہیں اب اشک کی اپنے بیدآر ix
مگر اٹکا کوئی آ لختِ جگر آنکھوں میں

(۱۶)

دیکھے جو نظر بھر وہ دل آرام کسی کو — تا زیست نہ ہو پھر کبھی آرام کسی کو i

کیا تجھ سے امید اَے مرے خود کام! کسی کو — دشنام مجھے، نامہ و پیغام کسی کو ii

کیا حال کہوں تجھ سے مَیں اپنا کہ نہیں بار — در پر ترے لے صبح سے تا شام کسی کو iii

مرجائیں گے پہ مت باغ میں جا قُمری و بلبل — جینے بھی دے اَے سروِ گل اندام! کسی کو iv

ہر حلقہ میں، سَو دامِ بلا رکھتی ہے، اپنے — چھوڑے گی نہ یہ زلفِ سیہ فام کسی کو v

جوں نقشِ قدم در پہ ترے خاک نشیں ہو — آوے جو نظر تو بہ سرِ بام کسی کو vi

کیا چشمِ پیام اس سے ملاقات کی بیدآر — جس نے نہ کیا خط کبھی اِرقام کسی کو vii

(۱۷)

جو ہوئی سو ہوئی جانے دو ملو بسم اللہ i
جامِ مَے ہاتھ سے لو میرے، پیو بسم اللہ

منتظر آپ کے آنے کا کئی دن سے ہوں ii
کیا ہے تاخیر، قدم رنجہ کرو بسم اللہ

لے چلے دل تو پھر اب کیا ہے سبب رنجش کا iii
جی بھی حاضر ہے جو لیتے ہو تو لو بسم اللہ

مَیں تو ہوں کشتۂ ابرُوے بتِ مصحف رُو iv
موقلم سے مرے تُربت پہ لکھو بسم اللہ

ذبح کرنا ہی مجھے تم کو ہے منظور اگر v
مَیں بھی حاضر ہوں مری جان! اٹھو بسم اللہ

ہوتے آزُردہ ہو آنے سے ہمارے جو تم vi
خوش رہو مت ہو خفا ہم چلے لو بسم اللہ

عین راحت ہے مجھے بندہ نوازا اس میں vii
قدم آنکھوں میں مری آکے رکھو بسم اللہ

جن کی، رہتے ہو شب و روز تم اب صحبت میں viii
جاؤ اَے جان!اب اُن کے ہی رہو بسم اللہ

مست نکلا ہے مئے حُسن میں بیدار وہ شوخ ix
دیکھنا گر نہ پڑے کہتے چلو بسم اللہ

(۱۸)

چمنِ لالہ یہ الفت تری دکھلاتی ہے i
سیکڑوں داغ ہیں اور ایک مری چھاتی ہے

گرچہ طوطی بھی ہے شیریں سخنی میں ممتاز ii
پر تری بات کی لذت کو کہاں پاتی ہے

بدلی آجاتی ہے اس لطف سے خورشید پہ کم iii
زلف منہ پر ترے جس آن سے کھل جاتی ہے

گل ہی تنہا نہ خجل ہے رخِ رنگیں سے ترے iv
نرگس آنکھوں کے تری سامنے شرماتی ہے

مَیں کہاں اور ترا وصل یہ ہے بس اَے گل! v
گاہ بے گاہ تری بُو تو صبا لاتی ہے

رات تھوڑی سی ہے بس جانے دے مل ہنس کر بول vi
نا خوشی تابہ کجا صبح ہوئی جاتی ہے

روشنی خانۂ عاشق کی ہے تجھ سے ورنہ vii
تو نہ ہو تو شبِ مہتاب کسے بھاتی ہے؟

دل کیے صید نہ چھوڑے گا کسی کے دل کو viii
واقعی سچ ہے تو اَے شوخ! بڑا گھاتی ہے

ساد‌گی دیکھو تو دل اس سے کرے ہے یاری ix
ناگنی دیکھ کے جس زلف کو بل کھاتی ہے

مہ رُخاں کیا ہیں کہ ہوں آ کے مقابل بیدار x
کانپتی سامنے جس شوخ کے برق آتی ہے

(۱۹)

کون یہاں بازارِ خوبی میں ترا ہم سنگ ہے i
حُسن کے میزان میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے

مَیں وہ ہوں دیوانہ سرخیلِ اربابِ جنوں ii
ہاتھ میں پتھر لیے ہر طفل میرے سنگ ہے

جاے تکیہ عاشقِ بے خانماں کو وقتِ خواب iii
زیرِ سَر کوچے میں تیرے خشت ہے یا سنگ ہے

اس جواہر پوش کے دیکھے ہیں وہ یاقوت لب iv
جس کی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے

سرمئی آنکھوں کا تیرے جو کوئی بیمار ہو v
ایک میل اس کے تئیں رکھنا قدم فرسنگ ہے

جل گیا تنہا نہ کوہِ طور ہی پروانہ وار vi
آگ تیرے عشق کی شمعِ دلِ ہر سنگ ہے

سخت جانی میری اور ظالم تری سنگیں دلی vii
آہ! مثلِ آسیا یہ سنگ اوُپر سنگ ہے

باپ کا ہے فخر وہ بیٹا کہ رکھتا ہو کمال viii
دیکھ آئینہ کو، فرزندِ رشید! سنگ ہے

سَر مرا تیرے قدم کے ساتھ یوُں ہے پیش رو ix
ٹھوکروں میں جس طرح سے رہ گزر کا سنگ ہے

اعتقادِ مومن و کافر ہے رہبر ورنہ پھر x
کچھ نہیں دیر و حرم میں خاک ہے یا سنگ ہے

یہ صدا، گھر گھر کرے ہے آسیا پھر پھر مدام xi
مُشتِ گندم کے لیے چھاتی کے اُوپر سنگ ہے

شیخ کی مسجد سے کیا ہے مجھ کو اَے بیدار! کام xii
سَجدہ گہہ اپنا صنم کے آستاں کا سنگ ہے

(۲۰)

دیکھ چشمِ مستِ سُرخ اس ساقیِ سرشار کی — ہوگئی ہیں زرد آنکھیں نرگسِ بیمار کی i

کان کے موتی کی تیرے موج ایسی ہے اٹھے — بہہ گئی سب آبداری گوہرِ شہوار کی ii

جوں ہی آیا باغ میں وہ سرو قد سُرخ پوش — رونقِ رنگیں بہاری اُڑ گئی گلزار کی iii

غیرِ آئینہ کسے قدرت کہ دیکھے بھر نظر — آرزو میں مر گئے لاکھوں ترے دیدار کی iv

آمد و رفتِ سبک روٗ حاں سے کون آگاہ ہے — شمع سے کس نے سنی آوازِ پا رفتار کی v

دل! نہ جا اس پاس تو، ہو جائے گا لوہو میں غرق — موج زن ہے آبِ شمشیر اس سرے خونخوار کی vi

اتنی بے رحمی ہے کیا ظالم! بھلا چل تو بھی دیکھ — آج کچھ بے طرح حالت ہے ترے بیدار کی vii

(۲۱)

مہرِ خوٗباں خانہ افروزِ دلِ افسردہ ہے i
شعلہ آبِ زندگانی چراغِ مردہ ہے

مرغِ دل تیری نگہ کا ہو چکا اب تو شکار ii
جا کہاں سکتا ہے یہاں سے صید ناوک خوردہ ہے

ہے بہارِ رنگ و بوے تازہ روٗے خصمِ جاں iii
سالمِ آفاتِ حوادث سے گلِ پژمردہ ہے

جان و ایمان، دین و دل جو تھا بساط اپنا، دیا iv
اور کیا چاہے ہے تو مجھ سے جو اَب آزردہ ہے

اَے شہِ اقلیم خوبی! تاسرِ دروازہ آ v
نذر کو بیدآر تیری جاں بہ کف آوردہ ہے

(۲۲)

تونے اَے جادو نظر! کیا کز دیا — منہ دکھا، عالم کو شیدا کر دیا i
گھر سے اُس قامتِ قیامت نے، نکل — محشرِ صد فتنہ برپا کر دیا ii
یاد میں لیلیٰ کی، چشمِ قیس نے — دامنِ صَحرا کو دریا کر دیا iii
مجھ کو دیکھ آئینہ بھی کھاتا ہے رشک — تیرے ایک جلوے نے ایسا کر دیا iv
شمع ساں رُو رُو کے تجھ بن بزم میں — رازِ دل آنکھوں نے اِفشا کر دیا v
تھی ہمیں بھی عزت اہلِ دہر میں — چاہ نے، پر دل کی، رُسوا کر دیا vi
ہے تلاشِ دل عبث بیدآر اب — کس نے پھر ایسا گہر، پاکر، دیا؟ vii

مخمس بر غزل دردؔ

(۱)

سامنے وہ مہ لقا جب آگیا　　جلوہ حیرت فزا دکھلا گیا
پھر نہ آیا اس طرف ایسا گیا　　سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا
بس ہجومِ یاس جی گھبرا گیا

(۲)

بر آئی تجھ سے عاشق کی مراد　　تو نے اَے ظالم! کسو کی دی نہ داد
کیا ستم اس سے کوئی ہوگا زیاد؟　　پی گئی کتنوں کے لوہو تیری یاد
غم ترا کتنے کلیجے کھا گیا

(۳)

ماہ روئی دلبر کم اِلتفات　　آگئی حیرت مجھے دیکھ اس کو رات
میرے جی پر دھاں جو گزری واردات　　مَیں تو کچھ ظاہر نہ کی تھی دل کی بات
پر مری نظروں کے ڈھب سے پا گیا

(۴)

خوب رؤ رکھتے ہیں سب ناز وادا　　دل کو لے جاتے ہیں عاشق کے، لبھا
تو ہی بتلا اب ہمیں اُے بے وفا!　　تجھ سے کچھ دیکھا نہ ہم نے جز جفا
پردہ کیا کچھ تھا کہ جی کو بھا گیا

(۵)

مہر خوباں کب کی تھی دل سے پھری　　جاں نہ تھی بیدآر ساں غم میں گھری
پھر کہاں سے برقِ عشق آ کر گری　　کھل نہیں سکتی ہیں درد آنکھیں مری
جی میں یہ کس کا تصور آ گیا

مسدس

(۱)

امیرِ عرب شاہ یثرب مقام   امامِ رُسُل صدرِ بیت الحرام
معزز مشرف بہ اوصاف تام   علیہ الصلوٰۃ و علیہ السلام
شفیع مطاع نبی کریم   قسیم جسیم نسیم وسیم

(۲)

ملائک سپہ شاہ گردوں مسیر   پناہ خلائق بنوب سریر
بہ اسرار مکتوم روشن ضمیر   بشمشیر اسلام آفاق گیر
کریم السجایا جمیل الشیَم   نبی الورایا شفیع الامم

(۳)

اگرچہ مقرب رُسُل ہیں سبھی   پہ تجھ کو تقرب ہے کچھ اور ہی
تو پہنچا جہاں واں نہ پہنچا کوئی   تری ذات عالی ہے وہ یا نبی
خدایت ثنا گفت و تجمیل کرد   زمیں بوس قدر تو جبریل کرد

(۴)

پیمبر کی مانند وہ پاک ذات   مقدس مطہر معلّٰی صفات

اگر چاہے مردہ کو بخشے حیات　　کرے دم میں واعقدۂ مشکلات
علیؑ ولی شیر پروردگار　　سپہ دار دین شاہ دُلدل سوار

(۵)

گنہ میرے گو ہیں عقوبت قریں　　سزاوار رحمت ہیں پر مجرمیں
کہیں ہیں تجھے اکرم الاکرمیں　　ترے لطف سے کچھ تعجب نہیں
خدایا بحق نبی فاطمہ　　کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

(۶)

حَسن سرورِ لشکرِ اولیا　　حُسین ابن حیدر شہہ اتقیا
غلام ان کا ہوں مَیں بُرا یا بھلا　　وسیلہ ہے میرا یہی اَے خدا
اگر دعوتم رد کنی ور قبول　　من و دست و دامان آل رسول

(۷)

عمل نامہ میرا ہے گرچہ سیاہ　　ولے کیا ہے بیدآر خوف گناہ
محمد سا ہے شافع دیں پناہ　　حبیبِ خدا مغفرت دست گاہ
نماند بعصیان کسے در گرو　　کہ دارد چنیں سید پیشرو

(۸)

تو نے اَے جادو نظر! کیا کر دیا　　منہ دکھا، عالم کو شیدا کر دیا
گھر سے اُس قامتِ قیامت نے، نکل　　محشرِ صد فتنہ برپا کر دیا
یاد میں لیلیٰ کی، چشمِ قیس نے　　دامنِ صَحرا کو دریا کر دیا
مجھ کو دیکھ آئینہ بھی کھاتا ہے رشک　　تیرے ایک جلوے نے ایسا کر دیا
شمع ساں رُو رُو کے تجھ بن بزم میں　　رازِ دل آنکھوں نے اِفشا کر دیا
تھی ہمیں بھی عزت اہلِ دہر میں　　چاہ نے، پر دل کی، رُسوا کر دیا
ہے تلاشِ دل عبث بیدآر اب　　کس نے پھر ایسا گہر، پا کر، دیا؟

☆☆☆

اختلافِ نسخ

(حصہ اوّل)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مخ، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ باعث ترا (خط) اے نام (مخط) لوح قلم (خط، قد) وصف تیری (مخط)

۲ کب کہ تری (خط) ۳ جلوہ کناں (حب) ع کیا جانیے کیا جلوہ نما تو ہے کہ تھا تو (مخ) ترا پاس (ض) ترے پاس (مخ) ۴ جلوہ توفیق (حب) ۵ میں گنج (علی) ۶ ناپاک ہوں ہر (خط) ۷ پہنچا ہو وہاں (خط) الم (حب)

۹ فیاض کے (خط) کیہ ہو جدا ہر سے (ع) ۱۰ لی ہاتھ میں تسخیر کیا ملک (خط) ۱۴ الم (خط) چاک ہو۔ اجم کا (ض) اجم (ع، حب، قد، علی) ۱۵ میں ہوا (خط) ۱۶ آئنہ اسکندری (ع، علی، احسن، حب، مجوی) ۱۷ اک دیکھے تو ہے رخشاں (ض) دیکھ گھر رخشاں (حب) ۱۸ اٹھ جاوے (حب) ۱۹ موہوم کے غفلت (ض) ۹ ندارد (ص، بخش، علی) ۱۱، ۱۲، ۱۳ ندارد (ض، بخش، حب، علی) حاشیہ پر (قد)

۹ ندارد (ص، بخش، علی) ۱۱، ۱۲، ۱۳ ندارد (ص، بخش، حب، علی) حاشیہ پر (قد)

[۷] ندارد (مح) [۸] ندارد (خط)

(۲) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، بخش، جلیل، مح) میں شامل ہے۔

[۲] طوطی کے بیاں کا (ض، حب) [۳] ہووے (ض، علی) ایک ہی (مح) [۴] ہیں خاک نشین (مح) نشیں موہرا آلودہ (جلیل) فرش مکاں (جلیل، قد) [۵] ع کافر ہوں اگر لوں میں کبھو۔ بیاں کا (ض) کبھو (حب) [۶] جائے کہ (ض) [۸] سراغ دہن اور موئے (حب) سراغ اس دہن موئے (جلیل، قد) [۴]، [۷] ندارد (ض، علی) [۵] ندارد (مح)

(۳) نسخہ جات (ض، قد، ش، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] ہے اور کہاں (ض) [۲] دنیا سے (ض) [۳] خیال خودی (ض) [۴] ہائل (ض)

[۵] آج کامل رہے گا (ش)

(۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، بخش، قد، جلیل، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] دل دینا نہیں (ض) پہ چلے (مح) [۲] تمھیں دل مگر منظور (ض) تمھیں منظور کسی کا (بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع) [۳] ع وہ شوخ سیہ مست پری رشک بکف تیغ (حب) [۴] وفا کو (جلیل) صفا کوں (حب) [۵] یہ قصر یہ ایوان جو دیکھو ہو شکستہ، بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، مح، [قد۔ حاشیہ]) [۶] ع دیکھے جو نظر بھر کے کوئی سامنے میرے۔ بقیہ نسخوں میں سوائے خط، ع) تجھے سامنے (ض، علی، ش) رد کوں میں اب اس کو سرا ہے (کبھی) آکے (مح) اتنا تو میں رکھوں۔ کسی کا (مح) [۷] بات کسی کی۔ بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، قد، مح)

نوٹ:-تمام نسخوں میں سوائے (خط،ع) قافیہ "کسی کا"

۶ ندارد (حب)

(۵) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،بخش،قد،مج،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ رنگ وظہور (جلیل) ۲ ہیں منتظر (خط) ہوں منتظر (ض) سرراہ ہوں منتظر (حب،ش) کھڑا تو ہی سررہ ہوں (مج) ۳ یو ہیں عزم ہے اپنا (خط) کچھ ہو پیارے (جلیل) کچھ ہو صاحب (ض) جیو (خط) حادے (علی،ش) ۵ اس میں بھی (علی) جوتو نہ دیکھے (قد،حاشیہ)

نوٹ:-"گر نہ دیکھے" کو کاٹ کر "جوتو نہ دیکھے" بنایا گیا ہے (ع)

(۶) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مج،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ تیرے زنخداں میں رہا (ض) فطاں (خط) ۲ تجکوں (مج) ۳ ہات اٹھاؤ ہم سے (مج) کوچۂ جاناں (ض) کوچہ جاناں (علی،ش) کونچہ (مج) ۴ ع اب تلک تک اے داے میں کوچ کے (خط) کونچ (ض) میداں میں (مج) ۷ غم سے تیرے (ض) ۸ دماغ اس کا (خط) ۹ سوز سودائے جنوں (علی)

۵،۶ ندارد (خط) نوٹ:-صرف ۱،۲،۳،۶ موجود (حب)

(۷) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مج،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ جسم سے (مج) ۲ آتی ہے کیا (جلیل) ۳ ایک رہا میں تنہا (علی) ۵ نگہ تیر (ض) نگہ مست (علی)

۴ ندارد (ض)

(۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۳] صد بحر کا اس (قد، جلیل) [۴] نہ کہیں تار (قد، جلیل) [۵] دامن (علی) چاند سے مہر کو (قد) ع رکھوں اس داغ کو تو سینۂ سوزاں میں چھپا (ع) [۶] چاندنی پھیلنے دیتے نہیں تارے یکسر ÷ چاند سے منہ کو عبث لیتے ہو داماں میں چھپا (ع)

[۳] ندارد (ض، علی، ش)

(۹) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] ملنے کوں (ع) [۲] بھاگتے (ع) [۳] زلف یہی (علی، ش) [۵] دل میں (ض) [۶] سے کبھی بندہ نواز (علی) [۷] نہ ہرگز بیدار (ض)

(۱۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۳] بال کبھی (علی، ش) ٹوٹے گا ایک بال اگر زلف (حب) [۵] طرح خواب میں (ض) چشم سرہ واکیے (حب) کس کا ہوں میں (خط) کس کے میں ہوں (قد، جلیل) [۶] دل آہ (علی) ع اے سنگ دل تو آہ سے ڈرتا ہی رہ مرے (حب) ع: ٹکڑے ہوا اس آگ سے دل کوہسار کا، بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، قد حاشیہ) [۷] دل کہیں جوں شانہ لے چکے (ض) [۲] جھاڑا بھی اس کی زلف کی ہم تار تار کا (ض) [۸] بے اختیار ہو گئے دیکھ (ض) [۹] ہم کو (ض، علی، ش) مجکوں (ع) اس کو (قد، جلیل) [۱۰] خوف ہے روز (ض، علی، ش، حب، قد، جلیل)

[۲] ندارد (ض، علی، ش، حب،) [۹] ندارد (ع)

نوٹ:۔ شعر نمبر ۲ حاشیہ پر ہے (قد)

(۱۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ آکر خرام کرتا (قد، جلیل، کاٹ کر "آتا" لکھا ہے (قد)) عذار خوبی (مح) صنوبر و گل (ض) آکر ضرور اس کو سلام (مح) ۲ کرے ہے نالے (ش) تیغ ستم (کے) اب (مح) عجب یہ ہوتی (علی) ۳ جو ملتی لذت۔ الخ (ض) حرم سے میں میکدہ مقام (ض) ے محبت کی اس کے زاہد (علی) ساقی ے (مح) ۴ رو جمال اپنا تجھے دکھاتا تو وہیں (ض، علی، ش) گلی میں اس کو (ش) قیام کرتا (مح) ۵ قصیدہ میں لا کلام کرتا (مح)

(۱۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع: نالے نے آج کچھ میرے دل میں اثر کیا (علی) تو نہ جو (ش) ۲ نگہ کو کہ باز آ (ض) مژہ سے کہ (قد، جلیل) کھیل سے مژہ کو کہو باز آئے (مخط، مح) تیرہ باری (ع) ۳ آنکھوں (ض، علی، ش، حب) آنکھو تم نے کیا میرے (علی) انکھیو (مخط، مح) ۵ غافلوں کو (حب) اس نے (ض، ش) ۶ کھلوائیو (ض)

زائد: کیدھر تو کہاں ہے اجابت کہ بارہا ÷ میں نے بلند دستِ دعا ہر سحر کیا (قد، مخط، مح، جلیل)

نوٹ:۔ یہ شعر بدلے ہوئے خط میں حاشیہ پر درج ہے (ع) لوں = (مخط) ع: دست بلند اپنا میں وقت سحر کیا (مخط، مح)

نوٹ:۔ یہ غزل حاشیے پر ہے (قد)

(۱۳) نسخہ جات خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل، آ) میں شامل ہے۔

۱ ع: جو کچھ ہونا تھا۔ الخ (مخط، مح، آ) پر مجھے کہ کس کا (مخط، مح) پر مجھے کہ کس پہ (آ) پھر بھلا

کہہ (قد، جلیل) ۹ رات ہی سر شمع سے روشن ہوا (مخط، مح) ع: رات یہ سر شمع سیں روشن ہوا (آ) سر سیں جو گذرا (آ) ۱۰ ہستی سے (مخط، مح) ۱۱ اشک ہے مانند (مخط، حب) ۱۲ تو نے یہ غضب (مخط، مح) ظالم سیں (آ) ظالم سے (ض، مخط، مح)

۱۳، ۱۴ ندارد (مخط، آ)

(۱۴) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل، آ) میں شامل ہے۔

۲ جادو نے (مخط، مح) دیکھنا ایک نظر (ض، علی، حب) ۳ جوں ابر (مخط، مح) روئے ھیھات (قد، جلیل۔ حاشیہ پر "اے ابر" (قد) رویا اے ابر (آ) یہ بھرا (ض) بھرا انجھوں تھا (آ) ۵ تجھے بھی تھی (ض) خبر بھی ہے (مح) حال سیں (آ) بیدار بہت غم سے تری محزوں (ض) بیدار نپٹ غم سے تری محزوں (ش) بیدار نپٹ غم میں تیرے محزوں (علی)

بہت محزوں (جلیل)

(۱۵) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے

۲ کوہ کنی تجکو اگر دل (ض) ۳ پیکر دخورشید (قد، جلیل، مح) ۴ ع: پاس آ دور سے کب تک مجھے ترسا دے گا (ض) کسی سے (ض، قد، جلیل) ۵ ع کہہ دیا میں نے تو بیدار تو آگے اب جان (ض) پستا دے گا (ض)

(۱۶) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل، آ) میں شامل ہے۔

۲ ملنا (ض، حب) ع: اور سے بے حجابیاں کرنا۔ ایک ہم سے (مخط، مح، آ) ہم سیں (آ) ۳ یہ تو بہتر

نہیں کہ (ض) یہ تو کچھ (ش) ع: بھی تو کچھ نہیں کیا ہے غصے ہو (خط، مح،آ) غصہ سے (خط) یہ تو کچھ نہیں کہ غصہ (آ) آہی آہی عتاب (ض) ۴یاد میں اس کی زلف کی اے دل۔ کب تئیں پیچ و تاب میں رہنا (خط، مح،آ) ۵ع: کچھ تتمہ تجھے نہیں اب تک۔ تام۔ (خط، مح،آ) تام و بیدار وخواب (خط) بیدار و خواب (آ)

زائد: تجھ بن اے شمع رو مجھے ہر شب ÷ شعلہ سا اضطراب میں رہنا (خط، مح)

...............................: شعلہ سابق اضطراب میں رہنا (آ)

(۱۷) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۴یارا اُس کو (ش) ۵دل کی (قد جلیل) ۶پر مجھ سے (علی)

۷دانستہ زندگی (ض) ۸ تا سر شریک شمع (ض) ۹سودے گا اس قدر کہ (قد)

۶ندارد (علی) نوٹ:- ہر جگہ ردیف ''نہ جاوے گا'' ہے (حب)

(۱۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۴کرنا ہے عبث (ش) کرتا ہے (مح) ۵تجھے اس پہ (قد، جلیل) چاہے سو کہو (ع) اس میں جو چاہو سو کہو (ض) سو کرو (مح) ۶تیری سی کہے (علی) سو وہ تیری (حب) ۷دل تیرے جفا سے نالاں (ض) ۸خواب میں تجکو اگر دیکھے زلیخا (علی) ۹دیجے واپس (مح) آتش دیجے (حب) دل کی خریداری (ض) تجکو نہیں دل (علی) ۱۰ع کچھ بھی حاصل ہے بھلا چشم کی بیداری کا (مح) ۱۱ع ان دنوں عزم ہے کچھ تجکو نموداری کا (مح)

۹ندارد (ش)

(۱۹) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱عشق چھپایا (علی) پانی سے بجھایا (علی) پانی سے بہایا (ض) ۲ایسا رونا (قد) کسی طور پر (قد، جلیل) ۵میں سو بھول گئے (ض) بھول گئے (ش) مرے دل سے بھولایا (ض) ۶حرز تعویذ فسوں (حب) ۸سب ڈھونڈھ آئے (ض) ۹آپ محبت (ض) ۱۰طرح جو برقعہ (ض، ش) ۱۲بیدار گئی (ض، حب)

۸، ۹، ۱۱ندارد (علی)

(۲۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱شکل کفن (ش) برنگ نقش نگیں زخم ہے مرے دل کا ÷ رہے گا حشر تلک نام میرے قاتل کا (مخط، مح) ۲تک...... تماشہ تو (خط) خوں میں ہے غلطاں (ض، مخط، مح) تو آکے...... تو (ض، ش) تو...... یہ اپنے (قد، جلیل) تماشہ نیم بسمل (مخط، مح) ۳یہ دو ہی دو ہی روے درخشاں (مح) ہو کے اڑا نور (ض، ش) جرس کہے ہے بیاباں میں دم بہ دم بیدار ÷ نہیں ہے عشق کی رہ میں نشان منزل (مخط، مح)

۲، ۳ندارد (مخط)

(۲۱) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱رات کو یک دم (قد، جلیل) دم ہی (مح) ۲شیشہ رہا (اور) نہ کہیں (مح) ۳بے خود مجھ کو (ض) تیری نگہ (علی) مجھکوں (حب) ۴عمر سے میں (مح) ۵سمجھیں (ض، ش) ابہام (ض، علی، ش) الہام (مح)

(۲۲)نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎اس کو کب جہاں (مح) ۲؎کسی (ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل) ۵؎شورش و فغاں (قد،جلیل) سوزش (ش) ۶؎گل وگلزار (ض،ش،قد،مح،جلیل) ۷؎ رکھیو قدم (مخط،مح)

زائد:-

۱۔اے شانہ کھولیو گرۂ زلف سوچ کر ÷ دل سیکڑوں ہیں اس میں گرفتار دیکھنا (ش،مخط،مح)
زلف کو سمجھو (مخط،مح)

۲۔جو شخص مثل آئینہ حیراں ہوا نہ ہوے ÷ نہیں اس کو روے یار سزاوار دیکھنا (مخط)

۲،۷؎ندارد (علی) ۳؎ندارد (مخط)

(۲۳)نسخہ جات (ض،علی،ش،حب،قد،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎چمن میں جب مذکور (ض،ش) خوں تسپرنہ سخن (ض) ۲؎موزوں کا (علی) موزوں ستی (حب) ۳؎ ہے چشم (حب) ۴؎گل کے ہوائی (ض،ش) گل ہوائی (حب) ۵؎ہی میں کام (ض،علی،ش) جواب تو (ض) ۶؎مہتاب سا جب دیکھا......درخشاں کو (ض) لالہ کا چمن (ض)

۴،۶؎ندارد (علی)

(۲۴)نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے)

۱؎تحمل میں جل گیا (قد،جلیل) تحمل نکل گیا (علی) ۲؎صبا خلل (ض،ش) مل گیا (مح) پونچھوں (حب) ۳؎دل کی (ض) ۵؎لائے نہ غیر یاس حیات امید (مح) ۶؎کہ بے بصری کا (مح)

۳،۴،۶،۷،۸؎ندارد (علی)

(۲۵)نسخہ جات (ع،ض،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱جانوں، ہوں نہ میں تو نام (ض) ہیں نہ جب (علی) ہی نہ (مح) ۲کیا جگہ قاصد (قد،جلیل) کیا گلہ ہے قاصد (علی) ع: کیا یہاں سے (گیا ہے) کل کہ قاصد (مح) لایا بھی نہ (قد،جلیل) دریا نہیں یہاں (ض) لایا نہ یہاں (علی)

(۲۶)نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۵تیرے بزم میں (ض) ۱اہل دیر میں (ض) ۲ایسا پھر (ش)

۴،۶ندارد (علی)

(۲۷)نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱بہت دل (ض) دیکھیں نظر بھر کہ (حب) ۲خریدار تیرا (ض،حب،قد،جلیل) ۳میں ہوں (مح)

نوٹ: نسخہ ش میں مطلع کے بعد شعر نمبر ۲،۳،۴ کی جگہ درج ذیل اشعار ہیں:۔

(۱) مسیحا بھی ہووے گا گر اوس کا معالج ÷ بچے گا نہ آنکھوں کا بیمار تیرا

(۲) رہے پھر نہ یاقوت کے، رنگ منہ پر ÷ اگر دیکھے لعل گہر بار تیرا

(۳) خطا کی کہ عاشق ہوا تجھ پہ ظالم ÷ جو چاہے سو کر ہوں گنہ گار تیرا

۴ندارد (علی)

(۲۸)نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،خط،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱تیرے منہ پہ (ض) ۲ع: گل بدن گھر مرے مہماں (مح) غنچہ دل مرا خنداں نہ ہوا تھا سو ہوا (خط،مح) ۳داماں باقی (قد،جلیل) اشکوں سے (ع) آنکھوں سے (خط،مح) ۵ع: میکدہ

دیکھو دبستاں نہ ہوا تھا سو ہوا (قد،جلیل) ع: رشک سے خانہ......الخ (حاشیہ پر قد) ۱؎ آتی ہی نہیں صورت (ض) ع: دل میں بھی یار کی صورت ہی نہیں آتی نظر (خط،ع)

۲؎ حاشیہ پر (قد) ۱؎ ندارد (علی)

(۲۹) نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ وہ ہے (ض،قد،جلیل)

زائد:-

نالہ ہر چند ہم نے کر دیکھا ÷ آہ، اب تک نہ کچھ اثر دیکھا

آج کیا جی میں آ گیا تیرے ÷ متبسم ہو جو ادھر دیکھا (علی،ش،جلیل (قد۔حاشیہ پر)

۲،۳،۴،۵؎ ندارد (علی)

(۳۰) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ وظیفہ (ش) نام فقط یاد (ض) نام ایک (مح) ۲؎ گھر کئی خراب (خط،ش،مح) ۵؎ عذار کی (قد،جلیل) ۱؎ کسی سے (ض،ش،حب،جلیل)

نوٹ:- بہ عنوان "ریختہ" (خط)

(۳۱) نسخہ جات (قد،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ قلیاں تو اب (قد)

(۳۲) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[1] جس کی (ش) [2] کس مہ (ش) [3] رکھوں ہوں وہ (؟) کہ (مح) جس کی (مح) [4] موج حباب (حب) برج حباب (مح) [8] مشکل حیات (حب) [9] بہا (ض) حباب میں (ض) ع: کہ ہوگیا معطر......الخ (مح)

[10] ساتھ ہوں (قد، جلیل) ساقی و مے رو (ض) مستاں سے (حب)

زائد:- نشے کی موج چمکتی ہے بزمِ مستاں میں ÷ اوٹھا یہ شور کہ ہے آفتاب میں دریا (ض، حب، قد)

نشہ میں جھمکتی ہے...(قد) ستاں سے (حب)

(۳۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[1] تنہا یہ نہ (مخط، مح) [2] گریبانِ رفو (ض، علی، حب) [3] عقدے کو اے شانہ (ش) یار کا (ض) کھولیو کاکل کے عقدے کو تو اے (مح) چیرے گا (مخط، مح) [4] مجھے تو جس عالم (ض) [5] چشموں سے (مخط، مح)

زائد:-

اگرچہ جل گیا پروانہ آسا دل مرا لیکن ÷ نہ تجھ سے رشتۂ الفت مرا اے شمع روٹوٹا (مخط، مح)

[3] ندارد (علی، مخط)

(۳۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[1] ع: اس نے کیا کیا ستم سہا ہوگا (قد، جلیل) ع جاں سے ہاتھ......الخ (حاشیہ پر۔قد)

[2] کبھو (خط) [5] اے میاں (مح) پہ کبھی (علی، ش) پہ لیکن (ض) [6] فال میں (علی، ش، قد، مح، جلیل)

۲ ندارد (ض،ش،علی،حاشیہ پر۔قد)

(۳۵) نسخہ جات (مخط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مع،جلیل) میں شامل ہے۔
۳ جن نے (قد،جلیل) ۴ بوند پانی کی (ض) اس نے غم (قد،جلیل) ۵ کبھو (ض،حب) اے میاں (ع) ۶ ہزار کوچے میں (ض،حب) ۷ جس نے مدت سے (حب،ش) مدت میں (ض) جن نے مدت سے (قد،جلیل) ۸ کبھو بھی (حب) بھلا (ایسا) دل ستاں (ع) ۹ میں ہی (ش) کیا عمر (قد،جلیل) تا عمر کھوئی مرتے طرح (ع) ۱۰ تم نے مہرباں دیکھا (ض) پوچھ جو کچھ میں نے (علی،ش،حب) پوچھ جو کچھ ہم (ع) ۱۱ یار جفائے (قد،جلیل) ۱۲ گرم کی تاثیر (قد،جلیل) گرم میں حاشیہ پر (قد) ۱۳ سنتے ہیں مدتوں سے دے (ض) مدتوں سے دلے (ش) سے ایک (ع) ولیک (قد،جلیل) سے لیک حاشیہ پر (قد) کبھونشاں (ض)

(۳۶) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مع،جلیل) میں شامل ہے۔
۱ اس سے ہی یکبار (علی) ع ۲: مطلب دیدۂ خوں بار نہ ہونے پایا (ع) ۲ زلفوں میں (قد،جلیل)-[زلف میں حاشیہ پر۔قد] اس کی ظالم (ض)

زائد:-

۱۔ دیکھنا پھر ترا اے یار نہ ہونے پایا ÷ درد دل کا مرے اظہار نہ ہونے پایا (مخط،ع)

۲۔ اے حیا شوخ کو طفلی سے کیا پردہ نشیں ÷ کسی کو اس سے سروکار نہ ہونے پایا (ع)

۳۔ سرد مہری بتاں کے سبب اے دل اب تک ÷ اثر آہ شرر بار نہ ہونے پایا (ع)

۴،۳ ۵ ندارد (علی) ۲ تا ۶ ندارد (مخط)

(۳۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ پوچھا کہ کہاں (ض) ۲ لگا کہنے دل (جلیل) تجھ پاس (ش) ترا ہے (مح) میں نے کہاں (ش، قد، جلیل، مح) ۳ میں نے کہ (قد، جلیل) ۴ میں نے نہیں (قد، جلیل) کون ادا ہے (علی) ۵ ہم نے (قد، جلیل) ۶ اے جان تری صورت پر (مخط، مح)
۲، ۳ ندارد (ض) ۳ ندارس (علی، ش)

(۳۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ ع: یہ کون پے (مح) ۲ دل سے (خط، مح، حاشیہ جلیل) ۵ ع: جینے کی نہیں آس ہمکو (مح) مجکو (علی) جگر سے (ض) ۶ خمار نکلا (ض) ۷ جوں نام (ض، ش) جب بام (حاشیہ قد، مح) ع: وہ صبح کو ایک (مح) ۸ مقابل اس کی رو کے (ض) خورشید ہو شرمسار نکلا (ض) ۱۰ ندارد (ض)

(۳۹) نسخہ جات (ض، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔
۹ اپنی آنکھوں میں تجھ کو دیکھوں (قد، جلیل) کبھی (ش)

(۴۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲ تصور میں (ض) ۳ نہ رہتا جگ میں کہیں ایک صفحۂ قرطاس (مخط، مح) جفا تیری (حب) جفا یار کی (مخط، مح) ۴ مجھے ہوتا (ض) تو کس طرح سے تیری پاؤں کو (ض) پاؤں میں (قد، جلیل) ۵ فراق کو ایسا (مح) کسی سے (ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل)

زائد:-

۱۔ اگر یہ چرخ مجھے مہر سے حنا کرتا ÷ تو کس خوشی سے ترے پاؤں کو لگا کرتا (مخط، مع)

۲۔ بھلا کیا ارے ظالم مجھے شہید کیا ÷ وگرنہ گور میں ارمان یہ رہا کرتا (مخط، مع)

[۴] ندارد (مخط، مع) [۵] ندارد (مخط)

(۴۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] اُن کے غیرت (مخط، مع) [۲] حسن پہ (قد، جلیل) [۳] ہوتے ہی جدا مجھے ہوا وہ (علی) [۴] نشاں تیری نہ پاوے کوئی (علی) [۵] چاہے تو (ع، حاشیہ۔ قد)

[۴]، [۵] ندارد (مخط)

(۴۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] صاف میں (خط) [۲] ع: شب تجھ زلف- الخ (علی) رات اس زلف (مع) [۳] ع: غم جدا، درد جدا، نالہ جدا (قد، جلیل) ہائے کیا (مع) [۵] سے سمجھوں (حب) [۶] ع: اس کو کیا کہیے ہے پرا پنے (ش)

(۴۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] کبھی (ض، علی، ش) [۲] تیوری ہی (ش) تیوریاں (حاشیہ۔ ع) [۳] یاد تو نے (ض، ش، قد، جلیل) [۵] نالہ ہم نے (ض، قد، جلیل) کبھی (ش) ع: رات تو ہو چکی تمام و لے (ض) [۷] خدا ہی سے اس نے (خط، مع) [۸] ستم تھا کہ (علی)

۲، [۳] ندارد (علی)

(۴۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، ش، حب، قد، مخط، مع جلیل، آ) میں شامل ہے۔

[۱] ابر سے یہ دیدہ (ض) ابر سیں (آ) [۲] آب کے نہیں (آ) [۳] تا وہ معلوم (علی، حب) [۵] ہیں کہ جو

آہ (حب) [۴] ایسے طالع مرے (مخط، مع)

زائد:-

رم کیا شوخ میرے پاس سے آہو کی مثال ÷ اس سبب خانہ دل آج ہے ویراں میرا (مخط، مع، آ)

[۳] ندارد (مخط، آ)

(۴۵) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع جلیل) میں شامل ہے۔

[۲] زلف کالی جس (قد، جلیل) ہے وہ جس (حاشیہ۔قد) جئے نہ (ض) گزندگاں (ض)

[۳] اگر (خط، ع، علی، حب، مع) [۴] ہاتھوں میں مل کے دل خون طپیدگاں کا (ض) خوں ہے طپید

گاں (علی) [۵] جو آیا (علی) [۶] گزندگاں (ض)

(۴۶) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] کبھی یک (علی، ش، قد، مع جلیل) ع: رواں ہیں (ش) ع چلے ہیں اس سے اب (مخط، مع) [۲]

اگر ہووے (علی)

(۴۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مع جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] ہوئیں اغیار (مخط، مع) نہ ایکدم بھی ہووے خار (علی) [۲] اسے بھی بے یار (علی) [۳] گریاں ہے

(ض،مخط،مح)

(۴۸)نسخہ جات(ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل)میں شامل ہے۔
۱؎ین تیرے چراغ(مح)۳؎بیت خالہ(جلیل)۵؎بیدار یا اک آگ(مح)۴؎ندارد

(۴۹)نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل)میں شامل ہے۔
۴؎آمد سے(ض)۵؎جانے(ش)۶؎اٹھ جاؤں(حب)۷؎ایک وہ کیا(ش)۹؎تیرا(مخط)
۲تا۸ندارد(مخط)۴،۵،۶،۷،۸ندارد(علی)
زائد:- نسخہ محوی میں درج ذیل اشعار زائد ہیں۔

(۱) گر اسی طرح سج بنائیے گا ÷ محشر آباد کر دکھائیے گا(مح،مخط)
(۲) مہرباں قدر جائیے میری ÷ مجھسا مخلص کہیں نہ پائیے گا
(۳) یہی رونا اگر ہے اے انکھیوں! ÷ خانہ مرد ماں ڈبائیے گا
(۴) ماہ رویاں کہاں تلک ہم کوں ÷ آتش ہجر میں جلائیے گا
(۵) ضبط گریہ نہ ہو یگا جوں شمع ÷ سوز دل گر تمہیں سنائیے گا

(۵۰)نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل)میں شامل ہے۔
۱؎ع: تو لیوں گا پھر نہ کبھو نام ساغر(مخط،مح)۲؎کسی کے(ض،علی،ش،حب،مخط،مح)ع: کسی کے دل کو نہیں ہے قرار عالم میں(مخط،مح) ع: کیا تو نے مگر قصد دلربائی کا(مخط،مح) ۳؎اُگے

ہیں(ض،مح) لگے ہے پنجہ(حب) ہووے جو کوئی(خط،مح)۵ اس کو دیکھیو(خط) اُن کا دیکھیو(قد،جلیل) اپنی بھی جبہ(علی) ع: نشان ہے اس جگہ میری(خط،مح)

(۵۱) نسخہ جات(ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ بات اُسے کہہ(ض) ۲ حسرت(ع) ۳ آئینہ ہووے دوچار(حاشیہ۔قد،جلیل)

(۵۲) نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ فخر ہے تیری(ض،علی) ۲ کباب پختہ(جلیل) سبب گریہ ہے(بقیہ نسخوں میں سوائے(خط،ع) ۵ ع: کہ دعویٰ ہے تجھے اے سالخ(ض،علی،ش) ۶ کبھی(علی،ش) ۷ خانہ گہ حاضر ہے، بقیہ نسخہ میں سوائے(خط،ع) اس کوں(خط)

(۵۳) نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۳ چھپکا(حب) رنگیں داماں(خط) ۴ نشینوں(علی،مح) ۵ دکھادوں(مح) طرق (خط،ع، قد،جلیل) طرق(ع) اشک(قد،جلیل) ۶ بن تیرے دیکھے میں اک دن(ض) میں تیرے دیکھے میں اک دم(علی) ع: کروں بن تیرے کیا دیکھے میں ایکدم(ش) تجھکو بن دیکھے(حب) ۷ نہ خواب آتی ہے آنکھوں میں(علی) آتا ہے(قد،جلیل) بیدار یہ مجھ کو ملا(ض،حب،قد)

(۵۴) نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۲ ع: ہم کو دشمن بو جتا غیروں سے ہونا آشنا(مح) اوروں(ش) ۳ ہیں ہم۔ اور کے(علی) ۴ کوئی

ہو(علی)۵ میں تجھ سے (علی)۶ تنگ ہوسائے سے اپنے جس کو ہونا آشنا ÷ وہ بت وحشی طبیعت (ہووے) کس کا آشنا (ع)۷ آسکے (ض) کوتویوں (ع) مہرباں سمجھا (ض) ہمسانہ (علی)۸ فدوی ومخلص (ض، قد، جلیل) مخلص وفدوی (حاشیہ۔قد)۹ ویسا ہی اپنا (ض)

(۵۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ کبھو (ض) ۳ کہ وہ (ع) گروہ (جلیل)

۴ ندارد (علی)

(۵۶) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ دلبراں (جلیل) ۲ ترچھی نگاہ (ض، علی) بانکی نگاہ (حب) نگاہ و (ض، ع) ۳ آ اٹکتی ہے (قد، جلیل) دل میں بس کھٹکتی ہے (ش) رہ کھٹکتی ہے (ع) ۴ ہوش سب چھوٹا (ض) ۵ ع: تو بھی سستی ہے اس دہاں کی ادا (ع) ۶ ہنسنے میں (ض، حب، جلیل) مستی ہے (علی) ع: تونے سیکھی ہے یہ کہاں کی ادا (ع) ۷ دیکھ! (خط)

(۵۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ شاید سراغ (ض) دیکھا سراغ (علی)

ردیف (ب)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ سوزاں ہے (ع) (حاشیہ۔قد) ۳ جس کی (خط) ۴ مسافت ہے پر کبھو (ض) کبھی (ش) شرم

سے (مح) ۷ کرتا ہے (ض) ٹک نظر (علی)

۸ ندارد (علی)

(۲) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ خفاش وار (جلیل) ۲ کبھی (علی، ش) ۳ کس کا (علی) کس کی (ع) منہ پرستی (حب) ۴ جو دیجیے (ض، ش) کہاں جائے (ض) ۲ یہ حسن یہ جمال (حب، ض، علی، ش) ۳ ع: (یہ) تیرے اس عذار (مح) ۵ ندارد (علی) ۶ ندارد (مح)

(۳) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع: کیوں نہ ہم رنگ صفا میں ہو بہم آتش و آب (علی) الم (حب) کیوں نہاں (مح) ہے پرستش (ش) ۲ جیسے ہو بہم (ض، ش) میں جیسے ہیں بہم (علی) میں ہو جیسے (حب) ع: گل کو گرد میں جیسے ہے (مح) ۳ لاکیں (ض) ۵ نہ تجھے (قد، جلیل) ۶ اسک سے خوباں (حب) کس لطف سے ہم (مح) ۷ مرکز کی طرح (قد، جلیل) ۹ راہ قدم (حب)

(۴) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ میگوں میں ترے (قد، جلیل) ۲ ہے تو (مح) کوں (حب) تیرا یہ صنم (علی) ۳ کے ہے (علی، قد، جلیل) ۴ بلب اشک (مح) کیا کیا نہ (ش، قد، جلیل) ۵ یاقوت نہیں قطرۂ اخگر ہواگر (قد) ہواگر (علی) بنیں (جلیل) ۶ طوفان جفا (ض) جاں سوز (ش) جو کوئی آکے بہم (ض)

۶ ندارد (علی)

(۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔
۳ و تیغ و خدنگ (خط) تیغ خدنگ (قد، جلیل) ۶ وحشی کو میں (ع) کوتو (ض) وحشی کے تئیں (قد، جلیل)
۲، ۴، ۵، ۶ ندارد (علی)

(۶) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ اے نور یاب (ع، ع) ہیں نور یاب مونہہ سے ترے (علی) ہیں نور یاب (ش) کیا ہو تیرے جمال (ض، علی) ۲ نہ کھینچئے اگر (بقیہ نسخوں میں سوائے ع، ش، ض) نہ لیوے اگر (ض) منہ سے تو (علی) ۳ ابر ماہ (ض) اشک ہیں (ض، علی) لیجیے (ع) ۴ دیکھا ہے زلف (خط) پیچ وتاب (ض، علی، ش، قد، ع، جلیل) اشک (جلیل) ۵ ہے میرے دل کو آج نہایت (علی) ۶ آنہیں سکتے شمار (ش) سکے ہیں (جلیل)
نوٹ:- صرف مطلع موجود ہے (مخط)

ردیف (ت)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔
۳ کہ گزرے ہے کس (علی، حب) ۴ کسی کا دل (ض، حب، ش) پیچ وتاب (ض، ش، علی، حب، قد، ع، جلیل) ۶ ایسا ہی (حب) نپٹ محبوب (ع) بتِ محبوب (جلیل) ۷ مجکو (ض،

علی، ش) [۵] ندارد (علی)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] مجرم (خط) [۲] ہوتا ہے گا خواہاں (قد، جلیل) [۳] سجدہ شکن (مح) [۴] ہیں آزار (قد، جلیل)

[۵] کبھو (ض) [۳] ندارد (علی، ۲،۴و[۵] ندارد (مح)

(۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] ع ہے تجھ سے مری گری۔ الخ (علی) [۲] راہ میں (ش، حب) شمع کے (جلیل) سر دینے میں (ض) [۳] اس کے (مح) پھولی ہیں (ع، علی) پھولا ہے (ض) [۴] چھپایا بھی (مح) انکار بھی (مح) ظاہر ہیں (جلیل۔ حاشیہ پر۔ قد) آزار (ض) [۵] ندارد (علی)

(۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] سلامت ہے اگر اپنا تو (علی) اس کے ہیں (ض) [۲] نہ ہوں گا (ض) [۳] رہتے ہیں (ض) [۴] ع: نہیں بچتے نظر آتے ہیں (یہ) بیمار (مح) [۵] سے دلدار بہت (مح) [۶] پوچھو تو کس نے یہ سلوک (حب) پوچھو تو (کیسے) یہ سلوک (مح) [۷] تیرے آتے تو (مح) [۸] پھولی ہیں، بقیہ نسخوں میں ہے (ع، علی، ج) پھولا ہے (ض) [۹] کو مارا تو نے (ض) بات پہ (مح، جلیل)

[۵] ندارد (خط، ع) ۴، ۶، ۸ ندارد (علی)

زائد: - کیا کروں کس سے کہوں حال، کدھر کو جاؤں ÷ تنگ آیا ہوں ترے ہاتھ سے اے یار بہت

(ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل)

(۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

دکھائے (جلیل) ہوئے (جلیل) دکھادے (مح)

(٦) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱آستانۂ دوست (جلیل) ۲بیدار یا فسانہ (قد، جلیل۔ کیا۔ حاشیہ پر۔ قد)

ردیف (ش)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱فسوں اس کی (جلیل) کرتے ہو (علی) ۲ساز نے بند (مح) ہے وہ زلف (مح) ۳مجھکو (ض)

۴تو معلوم (مح) توقع میں (ض) ۵کھینچ کے (مح)

۴، ۵ـ ندارد (علی) ۶ندارد (جلیل)

ردیف (ج)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱سرخ روئی یہاں تک (علی) سرخی رویاں تک کہ آج (مح) دیتا ہے آج (ض) سرخی رخسار (مح)

۲نرگس سے آج (مح) زلف و عنبر (حب) ۳مہینے کا رواج (ض) ۵مہر و مہ بیچ (ض) ۶نہیں یہ کا

سبب (ض) ۷شکیبائی مجھے (ع)

۳، ۴ ندارد (علی)

(۲) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ اے غرق (ش) ۲؎ اس کا تو (ع) ۳؎ کہ وہ ہے (مع، جلیل) ۴؎ ع بحث جلنے کی ہے باہم شمع و پروانے میں آج (ض، ش)

۳ ندارد (علی)

ردیف (چ)

(۱) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ پارۂ بیکار ہیں (مع) جب تک ہے وہی (ش) یکتائی سے ہے رشتہ (ض، علی، ش، حب) ۳؎ زنگ اس آہن (قد، جلیل) ۵؎ ہوگا شانہ سر سے غفلت کا (ض) سامنے سے۔ کا نقاب (مع) ع: جلوہ یوسف ہو غافل تیرے پیراہن کے بیچ (مع) ۷؎ بہکا (ض) ع جلوہ یوسف تو ہے تیرے ہی پیرہن (علی) ۸؎ دماغ اپنا (جلیل، حاشیہ۔قد) ۶، ۷ ندارد (مع)

ردیف (ح)

(۱) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ اور ہی (مع) ۲؎ ہے دل چشم (مع) ۳؎ گزرتا ہے گا سر اپنے سے آج (ض) ۴؎ تو اے (ض) ۵؎ قد کو (ض) دکھادوں (مع) ۶؎ جاتی ہیں (قد، جلیل) سیکھی ہے فصاد (علی، ش) مژگاں تری نے (مخط) ۷؎ بھی صید (ع) ع: دام ڈالے پھرے ہے دوش (ض) ۸؎ نہیں سجدہ سے (قد، جلیل) سر پٹکنا ہی (ض، مع)

۲، ۴، ۸ ندارد (علی)

ردیف (خ)

(ا) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، خط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[3] ع عاشق کو تو تحمل جور رقیب ہے (ض) تازہ خار (ض) گل خاطر (خط) [4] تا عمر ہو نہ۔ الخ (ع) رہتی ہے سرفرد (ض) ہے نہال (قد، جلیل) [5] ع: رخسار و چشم در د ہے گل و نرگس و چمن (خط، ع) [6] یار سے مدام (علی) ہر خزاں (خط)

زائد:-

اے شاہ گل چمن میں جو دیکھا ترا جمال ÷ پاؤں پہ گر پڑی ترے بے اختیار شاخ (ع، خط)

[7] ندارد (علی) [8] ندارد (خط)

ردیف (د)

(ا) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، خط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[1] اس کوں (خط، ع) ع چج بتا نامہ کیا کیا قاصد (ض، ش، قد، جلیل) ع: کیا کیا نامہ چج بتا۔ الخ (حاشیہ۔ قد) ع مرے نامے کو کیا کیا قاصد (علی، خط، ع) [2] ع پھر آیا یہ کوئی (خط، ع) [3] دلبراں (ع) [4] ہیں افتادہ (حب، خط، جلیل) [8] ع پھڑ کے کہنے لگا سر نامہ (خط، ع) ع: پڑھ کے کہنے لگا وہ سر نامہ (حاشیہ۔ ع) [9] بات تیرے خط (خط، ع) [7] ندارد (علی) [8] ندارد (حب)

نوٹ:- ردیف "" کی مانند "" ہے (جلیل)

(۲) نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ دسترس بھی ہمیں تھی (ض) ۱؎ ستم گر سے (قد،جلیل) ۳؎ ندارد (علی)

(۳) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ ع یار کی اپنے ہرزماں (علی) برزباں (مح) ۲؎ تم کو وہ (ش،قد،جلیل) ۵؎ زلف ورو (ش) یہ نہ وہ (ض،ش) ع: نہیں وہ نہ یہ (حب) ٦؎ اور کس کی (ض،حب)

۳،٦؎ ندارد (علی)

ردیف (ز)

(۱) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ اکثر (قد،جلیل) ۲؎ جواب (نامہ) (مح) ۳؎ جن کو (مح) لکھوں اس کو میں (ض) ۵؎ کرنے میں اُس کو (ض) اس کو خط میں (مح) رشک (علی)

ردیف (ر)

(۱) نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ اجالت سوں (مخط،مح) ۲؎ بے باکی (مخط،مح) بکال خام سے ہو پائے (ض) زکال (ش) زگال (مخط،مح) ۳؎ آہ ہووے گا تیرا بھی کچھ اثر (ض) آہ کچھ ہووے گا تیرا بھی اثر (ش) آہ تیرا بھی کچھ ہووے گا (قد،جلیل) آہ کچھ تیرا بھی ہووے گا (حاشیہ۔قد) ۵؎ ہجراں کی ہوگی کب (ض،علی) جب ہوگا (مخط،مح) ٦؎ ع: نہیں خط دیتے لکھنے چشم۔کو (ض) دیتی ہے (علی،حب)

نہیں دیکھے ہیں (ش) ۷ع: نہیں دیتے ہیں چشم ترلکھوں اس چشم خوباں کو (مخط) نہیں دیتے ہیں
اشک ترلکھوں اس چشم خوباں کو (مع) ۷ ناز ور۔۔اتنا (مع) مجھ کو آتا (جلیل) ہوائے دل (ع)
ہووے وصال (مخط، مع) ۸ ہو جوں (علی) ۹ کیے توں صدف سے اس دہن (مخط) توں نے

صدف سے (مع)

۳ ندارد (علی) ۵ ندارد (حب) ۲، ۵ ندارد (مخط)

(۲) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ انکھیوں (مخط) کہیں باد بہاراں (ض) کبھو ابر (حب) ۲ تجھے ہو سنبل (ض) ہوئیں (مخط، مع) ۳ ثابت نہ پاوے ۴ ایکبار (مخط، مع) ثابت تا اسے (جلیل) ۵ اس کو کیا (مخط)

۳ ندارد (مخط)

(۳) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ہے جس سے (ش) ۱ ہوئے ہیں فرقت مہ رو میں برق باراں فرار (مخط) ۲ پھولے (جلیل) بھولی چمن کو گلزار (حب) ۳ توڑتا ہوں نہار (علی) ۵ فشاں تو اے دیدۂ (ض) بہادیویں (علی، مخط، مع) ۶ ع: کہاں میں...... کماں کی ۔ الخ (جلیل) دل کو فگار (مخط، مع) ۷ میں بغیر (مخط، مع) اثر ہے یار (مخط، مع) ۸ تاب ہجر کی (ض، ش) ناامید (مخط، مع) ۹ دن مجھے یوں سوجھتا (ض) تن سے جی (حب) نہ ایک دن یہ مجھے سوجھتا (مخط) نہ ایک دن مجھے یہ (مع) ۹ جائے گا (ع) ۱۰ نہ دہ مزار (علی) رہے گی (ش) ۱۱ کئی مرگئے (مخط)

زائد:۔

رہائی کیوں کہ ہو یارب میں اس میں حیراں ہوں ÷ کہ ایک دل ہے مرا تسپہ دردو غم ہے ہزار (مخط، مح)

۲ تا ۴ ندارد (مخط)

(۴) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ع: ترے شمیم زلف پہ قرباں ہے بوے عطر (مخط) ۲ع ا یک شمہ تج شمیم بدن سے ہے بوے عطر (مخط) ۳ میں ترے ہے وہ (قد، جلیل) سے ہے صد (حب) ہو صید سوئے عطر (مح) ۴ جب سے ہوا ہے تجھ سے بغل گیر اے صنم ÷ بزم شہاں میں تب سے نہیں آبروے عطر (مخط، مح) ۵ع: جس کے دماغ میں ہو مرے گلبدن کی بو (مخط، مح) ہو نہ اس کو کبھو (ش) کبھو (ض، حب، مح) ۲ ندارد (علی، مخط)

(۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ اہل جوش (ض) مستوں کا حال (قد، جلیل) ۸ کبک میں گو خرام ہے لیکن (علی) یار میرے کی چال (ض)

۲، ۳، ۷ ندارد (علی)

(٦) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ فدا ہوں (ض، حب) ۲ دل کیا (مخط) خون کشتوں (مح) تیرے دستار (مح)

(۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ساغر مے میں (حب) ۲ گل پیرہن مطلق (ض، علی، مح)

(۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۳ بزم وحدت (علی) ہی کرنہاں (قد، جلیل۔ رکھ حاشیہ۔ قد) یہاں تو (ض)

ردیف (ز)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ہیں تپاں (علی، مخط، مح) تشنۂ تیغ جفا ہے بت (مخط) جفائے بت (مح) ۲ ٹوٹے شانے (ض، ش) ۳ آبلوں سے ہی نہیں (ش) بلبلوں سے نہیں (مخط) میں ہیں (حب) ۴ آہ کہاں (مح) تب سے ہیں (علی، حب) کب سے ہے (جلیل) ۵ دامن ہے (ع، مخط، مح) ۷ آج ہے ظالم۔ کس کو شہید (مخط) ۹ بیدار کے دھویا (جلیل)

۶ ندارد (علی) ۴، ۸۔ ندارد (مخط)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ کبھو۔ میری (ض) دعوا کہیں (مح) ۳ دو میرے (مح) ۴ وہ شکل کس کی تھی (ض، قد، مخط، مح، جلیل) ۵ ع: آیا نظر تھا خواب میں وہ سرو (ض)

ردیف (س)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ کبھی (ش) اگرچہ چرخ (مح) ۳ جسم میں (حب) ۴ فرس کو (علی) ع: جولاں نہ دے تو رخش (مخط، مح) جان ہیں (علی، ش، قد، جلیل) ۵ ترش ہو (ض) شاخ عسل (جلیل) ۶ پر اپنی ہی دل میں یہ آرزو (ض) پر اتنی ہی دل میں یہ آرزو (ش) ع: لیکن یہ آرزو ہے کہ اب وقت نزع میں (مخط، مح)

پہ اتنی تو دل (قد، جلیل) یار و بس (جلیل) [۷] کبھو وہ شاہ (قد، جلیل۔ ماہ حاشیہ۔ قد) ہوتے ہی
گزرے (خط) میں کتنے ہی گزرے ہیں برس (ض) مرتے ہی (جلیل)

ردیف (ش)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، حظ، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
[۱] کوکرد (جلیل) [۲] آپ سے (ض) [۳] دے خرقہ (ع) فرقہ (جلیل) [۴] کسی (ض، علی، ش)
سراپا ہوں (جلیل) [۷] شعلہ جاں (مح) آگ وہ ہے (ض، قد، جلیل) [۹] ساغر ے جاں (ض) جو
شمع (مح)
۲، ۷، ۹ ندارد (علی)

(۲) نسخہ جات (ض، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔
[۱] ع طوطی کے شاخ کا بنی لے کر قلم تراش (ض) کا میے لے کر قلم تراش (ش) [۲] چہرے سے خط
یک قلم تراش (ض) [۵] یہ ہی...... یہ ہی (قد، جلیل) [۶] تن موزوں (جلیل) [۷] تعریف اس قدم کی (
ض) مضمون نہ کم (ض)

(۳) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
[۲] دل کی کیا سیر (مح) خوش ہے کیا (ض، قد، جلیل) [۵] بھائی ادا (علی) [۶] تو نے (قد، جلیل) [۸] تم آج
کے دن (حب)
۴، ۶۔ ندارد (علی)

ردیف (ص)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ سمجھو تم اسے اے میکشاں (علی) اسے تم (ش) ۳ قلم کو (ع) جوں ہیں (مخط) ۴ باہم (ض)

دام (مع) ۵ شوخی سے (قد، جلیل)

زائد:-

کیا کروں تعریف اس زہرہ جبیں کے رقص کی ÷ سیکھنے آتی ہے اس سے برق بیتابانہ رقص

(مخط، مع)

نوٹ:-۲ تا ۵ ندارد (مخط)

ردیف (ض)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع: اس کو مت بوجھ تو اے (مخط، مع) ۲ کر دام میں گیسو کے ترے (مخط، مع) ع: نہ ہوا کونسا دل

ہے کہ شکار عارض (مخط، مع) ۳ پرتو نور (علی) روش ہے (قد، جلیل) فخر اس کا (مع) ۵ رخ اُن

کا (قد، جلیل) اسکو دو چار (ش)

۲، ۴۔ ندارد (مخط)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ کرے ہے جا کہ اس سے لب (حب) اس کے جا کر (قد، جلیل) اس سے (حاشیہ۔قد) ۳ ع:

میں جا کر بزم میں اس شمع رو سے (خط، ع) ۳ہے سینو (خط) ۵کے مانند (ع)
۶ندارد (علی)

ردیف (ط)

(ا) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، خط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ازہ غم (خط، ع) نہ ہوا اس دل کو (علی) ۲خو سے (حب، ع) ۳حسرت میں (ش) حیرت (قد، جلیل۔ حسرت (حاشیہ۔ قد) ۵پر نہ جا (ض) باتاں (خط، ع) سب کرتے (خط) ۶ہم نے ان سے (ض) دیکھی ہے (خط) ۷جتا (علی)
۷ندارد (علی)   ۸ندارد (خط)

ردیف (ظ)

(ا) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، خط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ع: او مست شراب حُسن غصے سے نہایت ہی (خط، ع) دوست (ع) تلوار، تمام نسخوں میں سوائے (خط) ۲ہو جاوے نہ سجدے کا زنار (ع) ۳ستم گر (ض)
۴ندارد (علی) ۳، ۵ندارد (خط)

ردیف (ع)

(ا) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱کہاں یہاں بزم میں رکھتی (ض، ش) بر میں نہاں (ع) کہنے کو ہاں (ع) ۲اے بے وفا (ض)

لاش (ض) [۳]گھل کر (جلیل) [۴]گل کے مانند (جلیل) سو طرح سے (حب)

[۱]دود بہ سر (ض، ع) ع: سوختہ جاں اشک رواں رکھتی (ض) [۲]یہ مجھکو (ض) ہوا یہاں
مجھکو (علی) تو نہاں مجھکو (ض، ع)

۴، [۵]ندارد (ض، ش،) ۲، ۳، ۵ (علی)

(۲) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱]ماہ رو کے مقابل (ع) ع: ہوئی تھی اس رخ تاباں کے کیا مقابل شمع (مخط، مع) [۲]محفل شمع (مخط، مع) افروز پہ ہے (مخط، مع) مصرعوں کی ترتیب مختلف ہے (مخط، مع) [۳]کرتا ہے اتنی (ض) درازی دو (مخط، مع) دکھادے تو ہو جاویگی دو قائل (مخط، مع) [۴]سیر عشق (ض، قد، جلیل)

۲، [۳]ندارد (علی)

ردیف (غ)

(۱) نسخہ جات (مخط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱]دل کے داغ (مخط، مع) [۲]تجھے ہے اگر (قد، جلیل۔ اگر ہے تجھے حاشیہ۔ قد)

(۲) نسخہ جات (مخط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱]گل گلزار (حب، قد، جلیل) [۲]سیر گلگشت (ض) شوق گلگشت (علی، ش) [۳]کریو (ع)
بیمار داغ (جلیل۔ غالباً کتابت کی غلطی ہے) [۴]گراتی (تمام نسخوں میں سوائے (مخط، ع، مع اور حاشیہ۔ قد) [۵]رنگ شباب (ض) کو ہی (ع)

۳؎ ندارد (علی)

ردیف (ف)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ ع: آتا ہے بار بار مجھے آج یار حیف (ض) مجھ کو آج (قد، جلیل۔ آج مجکو۔ حاشیہ۔ قد) صد ہزار (خط) نہیں ہے ہزار (ض، علی) ۲؎ کی تھی نہ جا (علی) کو تھی نہ جائے (ش) کی تھی نہ جائے (جلیل) کو تھی جگہ (مح) وہ ہے اشک بار (ض، علی) ہے دو اشک (ش) وہ ہو اشک (حب، قد، جلیل) ۳؎ ہوئے نا خوش (ع) ۴؎ غم سے ہوا (علی)

۵؎ ندارد (علی)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ ہوا چشم (ض) برباد و پائمال (ض، حب، قد، جلیل) ۲؎ کبھی (علی، ش) کبھو نہ تو نے یہ آ کے (حب) مگر نہ تو نے کبھو (مح) ۵؎ دل شاد نہ ہوا رہا امید وار حیف (ع) ۶؎ ہی گرم شعلہ رخاں (ض) ہیں شعلہ رخاں (علی) ملتے تھے (مح) آوے تو اُن کے (علی) اُن کے واسطے یہاں (قد) رووے تو کے واسطے اُن یاں زار (جلیل)

ردیف (ق/ک)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ مجھ کو یہاں تجھسے (ض، ش) مجھ کو اے پیارے نہ تھا (مخط، مح) جانتا تجھ سے نہ ہوتا آشنا

مطلق (مخط، مح) ۳ جاناں پہ ملتا ہے (علی) پیدا ہے (حب) تجھ کو اس سے اے حنا (مخط، مح) ۴ نہیں ہے...... کچھ حیا (مخط، مح) انکھیوں (مخط) ۵ ہر دم اس کے ساتھ (ض) ساتھ پھرتا ہوں (ش) ع: مثال سایہ بیدار ہر دم اس کے ساتھ پھرتا ہوں (مخط، مح) نہیں ہے وہ پری رو جسے ابتک آشنا (ض) ہرگز وہ پری رو (علی)

۶ ندارد (علی)

(ک)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ جنگ جوئی کا اگر (ض، ش) ع: کیا ہوا کو کعبہ خوبی کا آہنگ فلک (کذا) (مخط) کینے کا ہے اگر (مح) ۲ میں وہ ہوں (قد، جلیل) ہو جائے سنگ (مخط، مح) ۳ مہ کو (ض، ش) تو یوں اس سے کیا ہم کو جدا (مخط، مح) ہوگی (ض، قد) ہوینگی (مخط) ۴ دیکھ سکتا نہیں حد سے (ض) مجھیں (جلیل) نیں (مخط) کو رہووے کاش (ض) جائےکاش (جلیل) ۵ لاکھوں نقب (علی) سرتاپا میں (حب)

۷ ندارد (علی)   ۵ ندارد (مخط)

ردیف (گ)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ گلشن بھی آج اس (ساغر) دینا کا (مح) گلشن سے باغ (قد، جلیل) اُن کے (ض) ۲ اٹھایا (علی، حاشیہ۔ قد، ''اٹھادی، کی ی کاٹ کر ''یا'' بنایا گیا ہے (ع) ۳ شرم سے ہے (مح) ۴ بھا گیا دل کو ہماری اس بت زیبا کا رنگ (ض) کھل گیا (علی) جی میں (جلیل) ۶ دے

لے(علی،ش)دل بھر آتا ہے دیکھ کر مینا کا رنگ (مخط)مینا کا رنگ (ض)۷ع: دشت میں بیدار تیرے اشک خونی سے تمام (مخط،ع) ہو گیا ہے (قد، ع، مخط۔ ہو رہا ہے۔حاشیہ۔قد) لال یکسر (مخط،ع)

زائد:-

چرخ کی گردش سے یوں پھرتا ہے اس دنیا کا رنگ ÷ جس طرح یکساں نہیں رہتا حنائی پا کا رنگ (ع)

۱،۲،۳ندارد (مخط)

ردیف (ل)

(۱)نسخہ جات (ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱سنتے ہی (ض)۲یہ دل ہی اے بتاں (ہے)اپنے ساتھ (ع) اے میاں (ض) کوں تو (حب)

۲،۳،۴ندارد (علی)

(۲)نسخہ جات (خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ترا زلف (ض) آویزہ کا (ع) ۳دیکھیے کیا کہوں ہیں دست (ض) دیکھتے (ش)۴نہ بچا تاج ہے (ض)اور کرے کون (ض)۶بتا کون سا دل ہے تیرا (ض،ش)لگا کہنے (حاشیہ۔ع) ع: سن کے تب کہنے لگا کون سا دل ہے بتلا (مخط،ع)۷ع: پھر کہا میں نے کہ اے مہر سپہر خوبی (ض،ش) کیا تجھے یاد (مخط)۸ع: شام کو تا بسر بام نہ آیا تھا تو (ض،ش)وقت نہ نکلا تھا بھلا اے خونخوار (ع، مخط)۹تو ہی ہے (قد،جلیل۔ "ہی ہو" حاشیہ۔قد) سن کے فرمایا مجھے تو ہیں ہو (مخط،ع) گرفتاری (ع،حاشیہ۔قد) لاکھوں ہی (خط،مخط) ہی میرے چشم کے بیمار (مخط) بیمار

مرے (قد، جلیل۔ میرے بیمار۔ حاشیہ۔ قد)

۵؎ اس طبیب دل رنجور جہاں سے میں نے ÷ جب کیا جا کے بیاں حالتِ بیماری دل (مخط، ع)

۲، ۳؎ ندارد (علی)

(۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ ہوا ہے چراغ (ع) ۲؎ بھرا ہے ایاغ (علی) ۳؎ وہ ہوا (جلیل) ۴؎ پاس کسی (بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، ع) ۵؎ جو چاہے (قد، جلیل۔ "چاہیں" حاشیہ۔ قد) ع ۲ جز محو یادِ حق میں نہیں ہے فراغِ دل (ض) ۶؎ تیرہ زن (خط) نیزہ زن (علی) ظالموں سے (ض) ۷؎ درد و غم بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، حب) جانے (خط، قد) کیا جاہیے کہ ہووے ہے کیسا (ض) ہووے گا کیسا (قد، جلیل) ۸؎ جہان میں جوں (ع) ۹؎ رکھتا ہے (قد، جلیل) ہوں، حاشیہ۔ قد)

۹؎ ندارد (ض)

ردیف (م)

(۱) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ نہیں فقط (مخط، ع) زلف پریشاں (ض) چلیا (جلیل) ۲؎ ہوئے گوہر (مخط) ۳؎ وابستہ (ض) پابستہ کوئی ایسا نہیں ہے ورنہ ہم (مخط) بتاں میں (ش) کرتے جو (مخط) ۴؎ دو کو کچھ آئینہ بھی (مخط، ع) ۵؎ اور ہی (علی، حب، مخط، ع) ۶؎ تیرے رو کے (ض، ش) ۷؎ شعر کہنا تو نے چھوڑا (ض) شعر کہنا گرچہ چھوڑا تو نے (قد، جلیل۔ شعر چھوڑا اگرچہ کہنا۔ حاشیہ۔ قد) ع شعر کے چھوڑے کو مدت ہوئی دلے بیدار کوئی (مخط، ع) کہ سخن ایسے/ایسی (قد، جلیل۔ کہ غزل ایسی۔ حاشیہ۔ قد) سخن

فہماں (خط، مح)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، خط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲ ظالم کھول (خط) بھر کے (ض، خط، مح) ۳ مشکیں قد و موزوں کے ہے تیرے (قد) قدِ موزوں
کے ہے تیرے (جلیل) اور قد (مح) سخت ہیں (قد، جلیل) مقدور دیکھیں (ض) ۵ تمکو (قد، جلیل)
۶ کام جو ہم سے ہوا تجھسے نہیں ہوگا کبھو (ض) مجھ سے (قد، جلیل) ۷ تا پر پرواز......
نافصل (خط، مح) ہوئیں (جلیل)
۴، ۶ ندارد (علی) ۳ تا ۶ ندارد (خط)

(۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، خط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ رہ تیری گلی (علی) ۲ ایک جی تھا سو نیاز کر گئے ہم (خط) تھا جو سو (ض) ۳ پاتے ہی نہیں ہم آپ کو
یہاں (ض) ۵ آنکھوں سے (جلیل) ۶ عشق میں جی (ض) دل سے اپنے (ض) ۹ انجمن میں
(ض، ع)
۳، ۶۔ ندارد (علی) ۳ ندارد (حب)

(۴) نسخہ جات (ض، علی، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ ہے یو ہیں چشم (ض) اس قدر نہیں خونی (ض، ش) خونیں (ش) ۲ اس بت بے مہر (ض) ۳ میں
کرے تو اثر کہ ہم (ض، علی، ش) ع اس سنگ دل میں آگے کرے تو اثر کہ ہم (علی) ۴ ہے پر در
سخن یہ سزاوار (ض) زر مال کیا ہے تجھ پہ کریں۔ الخ (ض، علی، ش) پہ کرے (علی) ہو یوں تیوری

بدل(ض) ہوکیوں تیوی چھڑا(ش) چھڑا(ش،قد،جلیل) ع قابل نہیں عتاب کے کو ئی۔الخ(ش)۹رات جاگے ہے یاتو سحر(جلیل)

۲،۸ندارد(علی)

(۵)نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل)میں شامل ہے۔

۳حجاب ہے(مح)یار(ع)۴ترے نہ پہنچے(ض،علی،ش،مح)۵یہاں کون کہ دیکھے ہی(ع) یاں/یہاں کون تھا دیکھتے ہی(قد،جلیل)تھاں(خط) ۳ندارد(علی)

نوٹ:-پوری غزل حاشیہ پر ہے(قد)

(۶)نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل)میں شامل ہے۔

۱ہے آنے کی(ش،مح)ایک دم آتے(ض)۲گو(ع،حاشیہ۔جلیل)کوئی جھکی(جلیل)جو یہ چاہوں کہ(ض،ش) ۳اتنا کہ کچھ(قد،جلیل۔حاشیہ۔قد) ع: کہتے اتنا تو بھلا مجھے کہ یہ ہیں(ض) ۵ بلا کس کے گرے(ض،ش) کچھ ہورہی بدلے(حب) ۶ پھر کیا ہے (ض،قد،جلیل) مجھ سے جو(ض) اور میداں ہے انھیں کچھ(ض) اور میداں ہے انھیں کہ دیجیے(ش) گو دیہ میداں ہے انہیں(مح) مجھ کوں(حب)۸کبھو(ض،حب)ایسے اگر آزردہ(علی)۹اب کیا کیجیے آگے بیاں(ض،علی،ش،حب،مح)(علی) ع: حالت بیدرا کیجیے آپ آگے یہاں(حاشیہ۔قد،جلیل)

۲ تا ۷ندارد(علی)

ردیف (ن)

(۱) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مج، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ جو ہو دل سے نثار (ش) جو ہوتی ہے (علی، جلیل) ہی ہووے ہے (مخط) مری جاں تو ں (مخط) ۲؎ نہ دیو (مج) باغ بہار (مخط) اشک ہے سرخ مرا بس ہے بہار دامن (حاشیہ، ع، جلیل) ۳؎ جھمک (ض، علی، مخط) جھلک (قد، جلیل۔ چمک حاشیہ۔قد) پہ ترے میں (مخط) ابر میں ہوتی ہے (علی، مخط، مج) ۴؎ ایک ہی تار (خط) ۵؎ لش خاردہ عشق سے اب اے ناصح ÷ نہ رہا ایک بھی ثابت مرا تار دامن (مخط، مج) ۶؎ کششِ عشق تجھے گھیر کے لائی تھی آج ÷ کہ ہوا خاک پہ عاشق کے گذار دامن (ض، ش) ع: آج بھولے سے ہوا سرو خراماں کو تری (مخط) خوبی تیری/تیرے (ع، مج) ۷؎ حیف اے گل کہ تجھے (ض) نہ ہوا ہووے مژہ ایک بھی خار دامن (ض) ع: نہ ہوا ایک بھی موئے مژہ (قد، جلیل۔ نہ ہوا موے مژہ ایک۔ الخ (حاشیہ۔قد)

زائد: ۔رشک کھاتا ہے جسے دیکھ کے بستانِ ارم ÷ اشک بیدار نے کی ایسی بہار دامن (مخط، مج)

۱؎ یہ شعر مجموعہ نغز میں تاباںؔ کے نام درج ذیل نوٹ کے ساتھ شامل ہے۔

''ایں شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شد

بیدار د (مخط)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مج، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ جوں غنچہ (ض) ۲؎ ہمیں بھی دکھادے (حب) کبھو (ض) ۳؎ ہجر میں دل کی مثال شمع (علی) ہے داغ ہجر میں دل میں مثل (ش) سوزاں ہے (ش، حب، قد، جلیل) اے یاد وصل (قد، جلیل) غم تو بٹھا دے (علی) ۴؎ صاف بے غبار (ض، ش، حب) بیدار آرزو ہے یہ ہر دم کہ ساتھ میں ÷ یا حق تو

زود مجکوں ملادے انھوں کے تئیں (ع)

۱۲ ندارد (ض)

(۳) نسخہ جات (ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع: کہ ٹھہرتا ہی نہیں کوئی (ض) ۲ کس کی (ض) ۵ دل ہے میرا (قد، جلیل) ۶ وہ ہے (علی) ۷ ہیں مجھے لعل (قد، جلیل) ۸ نہ ہوئی - غیر کی (حب، قد، جلیل) ۹ انکا ہے کوئی لخت (حب، ض)

(۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ جان مشتاقوں کی لب پر (ض) لب پر (علی، جلیل) ۲ بس کہاں یہ شوخیاں (ض) ۳ ناگن بلا ہے زلف (علی) ۴ دامن کو (ض) ہے تسپہ اور (ض، ش، مع) تس اوپر (قد، جلیل) ۷ غنچہ کو (ض) پھر کھلوائیاں (قد، جلیل) ۸ لیٹا چھاتی پر (جلیل) ۹ ع: اس کی زلفیں دیکھ کر۔ اٹھ (علی) دریا میں (حب) ۱۰ اس پہ شیدا (ض) وہ دانائیاں بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، حب)
۹ ندارد (ض)

(۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ قصہ یہی ہی فن (ض) ہے قصہ ہی علم (علی) ہے رہ تو (خط، قد۔ تو رہ، حاشیہ۔ قد) چاہے ہے وہ یاد (حب) ۲ غیب اور شہادت میں (ض) غیب اور[۳] (علی) سفید و سیاہی (ع) سفیدی اور سیاہی (ض، ش) ۵ ہستی میں (قد، جلیل۔ ہستی نے حاشیہ، قد) ڈالا ہے تباہی (ض، قد، جلیل)

(۶) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، جلیل) میں شامل ہے۔

[2]ع: ملا برک خوشی اے گلبدن تجھ۔ الخ (علی) آیا اس کے غم میں پائمالی میں (علی)

[3]در ودنداں (ع) [4]کب ہوا شیریں (علی)

(۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

[1]درد کی (علی) [2]میں ہے (خط، ع، قد) اگر چاہے مجھے مارے وگرنہ خون کرتا ہوں۔ کہ عراق۔ (علی) اس ابر میں چمکی (ع) اس طرح سے (ض) [3]رنگیں ہے (ش) [5]ع: کہ جب طرح غزل کرتا ہے تو مضمون۔ (علی)

(۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[1]اشک باب (ض) اشک بار (مخط) رکھتی ہے (مخط، مح) [2]ع: آوے گر اے جاں تو مست (مخط، مح) ع ہووے حسرت سے دل حاسد (مخط، مح) [3]رکھتے ہیں (قد، جلیل)

[4]تک مجکو یہی رہتا ہے ہر شب انتظار (علی) [5]ہجراں سے (مخط، مح) [6]دل کو رکھتا ہوں (ض) [5]تیرا ہی خواب (قد، جلیل) [7]آوے گا میری بر میں وہ (ض) آتا ہے (ع) [8]جاں کو (ض) ہے تو اے خانہ (ض) [9]اب تک اے بیدار (قد، جلیل) اب تلک۔ حاشیہ۔ قد)

(۹) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[1]تم نے جدا (ض) کو لیا تم نے چرا (ش، قد، جلیل۔ چرا تم نے کیا۔ حاشیہ۔ قد) جانے کیا کہتے ہیں (ض) جان سنا (مح) [2]اے صنم تو ژبھی (قد، جلیل۔ توڑے ہے، حاشیہ۔ جلیل) کہ بہت اس

کو خدا (علی) [3]ہم پہ وہ (قد، جلیل) [4]عشاق سے بقیہ نسخوں میں سوائے (مخط، ع، مح) کیا
(ض) [5]سنگ جفا (خط) [6]حالت ظالم (بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، مح، حاشیہ۔ قد، جلیل)
[7]ندارد (حب)

(۱۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
[1]مرے دل کو (ض، قد، جلیل۔ جی کو، حاشیہ۔ قد، جلیل) کسو طرح سے میرے دلکو اب (علی) کسی
ہی۔ دل کے تئیں قرار (مخط، مح) [2]وعدہ خلاف ملنے کا (علی، قد، جلیل) قسم کی (حب) [3]شاہد
مینا (قد، جلیل) ساغر و ابر و بہار گلشن ہے (مخط، مح) وقت میں نگار (مخط، مح) [4]ع: نگاہ دیدۂ حق
بیں کے روبرو اے یار + وہ کون جا ہے کہ جس میں ترا گزار نہیں (مخط، مح) موقوف اور نہ کہیے
پر (ض) دھاں/ دہاں گزار (قد، جلیل۔ جہاں، حاشیہ قد) [5]جگر کا داغ (قد، جلیل) کسو
چمن (مخط، مح)

(۱۱) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
[1]دل زاہد خراب (حب) [2]سکوں ہے اے بیدار (ض)
[3]ندارد (ض)
نوٹ: - قافیہ لکھتا ہوں بجائے کرتا ہوں (ض)

(۱۲) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
[1]مرے دل کو ہے (علی، قد، جلیل۔ جی حاشیہ قد، جلیل) [2]ہوئے (جلیل) [3]سوائے اور

نہیں (مخط، مح)[۴] گھر سے (مخط، مح)[۵] بے خبر ہے (مخط)

[۶] ندارد (مخط)

نوٹ:- یہ غزل نسخہ ''ش'' میں ''ص'' کے نشان کے ساتھ حاشیہ پر نقل ہے۔ ظاہراً بعد کا اضافہ نہیں معلوم ہوتا۔ (مرتب)

(۱۳) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] ع ہم تری...... حذر کرتے ہیں (قد، مح، جلیل۔ ''تیری ہم'' حاشیہ جلیل) دل رہا خاطر نازک سے حزر (علی)[۲] اور یہ کچھ (مح)[۳] خانے کی طرح (علی) آپ ہی (مح) آپی (جلیل)

[۵] ایک گھڑی (مح) آخر تو (بقیہ نسخوں میں سوائے (خط ع) (خط۔ غیر واضح) حاشیہ قد)[۷] بسر کرتے ہیں (قد، جلیل)[۸] دیکھ کر پہروں جواں (جلیل)

(۱۴) نسخہ جات (مخط، ع، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] نیں ہے یک جا قرار جیوں سیماب ÷ بس کہ دل بے۔ الخ (مخط، مح) جوں (مح)[۳] ع: میں عبث انتظار۔ الخ (مخط، مح)[۴] حلق گو ہے (مخط، مح)[۵] لطف ہو ادھر بھی (مخط، مح)[۶] ظالم کوں (مخط)

(۱۵) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] کوچے میں (علی)[۲] مجھ سے (قد، حاشیہ جلیل۔ ہم سے حاشیہ قد)[۳] کہ اس تک کوئی پہنچے پر ہم (ش)[۶] سنتے میں (مخط)[۷] نالہ زناں (قد، جلیل۔ نعرہ، حاشیہ قد)[۸] مجھکو (جلیل)

(۱۶) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ وہ نہیں (علی، قد، جلیل۔ دے حاشیہ جلیل) اٹھ جاتے ہیں (جلیل) جب تک (علی، ش) ۳ بتاؤ
مجکو (ش، مع) اس کو لیے (ع) ۴ جیوں (قد، جلیل) سے جوتھا (حاشیہ جلیل) ۶ یار فلک
(قد، جلیل) لطفِ پر دی رو (جلیل) ۹ مجکو (علی) تجکو کچھ بھی ہے خبر ہم۔ الخ (ش)

(۱۷) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ دل کے مانند (مع) ۴ کو کیا اس نے شب تار مرے (قد، جلیل۔ کو شب تار کیا اس نے
مرے (حاشیہ قد) جیسے لینے کو (جلیل) پائے ہیں (قد، جلیل) ۷ مانند گھر (جلیل)

(۱۸) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ نور بصر (مع) ۲ جدھر جاتے ہیں (مع) ۳ چھوڑ کر (علی، ش، حب) روئیں (حب، مع، جلیل)

(۱۹) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔ ۲ منہ سے (خط،
ع) ۴ وفائے مہر (ع) ۵ دل لیں نہ لے سکیں (ش) ۶ وضع پہ۔ ہیں حاضر (ض)
۷ پندار د (ض)

(۲۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ نہ ہوئے یہ (قد، جلیل) کبھی (ش) ہزاروں (مع) ۲ تو خطوں (مع) خواہ کریں (قد، جلیل) ۳ ۳
ع: گر آ ادھر بھی۔ الخ (مع) ۴ دیکھے (ض) ۵ نہ آسکے وہ یہاں نے (قد، جلیل۔ ہے وہ
یہاں/ یاں، حاشیہ قد و جلیل) کوئی بھی طرح (ض، ش، حب) ۶ نہ آسکے ہے وہ یہاں نہ ہمیں

گئے (ہیں) وہاں۔ کوئی بی طرح (تو) ملنے۔ اٹھ (مح) ۷ جھڑکی بات بات میں خفگی (حب) کے یہ
ہوں (ض، ش، حب، قد، جلیل۔ ہیں حاشیہ قد و جلیل) مہر نہ الطاف (ش) ۸ ہے زاہد میں
مورد (مح) گناہ گاری زاہد ہے (ض، علی) زاہد ہے (ش)

(۲۱) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ بھرے ہیں موتی گویا (حب) ۳ بپھرے ادھر ادھر۔ اٹھ (علی) ۴ ہے وہ نہیں (ض) ۶ بہت
مشکل سے پرآہ (ض) ۷ دستگاہی (علی) ایسی بھی (مح) ۸ غیرت سے (ض) گڑا کس کا ہے
دل (قد، جلیل) ۹ جل کے (ع، حب) ۱۰ عیسی کے (ش) ۱۱ پری کا جلوہ بیدار (علی)

(۲۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ گنجائش مو (ع، حاشیہ قد، جلیل) ۲ یہاں ہوا (خط) گل ہوا ہے ہر چمن (ع، حاشیہ جلیل) ۳ سوزش
تو (قد، جلیل) ۵ شبیہ دست (قد، جلیل) ۷ کیے یہاں (ض، علی، ش) ۹ نشاں پھولوں کا ہو جائے
بدن (علی) ۱۰ اور یاسمن میں (ع، حاشیہ، قد، جلیل) ۱۱ جنوں کا کب سے بیدار (حب)

(۲۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ جو اس کے جاؤں، بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع) کہاں کہ پاس (ع) مغتنم جانو (قد، جلیل)
مغتنم سمجھوں (حب) ۲ اودھر...... اِدھر (قد، جلیل) ۳ کرتے ہیں (ع) کہتے ہو (ض، علی، ش) ۴
اڑ جائیں (جلیل) نونہال (ض) ۵ غنچہ دہاں (ض، ش، قد، جلیل) سے یہ کہا (ش) مصرع دوم
ندارد (مح) دل کو (ع، ض)

(۲۴)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ اپنی جیب (جلیل) ع ۲؎ افسردہ خاطران چمن دل میں رو کریں (قد، جلیل) ۳؎ چھوڑے زاہد (قد، حاشیہ جلیل۔ چھوڑے، حاشیہ قد) ان کے تجکو اگر (ض) ۵؎ پھر جو (قد، جلیل)

۶؎ اس لب (ض، ش، مح) ۷؎ اپنے دضو (مح) ۸؎ جائیں جو (علی) چاہیں جو (قد، جلیل) ۹؎ نگاہ (خط)

نوٹ:۔ شعر نمبر ا کا مصرع دوم ع صرف نگاہ۔ الخ اور نمبر ۲ کا مصرع اول ع چاہیں کہ۔ الخ موجود نہیں۔ شعر نمبر ا کا مصرع اول اور شعر نمبر ۲ کا مصرع دوم مطلع کے طور پر درج ہے (قد، جلیل)

(۲۵)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ اے مرے عیسیٰ (قد، جلیل۔ "مرے عیسیٰ" کو "مہ عیسیٰ" بنایا گیا ہے (قد) ۳؎ تو جلدی (خط) آتا ہے تو (حب، مح) ۷؎ چمن میں کیجیے کیا (ض، ش) گرفتار د اسیر (علی، حب، مح) ۸؎ پاتا نہیں (ع، حب) کہیں ہرگز نہیں میں (ض) پاتا نہیں میں (علی، ش، مح) تک نام (ض) ۱۰؎ ع نہ ہوں پروانہ میں بر شمع بیدار (ض) نہ ہو پروانہ (قد، جلیل) سیر و گل (ع، ش)

۸، ۹، ۱۰۔ ندارد (خط)

(۲۶)نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، خط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ بہار آئے (مح) ۵؎ چشم ہیں (خط، مح) ۳؎ ندارد (خط)

(۲۷)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، خط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ دل کا (علی) ۲ تو میاں ہے (ض) ۳ لبوں پر میرے (ض) کیا جانوں (ض) ۴ دیکھیں (ض، ش)
۵ یاد (ع، حب) آج وہاں کیا کوئی (حب)۔ کیوں اٹھایا ہے صبا نے ترے کوچے میں غبار + کیا
وہاں آج کوئی اشک۔ الخ (مخط، ع) ۶ ع ہم نشیں اپنوں سے کہتا تھا ستم گر میرا (ض) کوئی بیدار
(مخط، ع) ۷ گر ارہتا (ض، ش) کھڑا (مخط، مع جلیل) یہاں ہے کہ (قد، جلیل) جان کا اسے کچھ
تو میاں (علی) جان کا خطرہ اسے (ع) ۸ ع: یہ وہ جان جہاں۔ الخ (کذا) (ع) کوئی طپاں (
مخط، ع) ۹ آتا ہے مگر اس (ض) تیغ و کماں (ض، ش)
۱۰ ندارد (علی)

(۲۸) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع جلیل) میں شامل ہے۔
۱ کس کو (ض) ۲ صرف وحدت (علی، ش، حب، ع) حرف کو صرف بنایا گیا ہے (قد) ۳ دل میں
رہتی نہیں کچھ (ج) ۵ جام اور سبو (علی) ساغر اور (قد، جلیل) ۶ ع: اُسی گل کی سی آج بو (ع)

(۲۹) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع جلیل) میں شامل ہے۔
۱ ابروے خورشید (ع، حب) رخسار و ہلال ابرو خورشید (ض) ۳ مست بے باک (ع، ض، علی) ۴
اس کی کھینچے (علی) کچے اس کی (ش) خستہ ہے (ع، علی) خستہ و خاطر غمگیں (ض) جانِ
غمگیں (ع) ۶ شدت درد جراحت سے نہایت (ض، علی، حب، ش) چشم خوں خوار (علی) بارے
تو ہیں (قد، جلیل) ۷ دیکھ کر اس کو کہا میں نے کہ (علی، ش) ۸ تیرا جو ہے ایسا (ض) ۹ لگا کہنے (قد،
جلیل۔ حاشیہ ع) اپنی میں اب تم سے گردن کیا تئیں (علی) تم سے بیاں اب (قد، جلیل) ۱۲ دامن
وفتر اک (ع، ش) ۱۳ دیدۂ و زخم (قد، جلیل) ایسا ہوا لہو ہو جاری (علی) دیکھو تو نہیں (ض) خدنگ

نگہ (ض) زخم آلود (جلیل)

(۳۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۴ نوازی اسمیں (ض) ۵ شوخ کی جائے گی نہیں جیتے جی (ض) ۶ نظر ان کی (ض) نظر آ چکی (ش)   ۷ ندارد (ض)

نوٹ:- یہ غزل ہی قافیے کے ساتھ عام طور پری/ے ردیف میں ہے اور نسخہ (ض) میں مجھے کے ساتھ درج ہے۔

(۳۱) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع: نہیں کچھ ہمتو تیرا ا ے مہ خود کام (ض) ۲ اگر ٹک غور کر دیکھیں (علی) لگا ھاں (جلیل)

(۳۲) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ دل غم زدگاں رکھتے (ض، علی) سے م شمع صفت جلتے ہیں (ض) ہجر سے (حب، قد، جلیل) چاہیں سو (ض) تو کہاں (حب، قد، حاشیہ جلیل۔ سو کہاں، حاشیہ قد)

(۳۳) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ اے دلربا (ض) ۲ ع: بے خواب بسکہ دیدۂ بیدار ہے دلے (خط، ع) مدت ستی پلک (ض)

(۳۴) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ ہوا نازک (جلیل) جانے کیا (ض)

ردیف (و)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ اگر (خط، ش، ض) جو چاہے (حاشیہ قد، جلیل) سنجاب و دیبا (جلیل) بے خواب دنیا (مح) ۲ برک (ض) کب ارباب (حب) ۳ گلستان (حب) ۴ جام کر (تو) بھر کے اس خوناب (مح) بس خوناب دنیا (جلیل) ۵ میں اس گیسوے پرتاب (ض)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ وہ محتاج (ض) ۲ تجھ پہ صنم (قد، جلیل۔ تجھ پرستم حاشیہ قد) میں کوئی تیرا (قد، حاشیہ۔ جلیل۔ کون حاشیہ قد) ۳ اپنی ہی (ع) مبادا دیکھ کر (قد، مخط، مح، جلیل) دیکھ کے (جلیل) ۶ یار خواب (مخط، مح) ۷ توڑے بھی (قد، جلیل) ۸ توں (مخط، مح) ۹ مجکو اے بیدار (ض) لگا مجھ سے کہنے اے (علی) مجھ سے لگا کہنے ہنس کے اے بیدار (مخط، مح) لاوے کہ بند (ض) میرا نقاب (مخط، مح) لاے گا (جلیل)

۵ ندارد (مخط)

(۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ کہاں ہیں (ض، مح) جو کہ (علی) ۲ جام و مہ ماہتاب (ض) ۳ ناصحوں نے سخت (مح) ۶ تو بھی یہاں آکے (قد، جلیل) ۷ ہوا ہے گھر مرے مہمان آج وہ بیدار (ض)

زائد:۔

(i) کھڑا ہے آکے سر بام وہ بلا بالا÷ مجھے ہے خوف قیامت کہیں نہ برپا ہو

(ض،حب،قد،علی،ش)

(ii) نہ ہووے طاقتِ دیدار مثل پروانہ÷فروغ شمع رخ یار گر ہویدا ہو(مح،مخط)

۵ ندارد(علی،ش)

(۴)نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل)میں شامل ہے۔

۱ تم کو سنتے ہیں کہ(علی)تم تو(مخط،مح)۲ تمھاری کا کیا کب میں نے(ض)۳ شکوہ وجور تمھارا میں کہاں کس آگے÷مجکو بتلاؤ بھلا جس کی زباں-الخ(مخط)میں کہا(مح)کس کے زباں(جلیل)۳ لائی تھی(ض،ش)۴ جواے(ض)۵ جوآیا تو(حب،قد،جلیل)۸ سنو تم تو کہاں (علی،حب،قد،جلیل)سنو تم سو(ض،ش،مح)۳ تا ۹ ندارد(مخط)

۳ تا ۱۰ ندارد(مخط)

(۵)نسخہ جات(خط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مح،جلیل)میں شامل ہے۔

۱ ناصحاں(جلیل)۲ خوف نہیں مرنے کا(مخط)۳ پاؤں میں(قد،جلیل۔پانوں کو۔حاشیہ قد و جلیل)پاؤں سے(علی)میں خوں تو کر چکا(ض،ش،حب،مخط)کو تو خون کر چکا(مح)۵ سر تو دھرا(حب)

(۶)نسخہ جات(مخط،ع،ض،علی،ش،حب،مح،جلیل)میں شامل ہے۔

۴ جاتے ہیں(مح)مہرباں دل کو(علی)۵ کبھی(علی،ش،حب،جلیل)منہ تو پھیرا(مح)۸ ہم جو کہتے تھے تجھ سے اے بیدار(علی)جدا دل کو(علی)

(۷)نسخہ جات (خط، ع، ض، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ایک دن (قد، جلیل۔ایک تو، حاشیہ قد و جلیل) موں چھپاے (مح) ۲ پایا (مخط، مح) دل

میں (ض) ۳ عالم کو (ض، حب، قد، مح، جلیل۔کا، حاشیہ قد، جلیل)

زائد:-کون سی بات دل میں لائے ہو-ایسے ہم سے جو موں چھپائے ہو (مح، مخط)

(۸)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ فرمانہیں جلادی (ض) فرماتا ہے (علی، حب، مخط، مح) ۲ نگاہوں سے (مخط، مح) ۳ کر دیا باغ

ہراک وادی کو (مخط، مح) ۵ جہاں ہے (قد، جلیل) فہم میں جگ میں بیدار (مخط، مح)

(۹)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ تو مجھے شاد (ض) تم اپنے مجھے شاد (حب) ۲ جب کسی (علی) جو بجا (جب) ۵ چاہے (ض) ۶ یہ

ہے (علی) ۷ پابند کرو (ض، قد، جلیل۔رکھو، حاشیہ قد و جلیل) ۹ ع: شمع جب بزم میں افروختہ دیکھو

یارو (ض) دل سوختہ (ض، حب)

۱ تا ۵، ۷، ۸ ندارد (مخط)

زائد:- (۱) دادرس ہے شہِ گل شکوہ صیاد کرو ÷ اے اسیرانِ قفس نالہ و فریاد کرو (مخط، مح)

(۲) میں او دیوانہ زنجیر گسل ہوں کہ مجھے ÷ تم تو اے اہلِ جنوں چاہیے استاد کرو (مخط، مح)

(۱۰)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ع: آنے دو اپنے پاس مجھ کو (قد، جلیل۔ ع: آنے دو تم اپنے۔ الخ، حاشیہ قد و جلیل) آنے دیو (خط) ۲کہ عشق کا ہو (حب) کیا سہوں (ع) جو عشق کا (ع) ۳نہ ہوے (خط) ۴دل میں گھر (ع) ۵دیکھا اُسے (حب) لکھوں (ع) ۶پڑی ہی رہ تو (جلیل) ۲ع: بھاتی نہیں تیری باس مجھ کو (ض) گل ہی رہ پری تو (ش) ۷گر ہے (خط، ع)

۵،۲ ندارد (مخط)

زائد:-

(۱) موں پھیرا ابھی نہ اس طرف سے ÷ تنک ہونے دے روشناس مجکو (خط، ع)

(۲) اٹھ جاؤں گا ایک دن خفا ہو ÷ یہاں تک نہ کرو اداس مجکو (مخط، ع)

(۱۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ چہرہ- ابرو پر (ض) تیوری چڑھ رہی بھوں پر ہے (علی) تیوری اب چڑھ رہی ہے، بھوں پر (حب) ۳ایسی جانے کی (حب) شتابی ہی ایسی جائے گا (جلیل) ابھی عرق (ض) خشک تو ہوا بھی عرق تر ہو (علی، حب) تو ہوئے (ع) ۵کا ہے دل (ع) تو مجھ پر (حاشیہ جلیل) ۷اگر میسر (ض) ہی کہیں (حب)

زائد:- اٹھ گیا ہم سے گو مکدر رہو- خوش رہے وہ جہاں ہو جیدھر ہو (ع)

(۱۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ع: کرتے ہو تم۔ الخ (ض، قد، جلیل) ۳آجائیو گھر سے یار (علی، ش) ۴کبھی (علی، ش، حب) ۵ع: تو اس کو مت اعتبار کیجیو (ش) ع: اس کو تو مت اعتبار کیجو (قد، مع، جلیل۔ اس کو مت اعتبار کیجو (حاشیہ جلیل) ۶بیدار جہاں میں آن کر تو (ض) تو آکے اس جہان میں (ع) ۷کسی

کے (ض، علی، ش، حب)

(۱۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح جلیل) میں شامل ہے۔

۱ پر حکم (ض) ۲ جو آدے (ش) ۳ دماغ جو جاوے (ض، ش) ۴ جب لطف (علی) ۵ تک خفا ہے (ض) یہ نہ کہ (حب)

(۱۴) نسخہ جات (ض، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ پھر کبھی (ض) ۲ ع: کیا کام تجھے اے بت خود کام کسی کو (ض) نام (ض) ۳ کیا تجھسے کہوں حال دل اپنا (ض) ۱ نشیں ہوں (قد، جلیل) ۷ بلا قاے کی ہم کو (ض) خط کبھو (ض)

(۱۵) نسخہ جات (خط، ع، حب، قد، مخط، مح جلیل) میں شامل ہے۔

۱ دیکھ کر موسم بہاراں کو ÷ یاد کرتا ہوں بزم یاراں کو (مخط) ۲ آیا (قد، مخط، حاشیہ جلیل) ع اس کا دیدار چشم۔ الخ (مخط) (آتا...... ہرگز) (ع) ۵ جانتا ہوں ازل سے میں بیدار۔ قبلۂ عشق شاہ مرداں کو (مخط) ع درد کرتا ہوں نام شاہ مرداں کو (حب)

۳،۴ ندارد (مخط)

زائد:-

(i) کوئی عالم میں دیکھ تو ظالم ÷ دو کھ پی دیتا ہے اپنے خواہاں کو (مخط)

(ii) الفت خار و خس ہے دامن گیر ÷ چھوڑ سکتا نہیں بیاباں کو (مخط)

(iii) مصحف روے یار ہو جس میں ÷ ڈھونڈتا ہوں میں اوس دبستاں کو (مخط)

(۱۶) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، مخط، مع جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع گزر ہماری طرف بھی تو کرائے یار کبھو (مخط، مع) ہوں تجھ سے (حب، لیکن حاشیہ پر "ہم سے" لکھا ہے) ۲ مدتوں سے دیکن (علی) ہوئیں (مخط، مع) ع خزاں - میں (مخط، مع) دیکھوں ہوں اے نگار کبھو (ض) ۳ گلے سے لگ (مخط، مع) ع: دل بیدار کو قرار کبھو (مخط، مع)

نوٹ:- (i) ہر جگہ کبھی کی جگہ کبھو ہے (ض)

(ii) ردیف کا دوسرا لفظ "تو" کو حذف کر دیا گیا ہے (مخط، مع)

(۱۷) نسخہ جات (ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع جلیل) میں شامل ہے۔

۱ خجالت کی (ض) ۲ بیداری چشم (ض، علی، ش)

(۱۸) نسخہ جات (خط، ض، علی، ش، قد، مع جلیل) میں شامل ہے۔

۱ بھلے جاتے ہو (قد، جلیل) ۲ تو نہیں دیکھا (خط) جو دیکھا (قد، جلیل)

ردیف (ۃ)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مع جلیل) میں شامل ہے۔

۱ محفل پہ ہوا گذر (مخط، مع) نہ پڑی شمع (مع) شمع پر (علی، مخط) ۲ کہ بھی اے (ض) ۳ جلاتا ہر دم (ض) ۵ شام کھلتی ہے جب ہو سحر (مخط) ۶ عشق میں تھا (علی، مخط، مع) ۸ شمع کی چھوٹی نہیں ممکن بیدار (ض)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، خط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ کاکل مشکیں (خط، مح) سے نہ لی کیونکہ بلائیں (ض) ہاتھوں سی لیتا (خط، مح) ۲ لے جاتے وہاں (خط) لے جائیں واں (مح) واں لے جائیں (جلیل) ہنائیں شانہ (ش) ۳ اس کو بھر آئے (ش) ۴ مجھے (ض) دیکھ لے گیسوے مشکیں کی (خط، مح) ۵ لازم ہیں (قد، جلیل)

(۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ لا دوا (ش) ۲ اس کو شربت (خط، قد) کتب عشق (مح) ۳ لپٹ کے لیا (علی) لوٹ لیا (قد، جلیل، لپیٹ حاشیہ قد، جلیل)

(۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ میرے دل (مح) کیا وہ خس وخاشاک کے ساتھ (ض) ۲ اٹھا کر کے نہ دیکھا (ع) کبھو (ض) کبھی تو نے نہ دیکھا ظالم (علی) ع: سر پٹک مر گئے ظالم تیری۔ الخ (علی) ۳ کٹی (ش) ۴ آنکھ جس کی لگی (مح) ۵ لپٹتا ہے (جلیل) ع عجب ہے کہ جو وہ (ض)

(۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲ اس شوق کی (قد، جلیل) جلا جاوے (ض، علی) ۳ ع: صبح کی لگ گلے اور رو رو شب در و دیوار کے ساتھ (ض) ۵ نہ کروں (ض) ۶ کہ سنے (علی، قد، جلیل) ۷ تلوار، بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع، مح) ۸ دے آدے گا (ض، ش) اغیار (علی) ۹ لگ جاؤ (ض، ش) مل جائے گلے (علی) ناز سے بیدار (قد، جلیل)

۴؎ ندارد (علی)

(۶) خط، ع، ض، علی، ش، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

۷؎ نہیں طوطی (علی) ۸؎ خوردہ ہوا (علی) ۹؎ نہ ہووے گیرا ے نگار (ض) ۱۰؎ بس (علی، قد) سینہ سپر (جلیل)

(۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ گر ہودو (علی) ہوے حیرت (جلیل) ہو کر دوچار (ع) ۲؎ مجھکو (ع) ۳؎ نوصد (خط) ۴؎ کسو (ع) جان مت (ض) ۵؎ تا کہ ہووے غبار آئینہ (علی)

(۸) صرف نسخہ جات (ض، قد، ش) میں شامل ہے۔

۱؎ میرے چلو (ض) ۲؎ آنیکی کئی دن سے ہیں یہاں (ض) ناچیز (ض) ۳؎ کیا ہے خلش رنجش (ض) ۴؎ مرے ہر بیت لکھو (ض) ۵؎ ہی اگر تم کو ہے منظور مجھے (ض)

ردیف (ی/ے)

(۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ صور ہیں (قد، جلیل) ۳؎ جب میں (قد، جلیل) دیکھا کہ (ض) ۵؎ خوباں میں (ع، حاشیہ، قد، جلیل) خوبوں (ض)

۶؎ ندارد (ع)

(۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ رنگیں ہے (خط، "ہیں" کو کاٹ کر "ی" بنایا گیا ہے، ع) دیتی ہے میاں نام (ض) ۲ یار گل
(ش) نشان ہے (ش، قد، مخط، جلیل) ۳ ہوئے ہیں شکر وقند (مخط) شیریں سخنی (ض) ۵ وعدے
کروں اے جان ترے سب (مخط) ۶ آٹھ پہر صحبت (ض) ہووے صحبت (مخط) ہووے (مع)
ہوسزاوار (ض)

(۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ ترا اجمال (علی) ۲ ع: نہیں ہے ایک دم اب تاب برق وار مجھے (ع، حاشیہ قد، جلیل)
۳ اب گریباں کا (ض) ۴ کسی سے (ش، قد) ۵ چشم ہیں (مع) ۶ سرمہ جان بخش (علی) ۷ دوستی
سیتی (مع) ۸ اعتبار مجھے (مع)

(۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ ع اس وقت میں تو۔ الخ (ض) چلا ہے کہاں (علی، ش) ع: اس درد و غم میں چھوڑ چلا تو کہاں مجھے
(مخط، مع) اس حال تو میں (جلیل) ۲ غم عشق (ض) ۳ ایک دم (ض) لے جاوے گا (ض، ش)
۴ صورت میں اپنی آپ بھی (مخط) ۵ ع: جو کچھ تری فراق میں گذری ہے اے نگار (مخط) ۷ ہوں
میں اس کے (ض) ۸ میں کس کے شور ہے (ض، ش) لگا ہے (علی) ۹ دیکھا (مخط، مع)
۶، ۷، ۸ ندارد (مخط)

(۵) نسخہ جات (مخط، ع، ض، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ گذرے ہے جو کچھ ہجر (مخط، مع) ۲ دکھاوے گا (ض، ش) ۳ طرف ہیں (مخط) اس کے ہوئی سخت (ع) کیا کیا ہوئی ہے (مخط، مع) ۴ علی سے، بقیہ نسخوں میں سوائے (مخط، ع) اسقدر سرشار ہوں (مخط، مع) نہیں ہونے کی (مخط، مع) ۵ ع اس سبب مشہور عالم میں ہوا بیدار نام (مخط، مع) زائد:-

تو اگر آوے عیادت کو مری آواز سن ÷ تب تو اس صحت ستی بہتر ہے آزاری مجھے (مخط، مع)

(۶) نسخہ جات (ض، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۵ ع گل کہاں اور میں کہاں وصل تیرا بس اے گل ÷ تیرے یہاں بوتو صبا لاتی ہے (ض) ۶ ع رات تھوڑی ہی بس آجانے دے مل مکر بول (ض) رات تھوڑی ہی بس آجانے دے ہنس کر بول (ش) تھوڑی ہے بس (قد) ۸ بن کہے (ش) تو ہے اے شوخ (ض) ۱۰ کہ ہوں اس سے مقابل (ض)

(۷) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ع بلبل زار سے ممکن نہیں بستاں چھوٹے (ع، جلیل، مخط، مع، حاشیہ قد) ہے گلستاں (علی) ۲ گریباں کہہ تو (مخط، مع) ۳ ہو جائے (علی) ہو جاویں (مخط) ۴ کیا ہیں (علی، مع۔ 'ہی' کو 'ہیں' بنایا ہے (ع) ع: ہات میرے سے کیا معنی ہے کہ داماں (مخط، مع) ۵ جو آوے (علی) تو میاں پنجہ (مخط، مع)

(۸) نسخہ جات (علی، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] تیرے ہم سنگ (علی) [۲] میں ہوں وہ (ش) [۳] خشت ہے پاسنگ (جلیل) [۴] ہیں میں یاقوت لب (ش) [۹] ہے یوں (علی) [۱۱] چھاتی میری سنگ ہے (ش) [۱۲] سے اے بیدرا کیا ہے تجھ کو کام (قد، جلیل)

(۹) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۲] قدکوں (ع) [۳] کہتا ہوں (علی، ش) چھوٹے ہی کہیں (قد) چھوٹیں ہیں (مح) [۴] مبارک ہو (علی، مح) ہم آشفتہ (مح) [۵] چھپتے ہی (ع) نمایاں ہی (ع)

(۱۰) نسخہ جات (خط، ع، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] اشک شب ہجر (علی، قد، جلیل۔ اشک بھی، حاشیہ قد وجلیل) سحر وصل تجھے کیا ہوا ہوتے ہوتے (علی) ع: سحر وصل کو مدت ہوئی ہوتے ہوتے (مخط، مح) [۳] گرچہ کدورت (مخط) آنکھوں میں (قد، حاشیہ جلیل۔ آنکھ میں، حاشیہ قد) روتے روتے (جلیل) [۵] ہجر کو (مح) [۶] نہال شاداب (مح) [۷] مری بالیں (مح) یار مری (مخط)

۶،۵ ندارد (مخط)

(۱۱) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

[۱] آشنا میں جو (قد، حاشیہ جلیل۔ عاشقوں، حاشیہ قد) سبزۂ وسنبل (مخط) صدا (جلیل) [۳] سن کے غیرت سے (خط) [۴] حال ہو جب ایسا تغافل (مخط، مح) [۵] درد ہمدرد کی (مح)

زائد:-

سیر کے واسطے گلشن میں اگر جاوے توں ÷ دیکھ تجھ عارض رنگیں کو خجل گل ہووے (مح، مخط)

(۱۲) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ خون و دل (ع، ش) بادۂ وگلابی (علی، قد، جلیل۔ بادۂ گلابی، حاشیہ قد، جلیل) ۲ جام ے (مخط، مح۔ حاشیہ قد، جلیل) ۳ تک ایک (مح) ۴ ع: ہم ہمیں اور تم ہو یہاں غیر نہیں (کذا) (مخط) تو نہیں ہے کوئی (مح) ۶ ع: تیرے، اے پری جگر سینے پر نہیں پستاں (مخط) ع تیرے اے پری پیکر سینے پر نہیں پستاں (مح) ۷ ہوئے قابل تحسین (جلیل) ۵ دل کو سخت بیتابی چشم کو بے خوابی ہے ÷ ہجر میں تیرے ظالم یہ یہ کچھ خرابی ہے (مح، مخط) ہجر میں تیرے ہی ظالم نہ کچھ خرابی ہے (مخط)

۳ تا ۷ ندارد (علی)   مطلع ۳ ندارد (مخط)

(۱۳) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ایسے تو گلزار (ش، قد، جلیل۔ ایسی یہ (حاشیہ قد، جلیل) ۲ تو اشک چمن کو چہ دیوار نہ ہووے (مح) ۳ بخشی ہے (ش) نگہ مست نے مستی (علی) بیدار نہ ہووے (علی) ۷ کیا کیا میں بیاں تجھ سے کروں اوسکی جفائیں (علی) ع کیا کیا میں کروں اس کی جفا تجھ سے بیاں میں (قد، جلیل۔ ع کیا کیا میں کروں تجھ سے جفا اس کی بیاں میں، حاشیہ قد، جلیل) ع کیا کیا میں کروں تجھسے بیاں اس کی جفا کا (مخط) ایسا کوئی عالم میں (علی) ۸ جس میں نہ (جلیل) ۱۰ کہ بیزار (علی) ۱۱ دل آزار (بقیہ نسخوں میں سوائے (خط، ع۔ ستمگار (حاشیہ قد، جلیل)

۵،۹ ندارد (علی) ندارد ۱،۵ (مخط)

(۱۴) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ جان کہ سب دل (مخط) ۲ نہ تنگ (قد، حاشیہ جلیل۔ تنک، حاشیہ قد) ذرہ/ذرا (ض، ش، مخط، مح)
۳ ع: کس برے وقت کالا گا تھا مرا دل تجھ سے (مخط، مح) اک دن بھی (ض، علی، ش) ۵ اس بت
بے مہر (مخط، مح) ۵ مرے جی پہ مصیبت (قد، جلیل)

(۱۵) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱ ع ۲: لیک تو تو کمال رکھتا ہے (علی) کچھ اپنا عرض (جلیل) اتنا مجال (مخط) ۵ ع: آہ اوس مہ سے
عاشق مہجور (ض) ۶ وصل اے دل (ض، مح) ۷ ملنے کا (جلیل)
۶ ندارد (ع)

(۱۶) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲ ع یہ جی جفا سے (علی) انکھیوں (مخط، مح) ۳ رہنے دیویا تھا (مخط، مح) عاشق جو
ہیں (مخط۔ عاشق ہیں اب تمھارے (مح، حاشیہ مخط) ۴ نالہ ہے (مخط) ۵ کچھ کہ آوے (علی)
کہو (مخط، مح) ع: دشنام دیجیے گا یو ہیں۔ حاشیہ۔ مخط) ۶ ہم سے نہ سرو (مخط، مح) قیامت اس کا
سرتا قدم بلا ہے (مخط، مح) ۷ یاد رکھنا (ض) ع بیدار مصرع درد سنتا ہے یاد رکھیو (مخط، مح)

(۱۷) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ کتنی ہی رہیں (ض،ش) کہتے ہی رہے (علی،قد،جلیل) کتنی ہی رہی، حاشیہ قد وجلیل) اتنی ہی رہا (مخط) اتنی ہی رہی (مع) مزے لوٹتا (ش) ۲ گزری یہ سودا (مخط،مع) ۳ کبھو (ض) ۴ ہی میں (ض) ۵ کئی رہتے ہیں (ض)

۴،۵۔ ندارد (مخط)

(۱۸) نسخہ جات (مخط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مخط،مع،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ جو ہوتو (قد،حاشیہ جلیل۔ جوتو ہو، حاشیہ قد) ع جب توں ہووے۔ دیکھوں میں بہار (مخط) جوتوں ہووے (مع) ۲ مثال نقش (مخط،مع) ۳ یاد کرلب ودندان (حب) ۵ رواں ہیں (ش،حب) ۷ تجھ سا مجھے نظر (ض) کل کوئی تجھ سا پری نظر (جلیل) ۱ اگر جاکے میں دیکھی ہزار (ض) دیکھا میں (مع) اگر چہ دیکھے ہیں (قد،جلیل) ۸ تب سیتی ابر (مخط،مع) میں کسی امید پہ دیکھوں بہار آنکھوں سے ÷ نہاں ہے وہ صنم گل عذار آنکھوں سے (مخط،مع)

۶،۷ ندارد (مخط)

(۱۹) نسخہ جات (مخط،ع،ض،علی،ش،حب،قد،مع،جلیل) میں شامل ہے۔

۳ اپنی اختیاری میں (مع) آشنائی کی (جلیل) ۵ میں نے (مخط) ۷ دل میں (ض) تیری (علی) کھپ (جلیل) خندق (قد،جلیل)

(۲۰) نسخہ جات (مخط،ع،علی،ش،حب،قد،مع،جلیل) میں شامل ہے۔

۱ وہاں کی (ع) جہاں جاوے (ض) ۲ قدم رکھا (مع،حاشیہ جلیل) رکھی (ض) ۳ حرم سے

ہے(ض، حاشیہ، جلیل) ۵؎ دل کی تسلی کو اب میرے (ض) دل کی تسلی ہو جب میرے (علی) ۸؎ کھینچیے زلف، ع حاشیہ قد، جلیل) اودھر۔ ادھر (ض، علی، حب)
۷؎ ندارد (مح) ۳، ۶، ۷۔ ندارد (علی)

(۲۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱؎ یہاں بے خبری (حب) ہوں وہاں تیری (علی، قد، مح، جلیل۔ ہوں میں وہاں، حاشیہ قد) پہنچوں میں وہاں تیری (ض، حب) ۳؎ ع: فولاد سے چھیڑیوں زنہار نہ اسکو (علی) پولاد دلاں چھوڑیو (مح) ۴؎ جاوے ہے (ض، علی، ش) مژگاں سے (قد، جلیل) کیا بے خبری ہے (ع، حاشیہ قد، جلیل) دیکھیے کیا (ض) ۶؎ ملک عدم (مح) جو بیدار (ض، علی)

(۲۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲؎ جو آجاوے یہاں (قد، جلیل۔ نسخہ ع میں اسی طرح لکھا ہے لیکن کاتب کے طریقۂ تحریر کے مطابق "آج آوے یہاں" پڑھا جائے گا کیوں کہ نسخے میں متعدد مقامات پر ایک حرف کو ایک بار لکھ کر دو بار پڑھے جانے کی مثالیں موجود ہیں) ع: گرد و گلزار حیا آ کے نمایاں ہو جائے (مخط، مح) رشک گلزار (علی) کوچۂ جاناں (مخط) اس رخ کو تو قرباں (ع، ض، ش، حب) اس شوخ کو قرباں (علی) اس رخ کو پریشاں (قد، جلیل)

(۲۳) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۱؎ عشق میں بیمار (ش) ۲؎ ہمارے کو غربال سے (مخط) ایسے پار (مخط) ۳؎ اول سے تم (حب) یوسف

مصر (ش، مخط، مح) ۷ تجھے چاہ (مخط، مح) کرنے (حب، جلیل) ۸ مع ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہم تمکو شہر بشہر (علی) تمکو بجن پھرتے تھے (مخط، مح) ۱۰ خانۂ مشکیں میں رکھتے (مخط) رہتے تھے (مح) ۱۲ نہیں جانتا (حب) ۱۳ کے کیوں (علی) نزار و غمگین (قد، جلیل۔ غمناک حاشیہ قد، حاشیہ جلیل) ۱۴ ہرگز بھی (ش، مخط، مح) ستم گار، دل آزار، جفاکار (قد، جلیل) ۱۶ گلے گلہار (مخط، مح) ۱۷ قتل کرنے کے لئے (ش) حیراں ہوں (حب، مخط) پھر کے جو (مخط، مح) ۱۹ پھر تو کیا ہے (جلیل) ہو آؤ یہاں (علی) مارو جو ستمگار (مخط، مح) ۲۱ بات کے کرنے میں (علی) کہتے ہیں۔ دیو (مخط) اتنی سی۔ دیو (مح) شوخ ہم ایسے ہی (مخط، مح) ۲۲ پھر بھی۔ کوں (مخط) آگے کوں (مح)

زائد: - گر اسی میں ہے خوشی دل کی تمھارے تو خیر ÷ ہم بھی راضی ہیں کہ اس جینے سے بیزار ہوئے (مخط، مح، دیوان سودا کے بعض نسخوں میں بھی) تمھارے تو بھی (مخط، مح) خیر ہم راضی (مخط)

۶، ۹، ۱۰، ۱۶۔ ندارد (علی) ۳ ندارد (مخط)

نوٹ: - یہ غزل بادنیٰ تغیر کلامِ سودا کے چند قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں "سودا" تخلص کے ساتھ شامل ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: -

(i) "دیوانِ غزلیات سودا"، مرتبہ راقم الحروف، ص ۱۲۰ تا ۱۲۳

(ii) "متعلقات سودا" از ڈاکٹر نسیم احمد، ص ۱۱۰ تا ۱۱۵

(۲۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ زیادہ فلک (قد، جلیل۔ زیادا ے فلک حاشیہ قد، و حاشیہ جلیل) ۳ کبھو کسی سے میری جان کچھ سنا بھی ہے (ض) ۴ بلاوؤں کی اے شوخ (جلیل) ۵ سو راہ محبت (ض، علی، قد) جیتا کوئی رہا بھی ہے (ض)

ستم ہے روٹھنا عاشق سے ہر گھڑی ظالم÷ کڑھانا دوست کو اپنے کہیں روا بھی ہے (مخط، مح)

(۲۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ جب تک کہ (قد، جلیل) تک نہ دل لگا تھا ان (علی) ۲؎ باتوں سے پا گیا کہ (ض) ۵؎ مت مل ان
ماہ (ض) ۷؎ گر میں (قد، جلیل) حسرتوں سے (قد، جلیل) ۱۰؎ جراحتوں سے (قد، جلیل) ۱۱؎ دل
ہے (قد، جلیل)

(۲۶) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ ہے حیراں (علی) نرگس ہے سو (مخط، مح) تیری سے (علی) ۳؎ میں سخت ہجر کا ہے
خوف (مخط، مح) ۴؎ حکایت (ش) کنایت (مح) ۵؎ کون آسکے (ض)

(۲۷) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲؎ میرے بدن کی (جلیل) ۳؎ طلب ہمیں (قد، جلیل) بیہوش (ض، ش) ع انکھیاں ہیں دیکھ کر
تری مدہوش ہو گئے (مخط، مح) دیکھ کو (مخط) ۵؎ ادا ہے (ض) ۶؎ وہ روز (علی، قد، جلیل۔ وے حاشیہ
قد و حاشیہ جلیل) ۷؎ نہ رہی ہم کو کچھ خبر (ض، علی، قد، جلیل) بدہوش (ض) مدہوش (ش) گل کو یاد
کر (علی)

۷؎ پندار و (مخط)

(۲۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ تیرِ مژگاں (مخط) رکھتی ہے ابرو بھی تیری شمشیر (ض) ۲ کرتا ہے (ض، مخط، مح) دیکھ یہ کرتا ہے (قد، جلیل۔ ''دیکھیو کرتا'' کو کاٹ کر ''دیکھ یہ کرتا'' بنایا گیا ہے، قد) ع ہو سمجھا اے نالہ گر تو آشنا تاثیر سے (ض) ۳ ہوں میں (ع، قد، جلیل) کیجیو زنجیر (ض) ۴ اس شوخ کے آگے بیاں (قد، جلیل) شمع کے (مح) ۵ ہے حضرت شبیر (ض)

۲ ندارد (علی) مقطع ندارد (مخط)

(۲۹) نسخہ جات (مخط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ''ع گر ایک رات کو گذرے یہاں وہ رشک ماہ'' (علی) وہ شاہ (علی) ۲ دکھائے (ع، ض، ش) کس منہ سے اپنا مونہہ اسکو (علی) جو شمع (ض، مح) ۵ شعار و وفا (ض، علی) ۶ کئی سکتے۔ تڑپھتے ہیں (ض، علی، ش) ۷ وہ اس کی (جلیل)

(۳۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ بے حجاب (ض، ش) کوئی کہ جس کو (علی) ۲ وہ شوخ جو بے نقاب آوے ÷ ممکن ہے کہ مجکو تاب آوے (مخط، مح) ۲ کھ پر (مخط، مح) ۴ مہر بے حجاب (علی) گر وہ (مخط، مح) ۵ آئیو گر (مخط، مح) تو کہ (ض) ۷ ہوتا نہیں ہے کہ (مخط، مح)

زائد:- ہجراں کا عذاب تا نہ دیکھوں ÷ اے کاش! اجل شتاب آوے (مح، مخط)

۵، ۶، ۷۔ ندارد (علی) ۳ ندارد (مخط)

(۳۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ دعا وسلام (مح) ۲؎ حرف وفا (ش) ۳؎ بادۂ گلرنگ (خط) بادہ گلگوں (قد، جلیل۔ گلرنگ، حاشیہ قدم، حاشیہ جلیل) ۵؎ رخ زلف (ض) جودوں (علی) ۶؎ کے رہئے (مخط) ۷؎ تو بیدار (ض)

(۳۲) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ یار سے ملنا باقی (ض) شعر: میرے دل میں نہیں کچھ خواہش دنیا باقی ۔ لیک رہتا ہے ہمیشہ غم فردا باقی (مخط، مح) ۲؎ سو تو جانے ہے (ض) اپنی جو ہے تجھ (علی) اے میری (جلیل)

۳؎ ع ۱: محتسب اس طرف آتا ہے، شتابی مجکو (مخط، مح) ع ۲: دے لے ساقی وہ جو شیشہ میں ہے صہبا باقی (ض، ش) دے لے ساقی وہ جو ہے شیشہ میں صہبا (علی) دو ہے شیشے میں جو صہبا (مخط)

۴؎ رہ گیا ہاتھ مرے (ض) میرے (جلیل) ۵؎ تو رکھ دل کو بس اپنے (ض) ع روز وشب یاد میں حق کے ہی رہا کر بیدار (مخط، مح) ابھی سونا (قد، جلیل)

زائد: ۔ یار کی تیغ سے ہوئی آج شہادت مجھ کو ÷ تھا مرے دل میں یہ مدت سے تمنا باقی (مخط)

۲؎ ندارد (مخط)

(۳۳) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۳؎ بھی دن (ض) ۵؎ جام میناؤ ے و مطرب وساقی (ض) مے و طرب و ساقی (ش)

۴؎ ندارد (علی)

(۳۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ دل کی نشانی (قد، جلیل) ۲؎ آہ کی بھی قدر (قد، جلیل۔ کبھی آہ مری حاشیہ قد، حاشیہ جلیل) کبھو (مح) ۳؎ سنتا نہیں اس۔ کسی (ض، ش) سنتا نہیں اس ضد سے میری کوئی کہانی (علی) آدے

وہ زباں پر (ض) گذری (ع)

۲ ندارد (ض، علی، ش)

(۳۵) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ شوق سبق (ض) طفل کے یہاں / یاں (علی، ش، قد، جلیل) کا یہ اشک (ع) ۲ آنے کا میں ورنہ (ض) آنے کا وگرنہ (علی) آنے کا ہی (ع) آنکھوں میں اب کوئی رمق (علی) ۳ ع دیکھ انجمنِ حسن تجھے...... باغ میں بچ ہے (مح) شبنم نہیں پھولوں پہ خجالت (ع) ۴ ع یا مہر سے ہے جلوہ۔ الخ (علی) ۵ زرِ گل (علی، ش، مح) در چشم (ش) ۶ مفت میں (ض، مح) کہتے ہو۔ کچھ یاد (ع) ۸ شعر: تعریف سنی تھی کبھی اس پستہ دہن کی ÷ ہر غنچہ کا اب تک جگر اس رشک سے شق ہے (ع) کہوں:

(۳۶) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ کہہ دیجے (ض) ع: اور مجھے ہات پکڑ پاس سے اٹھوا دیجے (علی) دیکھیے یا مجھے اٹھوا (مخط، مح) ۲ کرتے ہیں تو ہر اک (ض) ۳ ہے کہ چھیڑ (ض، علی، ش) لیوں گا (مخط، ع) ۴ جاوے (قد، جلیل) ہمیں لا دیجے (ض) ہمیں (ض، علی، ش) ۵ پہلے ہی دل (علی) خرد دیں پہلے ہی دل (مخط) خرد دین پہلے ہم (مح) دیکھ تو (قد، جلیل) ہوا حال بھلا (علی، مخط) دلبری دیجے (ض) ۶ سنگ دل (ض)

۲،۴۔ ندارد (مخط)

(۳۷) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ آپ فرمایئے (ض، مخط، مع) آپی (جلیل) ۲ کبھو (ض، قد، جلیل) ۳ زندگی کا (ض، قد، مخط، قد، جلیل) جو آتا (مخط، مع) ۴ تھی جس سے (مع) تھے جن سے (جلیل) ۵ ہم کو (ض، مخط، مع، حاشیہ قد، حاشیہ جلیل) ہی ہے جی میں، آجائیو (قد، جلیل) ع ۱: میرے قتل پر تم نے باندھی کمر (علی) ہی ہے جی میں، آجائیو (قد، جلیل۔ یوں ہی جی میں ہے (حاشیہ، قد، حاشیہ جلیل) یوں ہے جی میں تو آجائیو (مخط، مع) ۶ کہ تم سے (ض، ش، قد، جلیل) کہ تجھ سے (علی) جو (حاشیہ قد، حاشیہ جلیل)

۴، ۶۔ ندارد (مخط)

زائد:۔ چمن میں ہے گل اپنی خوبی پہ نازاں ÷ ٹک ایک اس کو موں اپنا دکھلایئے (مخط، مع)

(۳۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ اس ماہ رو کی چشم فتاں میں (ض) ہرن نے چشم فتاں میں (مع) ۳ عبیری پیرہن (قد، جلیل) ۵ جو اڑایا ہے گریباں (ض) جو کر (علی) ۶ قد موزوں کو (ض) ۷ بتاتا (مع) ۸ نوک یہاں خار (علی) ۹ اس چشم درخشاں (علی)

۷، ۸۔ ندارد (ض)

(۳۹) نسخہ جات (خط، ع، ض، ش، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۳ باعث زیستن دہاں (مع) ۵ مانع دیدار (ع)

(۴۰)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ع اپنی تو یہ آرزو ہے۔الخ (ض) تا آرزوے جاں (علی) آج خاطر سے ہماری (علی) اتنا (مح) ۲دل پہ اختیاری (جلیل) ۳انکھیوں (مخط) ۴کر کے کس (مخط) رویئے (مح) ۵اس کا ہم کو دیکھنا دوبھر ہوا (ض) پونچھنا دوبر ہوا (مح) واہ وا لے شرم (جلیل) ۶ع گر ہوس روشن دلی کی ہے تو اپنی چشم کو (مخط، مح) ۸جی پر (علی) ۹غم گساری (ع، قد۔ معلوم ہوتا ہے کہ میکساری کو غمگساری بنایا گیا ہے (ع)

۱، ۷، ۸۔ ندارد (مخط)

(۴۱)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲جلوہ کو جی اپنا دیا (مخط، مح) اس قدر مت شمع (علی) ۳کچھ کہ ہو پہلے ہی سجدہ (ض) کچھ سو ہوئے پہلے سجدہ (قد، جلیل) ۴عشق حقیقت (مخط) ۵ع: خواہش روشنِ دلی گر ہووے شب سے تا سحر (مخط، مح)

(۴۲)نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ع تجھ بن اے ماہ رو کبھی مجھکو ÷ چاندی۔الخ (مخط، مح) ۳عتابات (مخط)

(۴۳)نسخہ جات (خط، ع، ض، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ہات اٹھادے (مخط) کہ یہ ہو نہ سکے مرہم سے (ع، ض، علی، مخط، مح) کہ یہ ہو نہ کسی مرہم (ش) کہ پر ہو نہ کسی مرہم (قد، جلیل) ۲گر ترے (مح) کہہ تو (ض) ایسے میں کہہ (مخط) غصہ

اتنے (مخط، مح) ۴؎ اے بتاں سمجھو تو (بقیہ نسخوں میں سوائے، خط، ع) ۵؎ چاہے (بقیہ نسخوں میں سوائے خط، ع) چاہے لے تو دیکھ یہ مست میں ہوں (مخط) چاہے دے تو دیکھ یہ مست میں ہوں (مح) ۶؎ آئینہ کے سامنے (ض، ش، مخط) ۷؎ بخت ہر روز (ض)
۱؎ ندارد (علی)

(۴۴) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲؎ جب سے وہ (علی) کہ زین خانہ (علی) ۳؎ ہوئی ہے شب (ض) ۴؎ جی اب تو ایسے (جلیل)

(۴۵) نسخہ جات (خط، ع، خ، علی، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲؎ ہونے کے (ع) ۳؎ دل میں تھی (ش) ۴؎ تاثیر کی (مخط) اتنی مدت میں تم (مخط)
۱ تا ۳ ندارد (حب) ۴، ۵۔ ندارد (مخط)

(۴۶) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۳؎ ع سنگ دل کو نہ ہوئی افسوس خبر (مخط، مح) دل کوں (مح) سرکوں پٹک (مخط، مح) ۴؎ ہر اک سرشار (علی) ۵؎ شعر: ناتواں مجھ سا بھلا کون ہے انصاف تو کر ÷ چشم فتاں کے ترے گر چہ ہیں بیمار کئی (مخط، مح) ۶؎ اس شوخ کے بالوں (ض) ۷؎ کف پا ہیں (مح) بھی یہ پہلو میں (مخط)
۲، ۴، ۵، ۶۔ ندارد (مخط)

(۴۷) نسخہ جات (ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ ''سبک رویاں'' ہونا چاہئے (مرتب)

(۴۸) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ ع اور کی بات۔ الخ (حب، قد، جلیل) ۲؎ تو تک (مع) قرباں کہوں (علی) ۳؎ گاہ چراں و گاہ رونا ہے (ض) گاہ ہسنا ہے گاہ رونا ہے (علی) روتا ہے گاہ ہنستا ہے (ش، حب) ۴؎ کسو کو (مع) ۵؎ دل کو (علی) ۶؎ کسی کے پوچھیں (ض، ش، حب) آنکھیں کسو کے پونچھیں (علی) آج کیوں تری نم ہے (ض، علی، ش، حب، قد، جلیل۔ آج آپ کی نم حاشیہ قد، حاشیہ جلیل) ۷؎ ہیں عرق (حب)

(۴۹) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱؎ اب تک جا لگی (خط) ع: دیکھ اس پری کو کیجیے۔ الخ (مع) چھٹتی ہے (قد، جلیل) لو پھر یہ (ض) ۲؎ دیکھتے ہی مسی (حب) دیکھیے مسی دہان (ض، قد، جلیل) دیکھتے ہی سے وہ پان (مع) ۳؎ جا لگی (خط) ۴؎ باغباں (ض) ع رہتی ہے ساتھ ان کے تو (ض) ع پھرتی ہے ساتھ اس کے تو ہر دم بلا لگی (علی) ع پھرتی ہے ساتھ اس کے تو ہر دم صبا لگی (ش) ۵؎ دل کی (ض) اس درد کا تو پوچھئے (علی) ۷؎ دست رس کسے جو کرے (ض) اس ے دست (قد۔ اس سے، حاشیہ قد، حاشیہ جلیل) اس کو (جلیل) جس کے حنا (ض) پانو پر (ش، حب) پاؤں کو (علی) پاؤں پہ (مع) ۸؎ کیا جو (ض) کیا کہا (علی) ۹؎ جانیں پیاری کیا تجھے اس کی ادا (مع)

۴،۶۔ ندارد (حب)

(۵۰) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۳؎ یوں چل کر (علی، قد، مع، جلیل) اگر چلے ہے (مع) خلل نہ مباد (مع) ۴؎ کس کی یہ کی ہے تیغ زنی

(حب) کہ پرزے اڑتے ہیں یکلخت (حب) ۶ غنچہ بہرے ایاغ (علی) آئی خزان (حب)

(۵۱) نسخہ جات (خط، ع، ض، علی، ش، حب، قد، مج، جلیل) میں شامل ہے۔

۲ فرماؤ کہ اب جس (علی) ۳ موسم برسات تو (ض، علی، ش) وہی بات (حب، قد، جلیل) ۶ اگر

کہیے تو (ض، ش) ۷ تو اس سے (حب)

۶ ندارد (حب)

(۵۲) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مج، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ دو دن میں مار (جلیل) ۲ آہن ہے (ش، حب) ۳ ع تجھے میں چھوڑوں اور (علی)

(۵۳) نسخہ جات (علی، ش، حب، قد اور جلیل) میں شامل ہے۔

۲ بیمر نگہ (علی) ۳ ع جان و دل ایمان و دیں جو تھا بساط اپنی دیا (علی) تھی بساط اپنی (ش)

مطلع ندارد (علی)

(۵۴) نسخہ جات (خط، ع، ش، حب، قد، مج، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ چل سکے (حب، مج) ۳ گھل گھل کے (ش، جلیل) ۵ کہ جی تک (قد، جلیل) بہل (جلیل) ۶ دل

کے ساتھ (ش، قد، جلیل ۔ جی، حاشیہ قد، حاشیہ جلیل) کسی سے (ش، حب، قد، جلیل) چاہتا ہے

دل (قد، جلیل) کہہ دوسری غزل اگر (ش)

۶ ندارد (مج)

(۵۵) نسخہ جات (خط، ع، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[1] اس کی زلف (ش) [2] "اپنا تو" کو کاٹ کر "اپنے تو" حاشیہ پر لکھا ہے (حب) اتنا تو (ع) [3] کیا کہوں (علی) [5] جو نقش (حب، جلیل) ٹل سکے (ش) [6] وہ کیا پھر (ش) ہو سو پھر کیا سنبھل (حب)

[3] ندارد (حب)

(۵۶) نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

[2] عالم بے بیہوشی۔ بقیہ نسخوں میں سواے (خط، ع) [5] ع سر چڑھا چاہے ہے اے زلف کسی کی تو مگر (ش، حب) [6] آئینہ کی (قد، جلیل)

[4] مصرع اول ندارد (علی) [5] ندارد (علی)

(۵۷) نسخہ جات (ع، علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

[1] ع خورشید سامنے تیرے ہرگز نہ آسکے (علی، ش) [2] کام یہاں رہی کوئی دم میں ہی تمام (ش) جلدی اسے (حب) [3] خون سے دامن کو تو (ع) [4] "کھڑے کو" کو کاٹ کر حاشیہ پر "نور کو" بنایا گیا ہے (ش) [5] آگ ہو جسے پانی (علی)

قطعات/اشعارِ متفرقات

(۱)نسخہ جات (ع،علی،ش،حب،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

(۲)نسخہ جات (ع،علی،ش،حب،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

۱عاشق بھی اپنی جان سے ہی (حب) تراکب یہ ہو سکے (علی) ۲ع ہم چشم چشم ابر دیدہ زبوں تو ہوسکی (علی) دل سے دھو سکے (حب)

(۳)نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،حب،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

۲یہ دل درد وغم دوری (قد،جلیل)

(۴)نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،حب،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

۱اچا ہو (خط،علی) ۲نہ کہوں (حب) ٹوٹے (حب،قد،جلیل)

نوٹ:-تینوں جگہ قافیہ "چھوٹے" ہے (ش)

(۵)نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،حب،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

۲یار کے (ع) جاں خرابی (حب)

(۶)نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،حب،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

۱اوروں کے (ع) ۲خوباں کے (ع)

مسدس در مدح آنحضرت محمد ﷺ

یہ مسدس نسخہ جات (خط، ع، ش، حب، قد، مح، جلیل) میں شامل ہے۔
۲ ہادی کفر (ع)

۲ ۱ ہادی گمرہان (ع) ۲ دینِ قاتل (قد، جلیل)

۳ ....

۴ ۱ ہیں جو (جلیل) ۲ جمع آ کے سواعدا (حب) خدا کو حرف ہے کیا (ع)

۱ خواجۂ کائنات ہر دو سرا + نور عینین یثرب و بطحا

۵ ۲ نہ ہوں (قد، جلیل)

۶ ۱ پاک ذات (قد، جلیل) ۲ رمز و راز (مح) ۳ ارتقائش (حب، قد)

۷ ۱ اس کو ملا (حب) ۲ نبی کو (ش، مح)

۸ ۱ انسان و کیا (مح) اشجار و کیا (حب، مح) ۲ کسی کا (ش، حب) ع نہ اسی میں کسو
کا۔ الخ (مح) ۳ خلق را وصف او (خط، ش، حب)

۹ ۔ ۳؎ فرستم (ش، م)

۱۰ ۔ ۱؎ وحی و مصدر (ع، ش، حب، م) قدس ولا (حب، م) ۳؎ کنت اهدی هوی (م)

۱۱ ۔ ۳؎ نعلیمت (ش، حب، م)

۱۲ ۔ ۱؎ امنِ قبیلہ (حب، قد، جلیل) ۲؎ روز میں بھی پاؤں (م) کریم نجات (قد، جلیل)

۱۳ ۔ ....

۱۴ ۔ ....

۱۵ ۔ ۱؎ نافع دین (قد، جلیل) قامع دین (حب) شافع دین (م) قاطع بدعت (قد، جلیل) ۳؎ واں معزز (ش) ویں معزز (م)

۱۶ ۔ ....

۱۷ ۔ ۳؎ غنو و ضلال (م)

۱۸ ۱ کاظمِ امام (قد، جلیل) ۲ تقی (ع) مستفید (قد، ح، جلیل) ۳ مواہبت (ع)

۱۹ ۱ تقی (خط) ۲ لطف ابرو (قد، جلیل) ۳ محشر بلند (حب) ۳ شعر: کہ بدیں سرو رستودہ مشیم ÷ بہ نہایت رسیدہ فضل وکرم (ع)

۲۰ ....

۲۱ ۳ دین من رفض وکیش (من رفض) است ÷ رفض من؟ مانع حفض است (کذا) (ع)

مخمسات

مخمس (اول) بر غزل حافظ

نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ — ۱ کہ ہے بڑا (حب) لا دوا ے (ش)

۲ — ۱ اسیر خستہ (قد، جلیل) غریب عاشق بیدل (قد، جلیل) فقیر و سرگرداں (ش، مع)

۳ — ۱ میں دل (قد، جلیل) ۲ مجھ کو نہ (قد، جلیل) کہ دروے (قد، جلیل) ۳ ز درد ہاے فراق (حب)

۴ — ۱ کہاں ہیں یار کہ اُس (خط) سناؤں ہجر کا غم (ش، مع)

۵ — ۲ ہو مری ترے خاک (قد، جلیل)

۶ — کرز بہر خدا (قد، جلیل) بند ۶۔ ندارد (علی)

۷ — ۱ تاراج از خزاں (علی) ۲ فراق میں (ش) کھینچے ہے (قد، جلیل)

۸ — ۱ ہوں دوستاں (حب، قد، جلیل)

مخمس (دوئم) برغزل سودا

یہ مخمس نسخہ جات (خط، ع، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ۔ ۱ ۔ اوروں سے وہ (قد، جلیل) اس کو ہے (ع، مخط، مع) ۲ ۔ کہاں وہ زر ہے کہ
اخلاص (مخط) ۲ ۔ شعلہ رو (قد، جلیل) ۳ ۔ غیروں سے (حب) جو ہوئینگے (مع)

۲ ۔ ۱ ۔ اکھاوے (قد، جلیل) ۳ ۔ مہر سو معلوم (مع)
یہ بند ندارد (مخط)

۳ ۔ ۱ ۔ توں (مخط) ۲ ۔ مری بالیں (مع) ۳ ۔ شرتی ہیں (ش، حب)

۴ ۔ ۱ ۔ ع شہ و گدا و امیر و وزیر ہیں منقاد (مخط، مع) سو جیسے سب ترے (قد، جلیل) ۲ ۔ او جفا
ایجاد (قد، جلیل) کیے ہے تو نے مجھ پر اے بیداد (مخط) ۳ ۔ بے حیا میں (قد، جلیل) وو معلوم (ش)
جو رو ہے تجکو جہاں میں سو (مخط، مع)

۵ ۔ ۱ ۔ جو کھولے جو (قد) کو کھولے جو (جلیل) جو کھولے ہے شانہ (مخط، مع) جدھر تو
گذرے (مخط) ۲ ۔ ادھر ہے مرہم (مخط)

۶ ۔ ۲ ۔ ع: غرض مقام کو تیرے نہ پونچا اے مدد (مخط، مع)

منقاد:۔

۷ ۲؎ اتنی ہی (جلیل) وفا وہ کرے ہے یاد (ش) کرو تو یاد (جلیل) ۳؎ کبھو اُس کے (قد، جلیل)

نداردر (مخط)

۸ ۳؎ جو چاہے انداز (مخط) چاہیے انداز (مع)

مخمس (سوئم) بر غزل دردؔ

یہ مخمس نسخہ جات (خط، ع، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ۱؎ ع: کدھر تو خدا جانے اے (قد، جلیل) ۲؎ جب تک (حب، قد، جلیل)

۲ ۲؎ نہیں تجھ سوا اور مقصود میرا (مخط، مع)

۳ ۱؎ درویش سلطاں (خط، مخط) ہزاراں ہیں (ع) ع ہوئے ہیں یہاں تو ہزاروں ہی یکساں (حب) ۲؎ بس اے یار (ع، قد، جلیل) نہ میں ہے نہ تو (قد، جلیل)

۴ ۲؎ ع اگر عشق اس کا جو ایسا رہے گا (حب)

یہ بند۔ ندارد (خط، ع، ش)

۵ ۱؎ کوئی صاحب جاہ و دولت ہے جگ میں ÷ کوئی اہل علم و فضیلت ہے جگ میں (مخط، مع) کوئی طالب دین (قد، جلیل) ۲؎ ع کہ ہر یک کو یہ شان و شوکت ہے جگ میں (مخط، مع) کسی

کی کسی طرح (حب) کسی کوں کسی (خط، ع) ۳ے آرزو ہے (ع) ع مجھے میرے رونے سے ہی آبرو (خط، ع)

۶ے ۱ہو جیوتو (جلیل) ع: توں عشق آشنا ہو نہ یار دینا (خط، ع) تا کام ہے گا (خط، ع) ۲ے کیا سیر ہم نے یہ گلزار (حب)

۷ے ۱عالم کوں (حب) رخ رشن اس کا ہے دیکھا (حب) عالم کو (خط، ع) ع: جہاں نور سے اس کے دیکھا منور (خط) ۲ع: میں بیدار کی طرح ہوں محو دلبر (خط، ع) ع: نظر در دمیری پڑی کس کے اوپر (حب) دیکھتا ہے وہی (قد، جلیل)

مخمس چہارم (برغزل قائم)

یہ مخمس نسخہ جات (خط، ع، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں موجود ہے۔

۱ے ۱اے بادۂ شوق (ع) ۲ع کہتا یہی ہوں میں چشم (ع)

۲ے اے طول نہ وقت (کذا) (خط)

۳ے سمجھ کر (حب)

۴ے ۱یہ عارفان کامل (قد، جلیل) ہیں فصارعاں (خط ع ش حب، ع نسخہ (ع) میں مضارعان کے اوپر پر سزارعان بنادیا گیا ہے (ع) گشت گاہ (جلیل) ۲ع عاقل (قد، جلیل)

۵ ۲ تو ہے (ش، حب، قد، جلیل) ڈگر تو ہے یہ زاہد (قد، جلیل) ۳ حذر کر (خط) آپ سیں (مح)

۶ ۳ تو مر کر (حب، قد، جلیل)

۷ ۱ پہنچے (مح) ۳ میں تو اثر کر (ش، قد، جلیل)

۸ ۳ تک ایکدم (قد، جلیل)

۹ ۱ چھوڑ کہہ (ع)

مخمس پنجم (بر غزل سودا)

یہ مخمس نسخہ جات (خط، ع، ش، قد، مخط، مح، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ۱ عزیزاں (مخط، مح) پر اسے مت کہو (مخط، مح)

۲ ۲ مبادا ہو (جلیل) یہ بند ندارد (مخط)

۳ ۱ تم یونہیں اے انکھیوں (مخط، مح) ڈوباؤ گی میری (جلیل) ۲ چھپ کر (ع) نگاہ

گرم (مخط، مح)

۴ ۔ ۱ نہ موں (مخط، مح) جا نگہ سے مری (مخط) ۲ کبھی (مخط، مح)

۵ ۔ ۱ بازار میں ہو سو ہوا (قد، جلیل) ۲ نہ صبر تاب۔ عقل ہوش (قد، جلیل) ہوش بجا (مخط، مح) ۱/۲ اب ہے جان کا سودا (مح) ۳ جو کچھ کہ ہو ہوا سو ہوا (مخط، مح)

نوٹ:۔ غلط انتساب "مخمس بر غزل خود" درج ہے۔ (مح)

مخمس ششم (بر غزل خود)

یہ مخمس نسخہ جات (مخط، ع، ش، حب، قد، مخط، مح اور جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ۔ ۱ توں اے یار (مخط)

۲ ۔ ۱ ع پھنسکہ صیاد کے پھائدے میں مچایا ہے غل (مخط) نہ پھر (قد، جلیل) پیچ کھاتے ہیں اسی غم سیتی ہر یک سنبل (مخط) ۲ ع دیکھنا اب کے میسر نہ ہوا موسم گل۔ کہتی۔ الخ (مخط) ۳ ع ہر چمن کا گل بے خار خدا (مخط)

۳ ۔ ۱ ابر آب ہوا (قد، جلیل) ۱/۲ اس نے بھی کی (حب) ۱/۳ اے مرے (مح)

۴ ۔ ۱ جھکاتا ہے (قد، جلیل)

۵ ـــ عزم آنے کا (ع) ـــ ہم سے بھی (قد، جلیل)

مخمس ہفتم (برغزل امیر خسرو دہلوی)

یہ مخمس (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

۱ ـــ دیوانہ شیدا (علی)

۲ ـــ نکل پیرو جواں (ش) ـــ یہ دیکھو میداں (قد، جلیل) کی رو دگردش ہجوم عاشقاں (حب) ـــ چالک سواری یک طرف اہل تماشا یک طرف (مخط، مع) مسکیں گدایاں (حب)

۳ ـــ ع: زنار گردن میں کیے قشقہ جبیں پر کھینچ کر (مخط، مع) ـــ چو ہر رخ ۔ الخ (حب)

۴ ـــ توں قبل (مخط، مع) ع: راضی ہوا ہوں دل سے میں اس میں ہے گر تیری رضا (مخط، مع) ـــ سے میں ہرگز نہیں (قد، جلیل) سے میں بھی اب نہیں ہوں گا (ش)

۵ ـــ اس کو بند (جلیل) کچھ اس کی اور ہی بند (حب)

مخمس ہشتم (برغزل حافظ)

یہ مخمس نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔

(۱) ـــ ہے طاقتِ دوری (علی)

(۲) ـــ ع: جز مدح میرے مونہہ سے نکلا نہیں کوئی دم (علی) نکلا نہیں (ش، حب) ـــ ع:

خدمت میں جو میں حاضر رہتا ہوں تیری ہر دم (ش) جو ہوں میں ہر دم (حب) میں جو ہر دم (مخط، ع) میں ترے (جلیل)

(۳) ۱ع: ہے ختم تیرے رو پر۔ الخ (قد، جلیل) ۲ مجھ کن (ع)
یہ بند ندارد (مخط)

(۴) ۱ع اے راحت جاں! تجھ بن ہے مجکو نہایت درد (مخط، ع) ۲ آہیں سرد (ش) تیری دوری سے (علی) چنانم (علی، مخط، ع) ۳ کردست (ع)

(۵) ۱ مط ظالم (مخط، ع) مدت سے (ع) ۲ باز آمد (قد، جلیل) ہجراں مت خوش یار بہ برآمد (مخط) ہجراں شد خوش یار بہ برآمد (ع)

(مخمس نہم) برغزل خسرو

یہ نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، مخط، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

(۱) ۱ اے ماہ مایۂ (مخط، ع) چگونہ بشان (مخط، ع) ۲ توئی درمیانہ معذوری (مخط، ع)

(۲) ۱ چہ میکدہ چہ حرم (جلیل) میں رکھا نہ جس میں قدم (مخط، ع)

(۳) ۱ کھایا ہوں جان (مخط، علی، ش) میں ہر دم (خط) ۲ لوح دل پہ اپنی رقم (قد، جلیل)

(۴) ۱؎ چینِ پیشانی (خط، ع) اس کو مرنے (ع) ۲؎ اپنا سوز کہوں تجھ سے کیا میں اے (ش) اتنا سوز (قد، جلیل) اپنا جور (خط) نادانی (خط، ع)

یہ بند ندارد (حب)

(مخمس دہم) بر غزل حافظ

یہ مخمس نسخہ جات (خط، ع، علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) میں شامل ہے۔

(۱) ۱؎ فقط ہی جاگے (ع) فقط ہے جاکے (جلیل)

(۲) ۱؎ قمری کو اپنے بر میں (ع) ۲؎ تاسف کہ کوئی پوچھو جا (علی) پوچھا (ع)

(۳) ۱؎ صاحب تخت (قد، جلیل) ۲؎ شفیق لطف (علی)

(۴) ۱؎ ہوئی ہے زیاد (ع) خزان سے تو حد سے (علی) ہوا (ع)

(۵) ۱؎ بنا کر تو (علی، ش، حب، قد، ع، جلیل) خط و خال اگر (علی) ع شکار میں تو نہ ہوں مثل۔ الخ (علی) ۲؎ دام و دانہ (ش) ع بدام و دانہ نہ گرید۔ الخ (علی، ع)

(۶) ۱؎ اگر زمانے کی تجھ (قد، جلیل)

(۷) ۱؎ ع تو ہے وہ تازہ۔ شہادت وغیب (علی) کہ تجکو دیکھ (علی) پہاڑی (جلیل) ۲؎ ع ہے
واقعی نہیں کچھ۔ الخ (قد، جلیل) اس میں جاے شبہ وریب (علی) اس سخن میں شبہ وریب (ع)

(۸) ۱؎ جدائی وغم نیست (مخط) ۲؎ جز ازال (قد، جلیل) ۳؎ چشم ماہ (قد، جلیل)

(۹) ۱؎ ع نہیں جگر یہی بیدار۔ الخ (ع) کزاں بہاء در شعر (ع)

رباعیات

(۱) یہ رباعی نسخہ جات (ع، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
کے بیچ (مخط)

(۲) یہ رباعی نسخہ جات (ع، ش، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱؎ جنوں کا ہو خدا ہوا احمد (مخط)
۲؎ ایسی ہی ناطق (مخط) ایسی ناطق (ع)

(۳) یہ رباعی نسخہ جات (ع، ش، حب، قد، مخط، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
۲؎ محشر میں (ش) انو کے بخش دیوے گا آلہ (مخط، مع)

(۴) یہ رباعی نسخہ جات (ع، ش، حب، قد، مع، جلیل) میں شامل ہے۔
۱؎ کریماں ہیں (ش، حب) خانم (مع) ۲؎ ع بیدار اسے ہو مفلسی کا کیا غم (مخط، مع) تخلص

ندارد(محط)

(۵) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،حب،قد،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

[1] ایس ہیں جو(ش) کھینچیں ہیں(ش)

(۶) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،حب،قد،جلیل) میں موجود ہے۔

[1] ار یکھا(جلیل) [2] وحدت سے یہاں(قد،جلیل)

(۷) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،حب،قد،جلیل) میں شامل ہے۔

[1] بھپ کی(جلیل) اسی دن(قد،جلیل) تو کہاں(علی) کیسا(قد،جلیل)

(۸) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،قد،جلیل) میں شامل ہے۔

[2] نپٹ بھی(قد،جلیل)

(۹) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،جلیل) میں شامل ہے۔

[1] داغ دل کو(ش) [2] بدت ہی ہوئی(علی،ش)

(۱۰) یہ رباعی نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،قد،حط،مح،جلیل) میں شامل ہے۔

[1] جفائیں تیری(علی) اُن کا اظہار(خط) [2] اپنی خوشی آپہی(علی) ع: ہوگا تو اپنی خوف سے آپی(

قد،جلیل) آپہی (قد) تو اپنی ہی خوشی سے بیزار (خط،م)

(۱۱) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،قد،خط،م،جلیل) میں شامل ہے۔
۲ لیل ونہار ہجر بقیہ نسخوں میں سوائے (ع) میں (ع) تجھ بن آہ (قد،جلیل) ہجر میں از سرتاپا
لے (خط،م) بیزاری گذری (خط)

(۱۲) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،قد،خط،م،جلیل) میں شامل ہے۔
لے میرے کچھ بھی خبر ہے (خط) میری کچھ (جلیل) کچھ بھی اثر ہے (خط) کچھ اثر ہے (ع)

(۱۳) یہ رباعی نسخہ جات (ع،علی،ش،قد،م،جلیل) میں شامل ہے۔

(۱۴) یہ رباعی نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،م،جلیل) میں شامل ہے۔
۲ ہو چشم (خط)

(۱۵) یہ رباعی نسخہ جات (خط،ع،علی،ش،قد،خط،م،جلیل) میں شامل ہے۔
لے رواں ہیں (علی) بتلا کہ ہے یہ چشم تر یا دریا (قد) بتلاؤں کہ ہے دیدۂ تریا (خط)
بتلا تو کہ ہے دیدۂ تریا (ع) بتلا کہ تری ہے a چشم تریا (جلیل) ۲ تمام خانہ ہے خراب (خط)
رونے سے مرے (خط،م) اس میں کہ یہ گھر یا دریا (م) اس میں کہ ہے گھر یا (ع)

مخمس برغزل درد

یہ مخمس صرف نسخہ جات (ش، قد، جلیل) میں ملتا ہے۔

(۱) ؎ کسی کو دی (قد، جلیل)

(۲) ؎ میرے اوپر (قد، جلیل)

(۳) ؎ عاشق کو (قد، جلیل)

(۴) ؎ جی سے پھری (قد، جلیل) غم میں کھڑی (ش) ؎ برق عشق آ پھر مرے دل پہ گری (قد، جلیل)

مسدس

یہ مسدس صرف نسخہ جات (ش، قد، جلیل) میں شامل ہے۔

فرہنگ

احمد مرسل - نبی مرسل، وہ نبی جو صاحب کتاب ہو، نبی آخرالزماں مراد ہیں۔

آتشیں عذار - (سرُخ رخسار) آگ کی مانند سرخ رخساروالا یعنی محبوب۔

اینڈنا - اِترانا، بل کھانا۔

اکل وشراب - کھاناپینا

اہلِ صومعہ - متقی اور پرہیز گار۔زاہد۔

اِعراض کرنا - منہ پھیرنا، بچنا، روگردانی کرنا۔

افترا باندھنا - تہمت لگانا، بُہتان باندھنا۔

آئینہ باندھنا - باندھے آئینہ چارآئینہ۔

الماس - ہیرا

بہزاد - ایک مشہور مصور جو'مانی' کے برابر کا خیال کیا جاتا تھا۔ (بہزادرہ گیاردیف)۔

باج - خراج، محصول، زرما گذاری

پہلو مارنا - ہمسری کرنا۔ برابری کرنا۔

پنجہ کمرجاں - مرجاں (مونگا) سمندر (دریائے شور) کی تہ سے نکلتا

ہے، بعض دفعہ یہ آدمی کے پنجے سے کچھ مشابہت رکھتا ہے، اس نسبت سے پنجۂ مرجاں کہا جاتا ہے۔

تموج - پانی کا جوش و خروش۔ پانی کی لہریں مارنا، لہریں اٹھنا۔

تہی - خالی۔

ترسا - نصرانی، آتش پرست۔

تشبیہ - شبیہ سازی۔ ایک چیز کو دوسری کے مانند ٹھہرانا، تنزیہہ کی ضد۔

تنزیہہ - پاک کرنا اور غلط اور فاسد کو خارج کرنا، پاکیزگی، صوفیوں کی اصطلاح میں وہ منزل جو تمام آلائشوں سے اور تمام صفات کی نسبتوں سے پاک ہے۔ تشبیہ کی ضد

تبخالہ - وہ چھالا جو بخار کی گرمی سے ہونٹوں پر یا اس کے آس پاس پڑ جاتا ہے۔

تصدیع - تکلیف۔

جمعیتِ دل - اطمینان قلب، تسکینِ دل، آسودگی خاطر، طمانیت قلب۔

جیحوں - دریا

جمعیت - گروہ، جماعت، اطمینان، تسکین، قناعت۔

جھاڑ لینا - کنگھی کرنا۔ تلاشی لینا

لگا نہ دل ہاتھ کہیں جھاڑ ابھی لے چلے
جوں شانہ اس کی زلف سے ہم تار تار کا

چشم فتاں - فتنہ انگیز چشم/آفت خیز آنکھ۔ (صفت)

چلیپا - صلیب، دار، سولی، ٹیڑھا، خمیدہ۔

حک - دور کرنا، کھرچنا، مٹانا۔

حادث - فنا ہونے والا، قدیم کی ضد۔

حکمت العین - آنکھوں کی چالاکی، تدبیر، عافیت اندیشی، ترکیب۔

جراحت کش - زخم اٹھانے والا۔
خفاش وار - چمگادڑ کی طرح۔
دودامی - ایک قسم کا بیل دار کپڑا۔
درنگ - تاخیر، تامّل۔
دشت فرسا - جنگل روندنے والا، صحرانورد
درَنگ - تامّل، توقف، تاخیر۔
دیدوادید - (دیدوبازدید)۔ ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے جانا۔
دانۂ خال - تل
دوچار ہونا - ملاقات ہونا۔ آنکھیں ملنا۔
رنگ گل ہوائی ہونا - گل کا رنگ اڑنا۔
زنخداں - ٹھوڑی۔
رخش - گھوڑا۔
رواق - چھجا، چھت، محل۔
زغال خام - کچا کوئلہ
زُہدوورع - تقویٰ اور پرہیزگاری۔
سالک - تصوف کی اصطلاح، شخص جو خدا سے قریب ہونے کا طلب گار اور آرزومند ہو اور عقلِ معاش بھی رکھتا ہو۔ پابندِ شریعت فقیر۔
سَمندر - آگ کا کیڑا جو آتش کدہ سے پیدا ہوتا ہے۔
سَربَر ہونا - نمایاں ہونا، معزز ہونا۔
سُمرن - بلّور، کانچ یا مونگے کے دانوں سے بنی ہوئی مالا جسے ہندو بہ طور تسبیح استعمال کرتے ہیں۔
سمن براں - چمیلی جیسا جسم رکھنے والا (محبوب کی صفت)۔
سرفرو کرنا - سر جھکانا۔

شب دیجور - اندھیری رات، کالی رات۔

شامّہ - سونگھنے کی حس یا قوت۔

شماتت - کسی کی خرابی اور بربادی پر خوش ہونا۔

شہادت - گواہی۔

شیر قالی - شیر کی وہ تصویر جو اکثر قالینوں پر بنی ہوتی ہے۔

شب رنگ - کالے مشکی رنگ کا گھوڑا مراد کالی زلف۔

شانِ عسل - شہد کا چھتا۔

شست شو - نہانا دھونا، دھو کر صاف کرنا۔

صُوَر - صورت کی جمع۔ صورت، شکل۔

صفا - پاک، پاکیزہ۔

طوُمار - ڈھیر، تودہ۔

طوُمار باندھنا - چھوٹی بات کو بڑھا کر بیان کرنا۔

ظلِ ہما - ہُما کا سایہ، بادشاہت کا تاج سر پر ہونا۔ (ظل۔ سایہ، ہما ایک فرضی پرندے کا نام)

عمّاں - دریا (ملک یمن میں سمندر کے کنارے شہر عمان ہے اسی مناسبت سے وہ قطعہ سمندر کا عمان کے نام سے مشہور ہے۔

عاج - ہاتھی دانت۔

عاطر - فیاض، خیر خواہ۔

غیب - غیر موجودہ، شہادت کی ضد۔

غوغا - ٹڈیوں کا ہجوم/ آدمیوں کا مجمع۔ شور غل کے معنی میں مستعمل ہے۔

غبغب - ٹھوڑی کے نیچے لٹکا گوشت۔ مراد ٹھوڑی سے ہے۔

غربال - کم ظرف۔

فلاخن - گوپھن، رسّی کا وہ پھندا جس میں رکھ کر پتھر پھینکتے ہیں اس کا

دوسرا نام فلاسفی ہے۔

فنِ طبیعی	-	وہ علم جس میں فطری، مادی اور قدرتی خواص اشیا اور تحقیقات سے بحث کی جاتی ہے۔
فنِ الٰہی	-	وہ علم جن میں ان امور سے بحث کی جائے جو وجود خارجی یا تعقل میں مادہ کے محتاج نہ ہوں۔
فصاد	-	فصد کھولنے والا۔
فتراک	-	چمڑے کے تسمے جو گھوڑے کی زین کے پیچھے دونوں طرف لگے ہوتے ہیں اسے شکار بند بھی کہتے ہیں۔
فتاں	-	فتنہ انگیز، مراد محبوب، آنکھ کی صفت۔
قرمزی	-	ہلکی سی نیلاہٹ لیے ہوئے گہرا سرخ رنگ کا۔
قدم	-	کہنگی، ہیشگی۔
قدحِ مُل	-	جام شراب، پیالہ ے۔
کحل	-	سرمہ۔
کیسا	-	کیسہ، تھیلی۔
کھبنا	-	چبھنا، پسندِ خاطر ہونا، نقش ہونا۔
کاہ	-	کٹی ہوئی سوکھی گھاس، تنکا۔
کاہ ربا، کہربا	-	ایک قسم کا زرد رنگ کا مُہرہ جس کو ریشم یا چمڑے پر گھس کر گھاس کے قریب لے جائیں تو گھاس کا تنکا کھینچ کر اس مُہرے سے آلپٹتا ہے۔
گوگرد	-	گندھک۔
گبرو	-	نوجوان۔
لال	-	گونگا
معدن	-	کان (سونے، چاندی اور دیگر دھاتوں کی)۔
لوح و قلم	-	تختی اور خامہ۔ مراد احکام الٰہی کی تختی اور اس کے لکھنے کا قلم۔

مستور	-	پوشیدہ۔
مشاطہ	-	وہ عورت جو عورتوں کا بناؤ سنگار کرتی ہے۔
مجمر	-	انگیٹھی، آتش دان۔
مقید	-	گرفتار۔
مُنقاد	-	مطیع، فرماں بردار، تابع دار۔
مچلائیاں	-	مچلائی کی جمع، شوخیاں، ہٹیں (ہٹ)
مہد عدم	-	عدم کا پالنا۔ مراد موت
مِصقلہ	-	صیقل کرنے کا آلہ۔
من ہرن	-	دل چرانے والا، من موہن، معشوق۔
مہ نخشب	-	نخشب کا چاند۔ ترکستان کے ایک شہر کا نام نخشب ہے۔ کہتے ہیں کہ حکیم ابن مقنع نے کنویں سے ایک چاند بنا کر نکالا تھا جس کی روشنی چار فرسنگ تک پہنچتی تھی۔
نوبر	-	میوۂ نورس، نیا پھل، دختر انارستان
نُقَط	-	نقطہ کی جمع۔
نردباں	-	زینہ، سیڑھی۔
واگزار	-	رہا کرنا، پابندی یا شرط اٹھالینا۔
واشد کرنا	-	شگفتہ ہونا، ظاہر ہونا۔
ہراس	-	خوف، ڈر
ہمتا	-	برابر، مثل، نظیر۔
یم	-	سمندر، دریا۔
یک شمہ	-	(شمہ) ذرا سی چیز۔

☆☆☆

حواشیِ مقدمہ

۱-(تذکرہ شعرائے اردو طبع جدید ۱۹۴۰ء۔ص ۳۱)

۲-(تذکرہ ہندی ص ۳۶)

۳-(صاحب تذکرہ بے جگر)

۴-(صاحب مجمع الانتخاب)

۵-(مولفِ دستور الفصاحت)

۶-(مولف طبقات سخن)

۷-(صاحب سخن شعراء)

۸-(مؤلف ارمغان گوکل پرشاد)

۹-(صاحب بزم سخن)

۱۰-(مؤلف فرہنگ آصیفہ)

۱۱-(صاحب تذکرہ عشقی)

۱۲-(دیوان بیدار۔ص ۵)

۱۳-(دیوان بیدار ص ۲)

۱۴- (مقدمہ دیوان درد ص ۹۱)

۱۵- (میر سودا کا دور ص ۳۸۲)

۱۶- (گلشن ہند مرتبہ مختار الدین آرزو ص: ۴۲)

۱۷- (تذکرۃ الصلحا۔ مطبع نظامی بدایوں ص ۸)

۱۸- (اکمل التاریخ حصہ اول مطبع قادری بدایوں ص ۱۲۸)

۱۹- (مصنف رسالہ چمنستان رحمت الٰہی مطبوعہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۳ء)

۲۰- (چمنستان رحمت الٰہی ص ۴-۳)

۲۱-

۲۲- (مصباح طریقت)

۲۳- (میر وسودا کا دور۔ ص ۳۸۲)

۲۴- (ص ۵)

۲۵- (ص ۶)

۲۶- (ص ۱۰)

۲۷- (نکات الشعرا طبع اول ص ۱۲۰)

۲۸- (نسخہ شاہجہان پور ص ۶۳)ا

۲۹- (گلشن سخن ص ۷۔ گلزار ص ۴۷)

۳۰- (جلد اوّل ص ۱۱۸)

۳۱- (ص ۱۵۶-۱۵۷)

۳۲- (ص ۲۱۴)

۳۳-

۳۴- (ص ۱۷ا)

۳۵- (ص ۲۲، ۲۳)

۳۶- (تذکرہ میر حسن ص ۳۹)

۳۷۔(دو تذکرے جلد اول۔ص ۹۲)

۳۸۔(یادگار شعرا مترجمہ محمد طفیل ص)

۳۹۔(فہرست ہندستانی ؟ص ۸۱)

۴۰۔(جلد اول ص ۶۶۳)

۴۱۔(تاریخ ادب اردو ص ۲۱۴)

۴۲۔(بحوالہ دیوانِ درد مرتبہ داؤدی ص ۹۱)

۴۳۔(دیوانِ درد ص ۹۱)

۴۴۔(حاشیہ دستور الفصاحت ص ۷۵)

۴۵۔(میر و سودا کا دور ص ۳۸۳)

۴۶۔(خواجہ میر درد ص ۵۵۸)

۴۷۔(و تذکرہ آزردہ (ص ۷۱)

۴۸۔(گلشنِ ہند حاشیہ ص ۴۲)

۴۹۔(اکمل التاریخ حصہ اول حاشیہ ص ۱۲۸)

۵۰۔(مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۹ء)

۵۱۔(تذکرہ ہندی طبع ۱۹۳۳۔ص ۳۱)

۵۲۔(۱) نسخۂ خدا بخش نمبر ۳۲۷ مکتوبہ ۱۱۹۳ھ (۲) نسخہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد نمبر ۸۸۹/۹۲۸ سنہ کتابت ندارد۔ (۳) نسخۂ لکھنؤ یونیورسٹی مکتوبہ ۱۲۲۴ھ بحوالہ مقدمہ غزلیات مرزا رفیع سودا، مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق

۵۳۔نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نمبر ۲۷۴ سنہ کتاب ۱۲۳۱ھ

۵۴۔نسخہ ندوہ نمبر ۴۱۰۶ سنہ کتابت غیر واضح

۵۵۔(۱) نسخہ لکھنؤ (۲) نسخہ خدا بخش، پٹنہ

۵۶۔(۱) نسخہ برٹش میوزیم مکتوبہ ۱۲۱۲ و نمبر ۲۶۵۲۶ (۲) نسخہ انڈیا آفس نمبر ۱۵۰ پی ۲۱۱۹ (۳) نسخہ انڈیا آفس نمبر پی ۱۴۹ پی ۲۶۴۶ (۴) نسخہ انڈیا آفس نمبر بی ۱۵۱ یو ۶۴

۵۷۔ برٹش میوزیم نمبر اے۔ ڈی۔ ڈی ۲۶۵۲۶

۵۸۔ (۱) نسخہ انڈیا آفس نمبر بی ۱۵۰ اپی ۲۱۱۹ (۲) نسخہ انڈیا آفس بی ۱۴۹ اپی ۲۶۴۲۶

۵۹۔ نسخہ انڈیا آفس ۱۵۱ ایو ۶۴

۶۰۔ نسخہ خدا بخش اور نسخہ ندوہ وغیرہ

۶۱۔ نسخہ انڈیا آفس نمبر بی ۱۵۱ ایو ۶۴

☆☆☆

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

انتخاب کلامِ حسرت

مرتب : فضل امام

صفحات: 91

قیمت : -/30 روپے

جامع التذکرہ (جلد سوم)

مؤلف : محمد انصار اللہ

صفحات: 965

قیمت : -/346 روپے

کلیات آنند نرائن ملا

ترتیب و تدوین: خلیق انجم

صفحات: 770

قیمت : -/170 روپے

کلیاتِ عیش

مرتبہ : حبیبہ بانو

صفحات: 556

قیمت : -/80 روپے

خسرو شناسی

مرتبین : ظ۔ انصاری
ابوالفیض سحر

صفحات: 368

قیمت : -/81 روپے

کلیاتِ فانی

مرتبہ : ظہیر احمد صدیقی

صفحات: 318

قیمت : -/101 روپے

Price ₹ 122/-

ISBN:978-93-5160-048-0

राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद्

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language

Farogh-e-Urdu Bhawan, FC- 33/9, Institutional Area,
Jasola, New Delhi-110 025